کلامِ اُردو

KALĀM-I URDŪ.

BEING SELECTIONS FOR THE

Urdu Proficiency Examination.

COMPILED AND ARRANGED BY

SHAMSU 'L-'ULAMĀ' MAULAVĪ MUḤAMMAD
YŪSUF JA'FARĪ

UNDER THE SUPERINTENDENCE OF

LIEUT.-COLONEL D. C. PHILLOTT,
Secretary, Board of Examiners.

CALCUTTA:
PRINTED AT THE BAPTIST MISSION PRESS.

1907.

TABLE OF CONTENTS.

PROSE.

POETRY.

خصہ نثر

[منتخب از "لسان الصدق" کلکتہ]

اسلام اور رسوم

اسلام کو جہاں اور باتوں پر ناز تھا ، وہاں اس کو ایک بڑا فخر اس امر پر بھی تھا کہ اس نے تمام متوہمانہ رسموں ، بد عادتوں ، اور مضر رواجوں کی دنیا سے بیخ کنی کردی ، اور ما وجدنا علیہ آباءنا کی مستحکم دیوار کو ، جو دینی و دنیاوی ترقیوں کے آگے سد راہ ہو رہی تھی ، ڈھا کر گرا دیا - جسطرح اسلام میں بعض اور خوبیاں ایسی پائی جاتی ہیں جو دنیا کے دوسرے ملل و مذاہب کو نصیب نہیں ، اسی طرح دنیا میں کوئی دین یا مذہب ایسا نظر نہیں آتا ، جو رسوم قبیحہ کی آلائشوں سے پاک ہونے میں اسلام کی ہمسری کا دعوی کر سکے - با وجود اس کے کہ اس وقت تمام دنیا یورپ کی تہذیب کا لوہا مان رہی ہے ، اور اس کی علمی روشنی نے ربع مسکوں سے جہل کی تاریکی دور کردی ہے ؛ پھر بھی وہاں اب تک بہتیرے رسم و رواج ایسے پائے جاتے ہیں ، جن کی بنا محض توہمات پر ہے ، اور جن سے سوا اخلاقی یا مالی مضرت کے قوم کو کوئی نفع

نہیں پہنچتا - افسوس ہے کہ اسلام پر ہندوستان میں پہنچکر
جہاں اور تباہیاں آئیں ، وہاں ، اس کو ایک بہت بڑا نقصان
یہ بھی پہنچا ، کہ اس کے خوبصورت روشن چہرے پر رسوم
قبیحہ کے بیشمار بدنما داغ دکھائی دینے لگے ، جس کی وجہ
سے ، بجاے اس کے کہ ایک خدائی اس کی دلربا شکل کی
فدائی ہوتی اس کو نفرت و استکراہ کی نظر سے دیکھنے لگی -
" اسلام اور رسوم " ایک ایسا وسیع سبجکٹ ہے ، کہ اگر اس کے
ہر ایک پہلو پر پوری طرح سے بحث کیجائے ، اور وضاحت کے
ساتھہ دکھلایا جاے ، کہ حقیقت میں اسلام ایک کیسا سیدھا سادہ
مذہب تھا ، مگر مختلف ممالک میں جا کر اس کی شکل
اور وضع میں کیا کیا تبدیلیں واقع ہوئیں اور اس کو کیا کیا
نقصانات پہنچے ، تو بجاے خود ایک ضخیم کتاب تیار ہو جاے -
ہمیں اس آرٹیکل میں جو کچھہ دکھانا ہے وہ یہ ہے ، کہ
ہندوستان پہنچکر اسلام جیسا آزاد مذہب رسوم کی قیود سے
کس قدر جکڑ دیا گیا ، اور ان رسوم سے بھی جو اور اخلاقی مضرتیں
اس کو پہنچیں ، اُن سے قطع نظر کرکے ، ہمارا مقصد یہاں
صرف اسی قدر ہے کہ ان رسوم کی بدولت ہندوستان کے
مسلمانوں نے جو مالی نقصانات برداشت کیے اور کر رہے ہیں ،
اُن کو بہ اختصار بیان کر دیں *

سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے ، کہ آیا انسان کے ساتھہ اسلام
نے حقیقت میں کچھہ رسوم ایسی لگا دی ہیں ، جن کی
انجام دہی میں خود اُس کو یا اُس کے والدین کو بیجا صرف

زر سے مفر نہیں ہو سکتا - اب انسان کے زمانۂ حیات کو بالتسلسل اُس کی پیدایش سے اُس کی موت تک دیکھو - اچھا خیال کرو کہ ایک انسان پیدا ہوا - پیدایش کے بعد پہلی رسم جو اسلام نے اُس کی ذات کے ساتھہ لگائی ہے وہ یہ ہے کہ اُس کے کانوں میں اذان دی جائے ؛ اور وہ صرف اس امر کے اظہار کے لیے کہ یہ لڑکا داخل اِسلام ہوا - اِس اذان کے دینے میں کیا کچھہ صرف زر کی ضرورت ہے ؟ نہیں - ایک کوڑی بھی خرچ کرنے کی حاجت نہیں - دوسری رسم عقیقہ یا نسیکہ ہے ؛ جس میں لڑکے کے سر کا بال اتارا جاتا ، اُس کا نام رکھا جاتا ، اور اُس کی طرف سے ایک یا دو جانور قربانی کیے جاتے ہیں - یہ تو ظاہر ہے کہ بچے کا سر منڈوانے میں کچھہ ایسے خرچ کا کام نہیں ؛ اور نہ نام رکھنے میں کسی قسم کے صرف کی ضرورت ہے - رہی قربانی ؛ وہ بھی صرف اہل وسعت پر ہے - جو کر سکتا ہے ، کرے ، نہ کر سکتا ہے ، نہ کرے - اِس کے بعد ختنے کی رسم ہے : اِس کے ساتھہ بھی کوئی ایسے لوازم نہیں لگائے گئے ہیں ، جن میں خرچ کی ضرورت ہو - بالغ ہونے پر ہر مرد و عورت کے لیے نکاح ضروریات میں سے قرار دیا گیا ہے ؛ لیکن اسلام نے اِس کے ساتھہ بھی کسی قسم کی رسم وغیرہ کی پخ نہیں لگائی - ہاں ، مرد کو ولیمہ کرنے کا حکم ہے - لیکن اِس کے یہ معنی نہیں ، کہ آج تو مہاجن سے دو چار ہزار روپے سودی قرض لیکر تمام اہل قرابت اور دوست احباب کو الوان نعمت کھلا دیے ، اور کل خود نان شبینہ کو محتاج ہو کر بھیک مانگنے کی نوبت آئی ؛ بلکہ اپنے

مقدور اور وسعت کے مطابق تھوڑے سے دوست احباب کو کھانا کھلا دیا جائے ، جس سے نکاح کو شہرت ہو جائے ، اور اس مواکلت و مشاربت سے باھمي اتحاد کو تقویت ہو - اب شادي کے بعد سے موت کے وقت تک انسان کے ساتھہ اور کوئي رسم وابستہ نہیں کیگئي - اس کے مرنے کے بعد اُس کے اقربا یا احباب کا فرض صرف اِسي قدر ھے کہ اُس کي نماز جنازہ ادا کر کے اُسے خاک کے نیچے دبا آئیں ; اور بس *

اب رھے فرائض دیني - وہ چار ھیں نماز ، روزہ ، حج ، زکوۃ - یہ تو ظاھر ھے کہ نماز اور روزے میں کسي خرچ کي ضرورت نہیں - رھا حج ، اس کے ساتھہ " من استطاع الیہ سبیلا " کي قید لگي ھوئي ھے ، جس کي تفسیر میں فقہا نے بڑي بڑي شرطیں لگائي ھیں - اور غور کا مقام ھے ، کہ جب یہ امر مسلم ھو گیا ھے کہ کسي قوم کي تقویت اور ترقي کے لئے اُس میں قومي جلسوں اور صحبتوں کا جاري رھنا نہایت ضرور ھے ، چنانچہ اسي غرض سے خود ھندوستان میں کچھہ عرصے سے کانگریس، کانفرنس ، اور دوسري مجلسیں ھر سال منعقد ھوا کرتي ھیں ، جن میں ملک کے ھر حصے کے باشندے زحمت و اخراجات سفر برداشت کر کے جاکر شریک ھوا کرتے ھیں : تو پھر اگر اسلام نے ایک سالانہ کانفرنس یا کانگریس ایسي قائم کي ، جس میں اُس کے تمام پیرو ، خواہ وہ پردۂ زمیں کے کسي گوشے کے رھنے والے کیوں نہ ھوں ، بشرط وسعت زندگي بھر میں ایک بار ضرور شریک ھوں اور ایک جگہہ اکٹھے ھو کر مبادلۂ

خیالات کریں ، اور باهمي مشورے سے اپني هر قسم کي ديني و دنياوي ترقي کي راهیں سوچیں ، تو اُس نے کیا برائي کي ؟ ایسي باتوں میں روپے خرچ کرنا قوم کے لئے باعث تباهي و فلاکت نهیں ، بلکه موجب رحمت و برکت هے - اب زکوة کي حالت ملاحظه هو - اِس کو کون سا عاقل صرف بیجا کهیگا ؟ اِس اُصول کو تو هر ایک متمدن قوم ملک میں میزان دولت کے پلڑوں کو برابر رکهنے کے لیے ضروري اور لابدي سمجهتي هے *

اب یه دیکهنا هے ، که آیا اور ادیان و ملل کي طرح اسلام نے بهي اپنے پیروں کے لئے کوئي میلے تهیلے یا پرب تیوهار ایسے قائم کر رکهے هیں ، جن میں لا یعني مصارف سے چارہ هي نه هو - مسلمانوں کے لئے اگر کوئي تیوهار رکهے گئے هیں ، تو وہ صرف دو هیں : عید الفطر اور عید الاضحی - تو کیا هندوؤں کي دیوالي اور عیسائیوں کے بڑے دن کي طرح مسلمانوں کے اِن دونوں تیوهاروں میں بهي ظاهري آرایش اور دهوم دهام ضروریات سے هے ؟ اِس کا جواب تو حضرت علي کرم الله وجهه کے " لیس العید لمن لبس الجدید " والے مشهور خطبے سے بخوبي ملتا هے - رهي عید الاضحی کي قربانیاں ؛ وہ اهل استطاعت کے لئے هیں ؛ اور اهل وسعت کے لئے (بقدر وسعت) في کس یا تمام اهل بیت کي طرف سے ایک ایک قرباني کرني کوئي مشکل بات نهیں *

جو باتیں هم نے اوپر بیان کیں ، ان کے سوا اسلام میں تو اور کوئي فرض دیني یا رسم مذهبي ایسي نهیں دکهائي دیتي ،

جس میں صرف بیجا داخل ضروریات سمجھا گیا ہو - آؤ ، اب دیکھیں ' کہ هندوستان کے مسلمانوں نے رسوم کي پابندي کے لحاظ سے کہاں تک اُس اسلام کي پیروي اختیار کي هے ' جس نے ایک عالم کو اپني سادگي وضع کا فریفته کر لیا تها - الله اکبر! ان کي اور اصل اسلامیوں کي رسوم و عادات میں تو وہ بلا کا فرق هو گیا هے ، که اگر پہلي اسلامي صدي کا کوئي شخص اِس وقت زندہ هو جائے ، اور اِن کے رسوم و اطوار دیکھے ، تو اُس کو ان کے مسلمان تسلیم کرنے میں ویسا هي تامل هو - جیسا رات کو دن مان لینے میں - جس طرح همنے پہلے انسان کي زندگي کي تمام حالتیں اُس کي پیدایش سے موت تک دکھائي هیں ، اور یه ظاهر کر دیا هے ، که اِس تمام زمانے میں اسلام نے في الحقیقة کون سے فرائض اور رسوم اُس کے ساتهه لازم کردیے هیں ، اِسي طرح علی التسلسل همیں یه دکھانا هے ، که هندوستان کے مسلمانوں نے ایک انسان کو اُس کي پیدایش هي کے وقت سے رسوم کي قیود میں اِس قدر جکڑا هے ، که مرنے هي پر اُن سے رهائي ممکن هے ، نہیں نہیں ، سچ تو یوں هے که مر کر بھي اُن سے چھٹکارا نہیں ملتا *

اچھا ، فرض کیجئے که ایک بچه پیدا هوا - جب تک اُس کي چھٹھي اور مونڈن میں اتنے روپے نه اُڑائے جائیں ، که حقیقت میں اس کے والدین کي پوري حجامت هو جاے اور انهیں اپني چھٹھي کا دودهه یاد کرنا پڑے ، تو وہ چھٹھي چھٹھي هي کیا اور وہ مونڈن مونڈن هي کیا ! آگے چلئے - اب کیا هے ؟ نمک

چھٹي هے یا کھیر چٹائي هے - اس میں بھي ؟ اگر زیادہ نہیں
تو دو چار هزار روپے بھي نہ لگائے ، تو برادري میں کیونکر منھہ
دکھانے کے قابل رہ سکتے هیں - اب وہ مولود اگر لڑکا هے ، تو اُس کے
ختنے میں ، اور اگر لڑکي هے ، تو اُس کي کان چھیدن میں ، اور
چند هزار روپوں کا ادھر سے اُدھر چلا جانا تو کوئي بات هي
نہیں هے - اب اس کے مکتب کي تیاري هے ! اس میں کم سے کم
اتنا سرمایہ صرف کردینا تو ضروریات سے هے کہ اپنے پلے ایک ٹکا
بھي باقي نہ رهے ، جس سے اس لڑکے کي کچھہ بھي تعلیم
و تربیت هوسکے ؛ ورنہ خویش و بیگانے انگشت نما کرینگے - اس
بیان میں هم نے مبالغے کو مطلق راہ نہیں دي هے - بیسیوں خاندان
هم نے بچشم خود ایسے دیکھے هیں ، کہ جنھوں نے اپنی اولاد کے
مکتبوں میں هزاروں روپے خرچ کر ڈالے ، اور اب روپے کے نہ رهنے کے
باعث ان کي وهي اولاد بے تعلیم و تربیت آوارہ ماري پھرتي هے *

اب شادي کي رسم لیجئے جو تمام رسموں میں زیادہ اهم
سمجھي گئي هے ، اور جس ایک رسم کے ساتھہ پچاسوں
سیکڑوں رسمیں بطور ذریات اور توابع کے لگ گئي هیں ، اور جن
سے کسي طرح چھٹکارا ممکن هي نہیں هے - اس کا تو پوچھنا هي
کیا هے ! اس کي تفصیل کے لئے ایک پوري ضخیم کتاب کے لکھنے
کي ضرورت هے - اگر کسي شخص کي خواهش هو کہ هندوستان
اور خاصکر صوبۂ بہار کے ایک شریف مسلمان خاندان کے هاں کي
شادي کا چھوٹے پیمانہ پر فوٹو دیکھہ لے ، تو اوسے چاهیئے کہ وہ
پٹنے کي ایک شریف خاتون یعنی والدہ مسٹر محمد سلیمان بیرسٹر

کي تصنيف کردہ کتاب " اصلاح الفساد " کا ضرور مطالعہ کرے -
غرض شادي حقيقت ميں وهي شادي سمجهي جاتي هے ، جس ميں پوري طرح سے خانہ بربادي هو جائے ; اور تمام املاک و جائداد کو آتشبازي وغيرہ ميں پهونک کر در در گدائي کرنے کي نوبت آئے *

خير ، آدميوں کي شادياں تو بجاے خود رهيں ; هم نے ايک ايسے خاندان کے مد و جزر کي حالت بچشم خود ديکهي هے ، جس ميں گڑيوں کي شاديوں ميں نهايت دهوم دهام کو راہ ديجاتي تهي - اور تمام رسوم ايک ايک کرکے ادا هوتي تهيں ، اور اِس طرح سيکڑوں روپيوں پر بيدريغ پاني پهير ديا جاتا تها - ليکن اِن غلط کاريوں کا آخر نتيجه کيا هوا ؟ آہ ! اس دولتمند خاندان کے ان لڑکوں اور جوانوں کو ، جو نهايت هي عيش و آرام ميں پلے تهے ، اور جن کے گهر سے سيکڑوں محتاجوں اور غريبوں کي دن رات پرورش هوتي تهي ، نهايت تباہ حال در بدر دست سوال پهيلاتے ديکها - بعض کي تو يہ حالت ديکهي ، کہ اُس عيش و تنعم کے وقت ميں جو اُنهيں افيوں نوشي وغيرہ کي دهت پڑگئي تهي (کيونکہ يہ عادتيں هندوستان ميں دولت و ثروت کے ساتهہ لازم و ملزوم سمجهي جاتي هيں) ; تو اِس افلاس و کربت کے زمانے ميں اگر کسي شخص نے اُن پر ترس کهاکر اُنهيں دو چار پيسے دے بهي ديے ، تو بجاے اس کے کہ وہ اُن پيسوں سے کچهہ کهاکر خود کو عذاب الجوع سے نجات ديتے ; انهيں افيون نوشي ميں صرف کرتے ، اور فاقوں پر فاقے کهينچتے کهينچتے اُن کي

پیٹھہ دھري ھو جاتي - اُن کے جاني دشمنوں کا دل بھي جنھوں
نے اُنھیں کبھي اس عیش و آرام کي حالت میں دیکھا تھا ،
اب ایسي رحمناک حالت میں اُنھیں دیکھکر پگھل جاتا ، اور
بے اختیار اشک حسرت بہانے لگتے - سچ ھے ! ان اللہ لایغیر ما
بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم - فاعتبروا یا اولی الابصار !

اب شادي کے بعد کي حالت ملاحظہ کیجئے - اگر خدا نے
صاحب اولاد کیا ، تو ھر ایک لڑکے کي چھٹھي ، مکتب ، وغیرہ
میں ، اگر زیادہ نہیں تو اُس قدر تو ضرور اُسے خرچ کرنا واجبات
سے ھے ، جو خود اُس کي تقریبوں کے موقعوں پر اُس کے والدین نے
صرف کیا تھا - گو اُس کي حیثیت اُس کے بزرگوں کي حیثیت
سے کتني ھي تنزل کرگئي ھو ، مگر خدا نخواستہ عزّت اور
شرافت میں تو سرمُو فرق نہیں آیا ھے : اور عزت و ناموس کا
مقتضا یہ ھے کہ جو رسمیں جس طریقے اور جس انداز سے بزرگوں
سے ھوتي آئي ھیں ، اُس سے رتي بھر کمي نہ ھونے پائے ; ورنہ
تمام اھل برادري میں تھڑي تھڑي ھوگي ، اور کسي سے مُنھہ
دکھلانے کے قابل نہ رھیگا - غرض اس کے والدین اگر فضول خرچیوں
کي بدولت چاہ عمیق میں گرے تھے ، تو یہ اُن کي ریس کرنے
کے ھاتھوں تحت الثری کو جاتا رھا * مصرع *

بر این عقل و دانش بباید گریست

بادي النظر میں یہ سمجھہ میں آتا ھے کہ رسموں کا تعلق
انسان کے ساتھہ اُس کي زندگي تک ھوگا ; مگر ایسا نہیں ھے -

2

گو انسان مر کر خود یقیناً تمام دنیاوي قیود سے رہا ہو جاتا ھے ، مگر ھندوستان میں اُس کے مرنے پر بھي اُس کے ورثہ کو رسوم کي قیود سے چھٹکارا نہیں ملتا - اُس کے مرے پیچھے پھول ، تیجا ، چہارم ، بیسواں ، چالیسواں ، برسي ، وغیرہ کا ھونا ضرور ھے ؛ جن کے اھتمام میں اُس کے پس‌ماندون کو چاھیئے ، کہ اپنے بزرگوں سے ایک اُنگل بھي نیچے نہ بیٹھیں - اگر برسي وغیرہ سے بھي فراغت ھوگئي ، تو شب برات ایک ایسا سالانہ تیوھار ھے ، جس میں سات پشت کے مُردے اپنے اپنے نام سے کچھہ نہ کچھہ پیسے لے ھي مرتے ھیں *

اِس کے علاوہ ، ھندوستان کے مسلمانوں نے خاص‌کر جس قدر رسوم کو مذھبي فرایض سمجھکر اپنے آپ پر لازم کرلیا ھے ، اور جن کي انجام دھي میں وہ کچھہ کم مصارف کے زیر بار نہیں ھوتے ، ان کي تعداد بھي اُن رواجي باتوں سے ھرگز کم نہیں ھے ، جن کي پابندي کو وہ دنیاوي حیثیت سے ضروري سمجھتے ھیں - وہ باتیں تو ایک طرف رھیں جو وہ اسلام کے نام سے کرتے ھیں ، گو حقیقت میں اُن رواجي باتوں کو ٹھیٹھہ اسلام سے تعلق نہیں ، اور وہ مبتدعات میں سے ھیں ، بعض تو ایسي رسمیں جاھل مسلمانوں میں رائج ھوگئي ھیں ، جو خاص ھندؤں کي معتقدات اور اعمال مذھبي میں سے ھیں ، اور جنہیں اسلام سے کوئي لگاؤ نہیں : مثلاً ، ماتا اور گنگا کي پوجا ، چھٹھہ ، جتیا ، ھولي ، دیوالي وغیرہ تیوھار منانا ، وغیرہ *

یہ دونوں باتیں تو کسي قدر وضاحت کے ساتھہ بیان کردي گئیں ، کہ حقیقت میں کہاں تک اسلام میں رسوم کي پابندیاں رکھي گئي ھیں ، اور ھندوستان کے مسلمانوں نے کہاں تک اپنے آپ کو اِن قیود سے جکڑ دیا ھے ، اور اس کي بدولت انھیں آئے دن کیا کچھہ نتایج بد دیکھنے پڑتے ھیں - اب ھمیں یہہ دیکھنا ھے کہ یہاں کے مسلمانوں میں رسم و رواج نے کیونکر اِس قدر زور پکڑا ، اور اِس کے جواب دہ کون لوگ ھیں ، اور قید رسوم سے رھائي پانے کي کیا تدبیر کي جاسکتي ھے *

اس میں شک نہیں کہ جو جو رسمیں یہاں کے مسلمانوں میں پائي جاتي ھیں ، وہ قریب قریب سب ھندوؤں سے اخذ کیگئي ھیں *

مسلمان فاتحین نے جو ھندوستان پر قبضہ کیا ، اور مفتوح قوم سے زیادہ میل جول بڑھا ، تو اِن کي خو بو اُن میں بھي اثر کرنے لگي ; اور اگر مسلمانوں نے ھندوؤں کے ملک پر قبضہ کیا تھا ، تو ھندوؤں کے رسم و رواج نے مسلمانوں کے عادات و افعال پر قبضہ کرنا شروع کیا - لیکن ایک نہایت قابل غور سوال یہاں پر یہ پیدا ھوتا ھے ، کہ قانون قدرت کے مطابق قوم فاتح کا اثر قوم مفتوح کے افعال و عادات پر پڑنا چاھیئے ، نہ کہ قوم مفتوح کا قوم فاتح پر - حدیث شریف میں بھي ھے الناس علی دین ملوکھم - چنانچہ انگریزوں کو بھي اس ملک پر قبضہ کیے ھوئے دو سو برس کا زمانہ گزرا ; مگر انھوں نے ھندوستانیوں کي ایک

رسم ، ایک رواج ، ایک عادت بھي نہ سیکھي ؛ حالانکہ هندوستانیوں پر انگریزوں کے چال چلن نے بہت کچھہ اثر کیا - پھر کیا وجہ ھے ، کہ اس کے بالکل برعکس مسلمان فاتح هندو مفتوحوں کے رسم و رواج سے متاثر هو گئے ؟ تو اب اس کي وجہیں بھي سن لیجئے *

گو ظاهر میں مسلمان فاتحوں کا تعلق هندو مفتوحوں سے ویسا هي نظر آتا ھے ، جیسا یوروپین فاتحوں کا تعلق هندوستاني مفتوحوں سے ؛ لیکن في الواقع دونوں تعلقات کو ایک دوسرے سے کوئي نسبت نہیں - اگر چہ هندوستانیوں کو یورپي قوموں سے صورت آشنا هوے قریب قریب تین سو برس کا زمانہ گزرا ، لیکن ان کے دلوں میں اُن سے اور اُن کے دلوں میں اِن سے اب تک انتہا درجے کي وحشت اور غیر موانست ھے - جہاں انگریزوں میں عدل گستري ، رعایا پروري ، انتظام مملکت ، انسداد جرائم ، وغیرہ کے اعلیٰ درجے کے اوصاف هیں ، وهاں ایک خاصیت ان میں یہ بھي ھے، کہ یہ مفتوح قوموں سے میل جول اور زیادہ خلا ملا پیدا کرنا پسند نہیں کرتے ، جو (خاصیت) ایک طور پر مفید اور کارآمد سمجھي جاتي اور دوسرے پہلو سے مذموم خیال کیجاتي ھے *

اس کے هر ایک پہلو پر بحث کرنا ایک پولیٹکل کام ھے جس سے همیں کوئي سروکار نہیں - همیں یہاں پر صرف اس قدر دکھانا ھے کہ انگریزوں کي غیر مانوسیت اور هندوستانیوں کي سوسائٹي سے الگ تھلگ رهنے اور نیز اُن کے تعلیم یافتہ هونے نے اُنہیں هندوستانیوں کے کسي رسم و رواج سے متاثر هونے نہ دیا *

آئیے ، اب مسلمان فاتحوں کے ہندو مفتوحوں کے رسم و رواج سے متاثر ہونے کے اسباب پر غور کریں - ہم جہاں تک خیال کرتے ہیں یہي تین چار باتیں ایسي ہیں ، جو مسلمانوں کے رسم و رواج ہنود کي پیروي کرنے میں زیادہ تر مؤید ہوئي ہیں :—

(۱) عام مسلمانوں کي اور خصوصاً طبقۂ نسوان کي جہالت اور ان کا عموماً دیني اور دنیوي تعلیم سے بے بہرہ ہونا ؛

(۲) مسلمان فاتحوں کا (یورپي فاتحوں کے بر عکس) ہندوستان کو بجائے فرودگاہ کے وطن قرار دیدینا ؛

(۳) اُن کا ہندو مفتوحوں سے زیادہ میل جول اور خلا ملا پیدا کرنا ؛

(۴) ہمارے علما اور مشایخ کا نہ صرف امر بالمعروف اور نہي عن المنکر سے پہلو تہي کرنا ، بلکہ کچھہ تو اُس وقت کي جابرانہ حکومت کے دباؤ کے باعث ، اور زیادہ تر اپني شکم پروري اور تن پروري کے خیال سے ، ناجائز باتوں کو جائز قرار دینا ، اور بسا اوقات اُن امور ناجائز کے ارتکاب میں مؤید ہونا ٭

اس میں کوئي شبہہ نہیں ، کہ ہندوؤں کي رسوم کے مسلمانوں میں رائج ہونے کي سب سے بڑي وجہ عام مسلمانوں کي جہالت اور خصوصاً اُن کي عورتوں کي بے تعلیمي ہے - ہماري عورتوں کي عموماً یہ حالت ہوتي ہے کہ گھر میں آنے جانے والي کنجڑنوں اہیرنوں سے جو باتیں سن لیں اُن کو کالوحي المنزل من السماء

مان لیا - اگر گھر میں کسي لڑکے کو چیچک نکلي ، تو دُکھیا اهیرن کي هدایت کے بموجب مالي کو بلا کر اُس سے پوجا پاٹ کرانا ضرور هے ، ورنه ماتا میّا دَیا کي نظر پھیر لینگي - اب اُنھیں هزار کہیئے ، که یه ایک بیماري هے ، کسي حکیم یا ڈاکٹر کو بلاکر دکھانا چاهئے ، مگر سنتا کون هے ؟ غرض ، هماري عورتوں کي جہالت اور بے تعلیمي کي وجه سے هماري سوسائٹي میں جوجو خرابیاں پیدا هو گئي هیں ، وہ اظهر من الشمس هیں ؛ اُن کو اس مختصر آرٹیکل میں صراحت کے ساتھه بیان کرنے کي ضرورت نہیں *

اس امر کا ، که مسلمان فاتحوں میں مفتوح قوم کي خو بو کیوں اثر کر گئي ، اور یوروپین فاتحوں میں کیوں نہیں اثر کرتي ، ایک بڑا سبب یه بھي هے ، که یوروپین فاتحین همیشه هندوستان کو اپني سیرگاہ ، شکارگاہ ، یا فرودگاہ تصور کرتے هیں ؛ اس کو نه اپنا وطن سمجھتے هیں ، اور نه یہاں توطن اختیار کرتے هیں ، عام از ایں که وہ طبقۂ حکام سے هوں ، یا جماعت تجار سے *

چنانچه یه جب تک هندوستان میں رهتے هیں ، اگر هر برس نہیں ، تو هر تیسرے یا چوتھے سال انھیں اپنے بیلوِیڈ هوم (وطن مالوف) کي زیارت کر آني ضرور هے - اور حکام اور دوسرے ملازمین سرکاري پنشن پانے کے بعد ، اور تجار مُسن اور از کار رفته هونے پر ، هندوستان کو همیشه کے لیے خیرباد کہکر آخر اپنے وطن مالوف کو سدهارتے هیں اور اپني زندگي

کے باقي دن تیر کر کے وهیں کے پیوند زمین هوتے هیں - اس کے برعکس، مسلمانوں نے جو هندوستان کو فتح کیا ، تو وہ یهیں کے هو رہے - انهوں نے اس ملک کو فتح کرنے کے بعد اپنے هوم سے، خواہ وہ کابل یا ترکستان هو ، خواہ فارس یا عرب ، کوئي علاقه نه رکھا ، اور مرتے دم تک پهر اُنهیں اپنے ڈیر هوم کي زیارت نصیب نه هوئي *

مگر اس امر میں هم اُنهیں زیادہ ملزم یا جوابدہ نهیں ٹھہرا سکتے - اس لئے ، که اُس وقت میں سفر نمونهٔ سقر تها ، نه اُس زمانے میں ریل تهي نه آگبوٹ ، اور نه راستے رهزنوں اور ڈاکوؤں سے پاک صاف تھے - ایک چهوٹے سے چهوٹے سفر میں جو جو صعوبتیں اور زحمتیں پیش آتي تهیں ، وہ ناگفته به هیں - آجکل جو سفر ریل اور جهاز کے ذریعه سے دو اور تین هفتے میں طے هوتے هیں ، اُس زمانے میں اُن کے طے کرنے میں عمریں تمام هو جاتي تهیں - یه اُنهیں کي همت تهي ، اونهیں کي اولوالعزمي تهي ، اُنهیں کا استقلال تها ، که سفر کي تمام صعوبتیں برداشت کر کے مشرق سے مغرب تک از چین و جزائر فرادیس تا ملک مغرب و اندلس پهیل پڑے ، اور چار دانگ عالم میں اسلام کا سکه بٹها دیا - پهر اگر اُنهوں نے هندوستان پهونچکر اور اپنا مقصد حاصل کر کے اسي مُلک کو اپنا وطن قرار دیدیا ، اور اپنے وطن سے تعلق قایم نه رکهه سکے ، تو اُن پر ایسا الزام عاید نهیں آتا *

رهي تیسري وجه یعني، مسلمان فاتحوں کا هندو مفتوحوں سے زیادہ میل جول اور خلا ملا پیدا کرنا ، تو اِس کا ایک بڑا

سبب مسلمانوں کا ہندوستان میں وطن گزیں ہونا ہوا ، جس کا بیان اوپر کے پاریگراف میں گزر چکا ہے ، اور یہہ بھي دکھایا جا چکا ہے ، کہ یہ امر ناگزیر تھا - لیکن صرف یہي بات نہیں ہے ، اس کي بہت بڑي تائید اکبر اعظم کي غیر متعصبیت نے کي - اس نے فاتح و مفتوح قوموں کے درمیان سے کل فرقوں اور امتیازوں کو اُٹھا دینے کي کوشش کي - وہ دونوں کو ایک نظر سے دیکھتا تھا، اور اُس نے مسلمانوں کو اوج فتحمندي سے اُتار کر، اور ہندوؤں کو حضیض مغلوبي سے نکال کر، ایک سطح پر لا کھڑا کیا - اپنے اس مقصد کو پورا کرنے میں اُس نے یہاں تک اہتمام بلکہ مبالغہ کو راہ دي ، کہ اپنے محل میں ہندو راجاؤں کے یہاں سے ڈولے منگوانے کي رسم جاري کي : اور اسي پر بس نہیں کیا ، بلکہ خود بھي پوري ہندوانہ وضع اختیار کر لي ، اور بجاے اس کے کہ وہ اپني وضع و لباس سے مغلي شان و شوکت ظاہر کرتا ، خاصہ مہاراجہ " ادھیراج " بن بیٹھا - اب حرم سراے شاہي میں جو رانیاں آئیں ، وہ اپنے ساتھہ اپني تمام رسم و رواج اور اطوار و عادات لیتي آئیں : اور جب شاہي محل کا رنگ ڈھنگ بدلا ، رعایا نے بھي بمصداق الناس علی دین ملوکھم اُن کي ریس اختیار کر لي - الغرض ، جہاں اکبر اعظم کي غیر متعصبانہ اور ناجانبدارانہ پالسي ، جس کي نظیر تاریخ کے صفحوں پر بہت کم ملیگي ، ایک طور پر ملک و قوم کے لئے باعث رحمت ثابت ہوئي ، وہاں اُس سے اسلامي سوسائٹي میں ایسي ایسي خرابیاں بھي واقع ہو گئیں، جن کے دفعیے کے لیئے قومي

مصلحین نے اپني کوششوں کا کوئي دقیقه اُٹھا نه رکھا ، مگر اب تک کوئي خاطر خواہ نتیجه ظهور میں نه آیا ، اور جن کا رونا رونے کو هم بھي اِس وقت بیٹھے هیں - حق یوں هے ، که اگر اکبر اعظم کي سلطنت کے بعد هندوستان میں اورنگ زیب عالم گیر اول کي حکومت نه هوتي ، جس نے محلسرا میں ڈولے منگانے کي رسم یکقلم موقوف کي ، اور مذهبي امور میں متشددانه پالیسي برتي ؛ تو وہ نیر اعظم اسلام کا ، جس پر اُن خرابیوں کے باعث اِس وقت نصف کسوف هو گیا هے ، کسوف کامل هو جاتا ، اور تمام هندوستان تیرہ و تار نظر آتا *

هماري رسم و رواج کے بگاڑ کے لیئے همارے علما و مشایخ بھي کچھه کم جوابدہ نہیں هیں - کچھه تو انھیں اُس وقت کي جابرانه حکومت کے دباؤ میں پڑ کر بہت سي ناجائز باتوں کو جائز اور حرام کو حلال قرار دینا پڑا ؛ جیسے ، بادشاهوں کے سامنے سجدہ کرنا ، بادشاهوں کا حریر اور طلائي زیورات پهننا ، وغیر وغیرہ - لیکن زیادہ تر ان کي اپني جیب پري اور تن پروري کے خیال نے ان کو ان کے مریدین اور معتقدین کي لغو و بیهودہ رسوم کي پابندي کي طرف سے نه صرف چشم پوشي کرنے پر مجبور کیا ، بلکه انھوں نے بیشتر اُن رسوم کي تائید کي - یوں معمولي طور پر جو نذرانے ان کے مریدین و مسترشدین لایا کرتے ، وہ ان کي جیبوں کے پر کرنے کے لیئے کافي نہوتے ؛ لیکن اب نئي نئي رسموں اور نئي نئي تقریبوں کے پیدا هو جانے سے ضرور هوا ، که مریدین اُن موقعوں پر اپنے پیر میاؤں کي زیادہ آو بھگت کریں - اور جب که مثلاً ،

کسي رسم يا تقريب کے موقع پر اُنہوں نے دس هزار خرچ کيا ، تو اس مثل کے بموجب ، کہ " جہاں مُردے پر سو من متّي وهاں نو من اور سهي " ، کيا سو دو سو اُس وقت پير مياں کے آگے لا کر رکھديناً اُنهيں بار گزر سکتا تها ؟ پهر کيونکر هو سکتا ، کہ پيرجي ايسي رسوم کي ، جو اُن کے ليے ازدياد معاش کا معقول ذريعہ تهيں ، بيخ کني کريں ؟ بلکہ حلال و حرام کي کل تو اُن کے هاتهہ ميں تهي ؛ اُس کل ميں ڈهالکر هر ايک ناجائز اور مذموم امر کو جائز اور مُباح بنا ڈالا - يهي نهيں ؛ بلکہ طمع زر اِس بات کي محرک هوئي کہ وہ نئي نئي رسميں اور تقريبيں مذهب کا مقدس لباس پهنا کر ايجاد کريں *

اوپر جو کچهہ لکها گيا ، اُس ميں هميں اِس بات کا دکهانا مقصود تها ، کہ اسلام کا سا پاک و صاف مذهب مذموم اور بيهودہ رسوم کي آلايش سے کيونکر مُلوث هوا - خير ، جاهل اور متعصب اشخاص تو ايک طرف رهيں ؛ هميں سخت حيرت اور افسوس اُن حضرات پر هے ، جو تعليم يافتہ اور روشن خيال هونے کے مدعي هيں ، اور ان رسموں کي مضرتوں کو محسوس بهي کرتے هيں ، ليکن پهر بهي ان کے دفعيے کي کوشش نهيں کرتے - اور تو اور ؛ هم نے بهتيرے اُن جنٹلمينوں کے هاں بهي ، جو يورپ کي هوا کها آئے هيں ، ادني ادني تقريبوں ميں وهي بيهودگياں اور فضول خرچياں برتي جاتي هوئي ديکهيں - اُن سے پوچهئے ، تو سارا الزام عورتوں کے سر رکهکر خود الگ هو جاتے هيں - مگر کيا اُن کا يہ عذر مسموع هو سکتا هے ؟ هرگز نهيں -

اولاً ، ان تقریبوں میں ناچ وغیرہ بہتیری چیزیں ایسی ہوا کرتی ہیں ، جن سے مستورات کو کوئی سروکار و تعلق نہیں ؛ وہ صرف مرد اپنے جاہلانہ حوصلہ* اور وحشیانہ اُمنگ سے کرتے ہیں - دوسرے ، اس کے کیا معنے ہیں کہ مرد عورت کے بس میں آجائے ؟ ہم یہ نہیں کہتے ، کہ اُن کے ساتھہ " بزن " کا معاملہ یا درشتی کا برتاؤ کرو ؛ بلکہ اُنہیں تعلیم دو ، اور اس قسم کی رسوم کی مضرت اور لغویت اُن کے ذہن نشیں کرو *

زن و شو کے تعلقات اس قسم کے واقع ہوے ہیں ، کہ بی‌بی پر میاں کی باتوں کا ضرور اثر پڑتا ہے - جن لوگوں نے اپنی عورتوں کی اصلاح خیال کی کوشش کی ہے ، وہ ہمیشہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں - خاص کر کے ہندوستان کی عورتوں کو ، جن میں فطرةً میاں کی محبت و اطاعت کا مادہ ودیعت کیا گیا ہے ، میاں کی ہر ایک ادا محبوب اور پسندیدہ ہوتی ہے ؛ اور وہ بطیب خاطر ہر امر میں اُس کی ہمخیال ہو جاتی ہیں - چنانچہ برابر دیکھا جاتا ہے ، کہ اگر ایک سنی کے گھر میں شیعہ کی ، یا ایک غیر مقلد کے گھر میں مقلد کی لڑکی آئی ، تو وہ بھی سنّی یا غیر مقلّد بن گئی - غرض ، عورتوں کے نہ ماننے کا عذر لنگ تو کسی طرح مقبول نہیں ہوسکتا - اور اگر واقعی تم اپنی بی‌بی تک پر اپنے خیالات کا اثر نہیں ڈال سکتے ، تو پھر قوم پر کیا خاک اثر پہنچا سکوگے ؟ پھر " اصلاح ! اصلاح ! " اور " ریفارم ! ریفارم ! " کی ہانک پکار محض

لا حاصل اور بے سود ھے *

* شعر *

تو کار زمیں را نکو ساختي * کہ با آسماں نیز پرداختي

بعض حضرات تقریبوں اور مراسم کي تائید میں یہ امر پیش کرتے ھیں ، کہ مختلف قسم کي تقریبوں کے ذریعہ اپنے برادري والوں اور دوستوں اور اُن کي مستورات کو اپنے گھر بلانے ، اور اُن کے ساتھہ مواکلت و مشاربت کا موقع ملتا ھے ، جو مواخات اور سوشل اتحاد کو قوي کرنے کا بہت عمدہ ذریعہ ھے : اور اُن مہمانوں کي دلچسپي اور دلبستگي کے لیے ناچ رنگ ، باجے گاجے ، روشني ، آتشبازي وغیرہ کا ھونا ضرور ھے - ھم یہ مانتے ھیں ، کہ بیشک احباب و اقارب کو مدعو کرنے ، اور اُن کے ساتھہ اکل و شرب کرنے کے بڑے بڑے فوائد ھیں - اگر آپ کو خدا نے روپے دیے ھیں ، تو ضرور دعوتوں کے جلسے کیا کیجئے ، مگر قرض لیکر اور خود آپ کو تباہ کر کے نہیں : اور پھر مطلق دعوت کے لیے خواہ مخواہ کسي من گڑھت تقریب کے نام رکھنے کي کیا ضرورت ھے ؟ عام طور پر دعوتیں کرنے کي فضیلتیں حدیث شریف میں بھي وارد ھوئي ھیں - لیکن کسي من گڑھت تقریب کے بنا لینے سے پھر وہ ایسي رسم کي صورت اختیار کر لیتي ھے ، جس کا انجام دیا جانا لابدّي سمجھہ لیا جاتا ھے ، گو وہ کیسي ھي بربادي اور تباھي میں ڈالے ; اور پھر وہ رسم کسي کے اُٹھائے نہیں اُٹھتي - مگر ھم تو مہمانوں کي دلبستگي کے لئے ناچ رنگ جیسي لغو اور مخرب اخلاق چیزوں کي ضرورت کو کسي طرح تسلیم نہیں

کرتے - اگر ایسي هي مہمانوں کي خاطر آپ کو عزیز ہے ' تو پھر شراب و کباب بھي کیوں ضروریات مجالس میں نہ شمار کیا جائے ؟ یہ سب لغو باتیں هیں - دلبستگي کے لیے چار دوستوں کا ایک جگہ مل بیٹھنا کیا کم ہے ؟

بڑي خوشي کي بات ہے ، کہ ادھر محمڈن کانفرنس اور ندوۃ العماء کو خاصکر سوشل اصلاح کا خیال پیدا ہوا ہے - مگر صرف ریزولیوشنوں سے کام نہیں چل سکتا ! هم کو حقیقت میں خوشي جب هو ، کہ یہ انجمنیں اپنے ان مقاصد کا عملي ثبوت دیں ، اور جو کچھہ یہ کہتي هیں وہ کر کے دکھا دیں - هماري رائے میں اُنہیں چاهیئے ، کہ اپنے اراکین سے وہ اس بات کا ذمہ لیں کہ ، وہ خود بیہودہ رسموں اور فضول خرچیوں سے مجتنب رهیں گے ; اور کم سے کم هند کے هر بڑے شہر اور قصبے میں ایسے " والنٹیر " مقرر کریں ، جو وعظ پند اور لکچروں کے ذریعہ لوگوں کو رسوم قبیحہ کي پابندي سے روکیں ، اور خود اس کا نمونہ بنیں یاد رکھو ، کہ جب تک تم خود وہ کام نکروگے جو دوسروں سے کرانا چاهتے هو ، تمہاري بات کي هرگز شنوائي نہ هوگي - کیا اگر " سر سید مرحوم " صرف " انگریزي پڑھو ! انگریزي پڑھو !! " چلا یا کرتے ، اور خود اپني اولاد کو انگریزي تعلیم سے بے بہرہ رکھتے ، تو قوم اس جانب متوجہ هوتي ؟ هرگز نہیں - جب اُنہوں نے پہلے خود اپنے لڑکوں کو انگریزي پڑھوائي اور اُن کو ولایت بھیجکر تعلیم کرایا ، تب اس کي خوبیاں لوگوں کے ذهن نشیں هوئیں ، اور اُنہوں نے انگریزي پڑھنے اور ولایت

جانے کو ہیبت اور حیرت کی نگاہ سے دیکھنا چھوڑا - جب تک دھلی میں مولانا اسمعیل شہید رحمۃ اللہ ، اور پٹنے میں مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ نے خود اپنے خاندانوں کی بیوہ لڑکیوں کا نکاح ثانی نہ کیا ، ان جگہوں کے شریفوں نے اس رسم پسندیدہ کو ذلت وحقارت کی نگاہ سے دیکھنا نہ چھوڑا *

اے مصلحین قوم ! اور اے ریفارمیشن کا دعوی کرنے والو ! اس آیۂ شریفہ " لم تقولون ما لا تفعلون " کو ہمیشہ پیش نظر رکھو ، اور اِس کو اپنا دستور العمل قرار دو ، ورنہ یاد رکھو ' کہ تمہارے ہر ارادے میں حرمان ، اور ہر مقصد میں ناکامیابی نصیب ہوگی - وما علینا الا البلاغ *

(" محمد یوسف جعفری
(رنجور عظیم آبادی " -

(انتخابات از " مخزن " لاہور)

ٹوپی

آج کل جو بعض نہایت اہم مسئلے ہندوستان میں اہل الرائے حضرات کے درپیش ہیں - اُن میں ایک یہ مسئلہ ٹوپی کا ہے - قانون راز داری - قانون اصلاح تعلیم - تقسیم بنگالہ - یہ سب ضروری مبحث ہیں - مگر ٹوپی کسی سے کم نہیں - وہ مسائل تو محدود حلقوں پر اثر رکھتے ہیں - اس کا اثر عام ہے - ممکن ہے آپ نے نہ سنا ہو کہ ٹوپی کا مسئلہ نہایت اہم خیال کیا جاتا ہے - مگر آپ کے نہ سننے سے کچھہ اس کی اہمیت

میں فرق نہیں آتا - یہ سب مسئلوں کے سر بر ہے - اِسي کا آج کل راج ہے - پگڑي بیچاري اس کے مقابلے میں گرگئي ہے - چند دور اندیش خیرخواہان ملک جانتے ہیں کہ ہندوستان کے لئے پگڑي ضروري ہے - خدا وہ دن نہ دکھائے کہ اِس کي پگڑي اُتر جائے - مگر لوگ انہیں دقیانوسي سمجھتے ہیں - اور کہتے ہیں :—

کہ دستار جز پیچ بر پیچ نیست

بر عاقلاں جز کلہ ہیچ نیست

کیوں نہ ہو - سعدي سے بھي خوب کام لیا - اگر آج شیخ شیرازي زندہ ہوتا تو داد دیتا - اُسے معلوم نہیں تھا کہ گلستاں کے لئے بھي بعض اور کتابوں کي طرح تحریف کي ضرورت پڑیگي - غرض ٹوپي کي طرفداري میں ہر طرح کے ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں - مگر ٹوپي ہے کہ عقدۂ لاینحل بني ہوئي ہے - دانایان فرنگ نے مدتیں ہوئیں اپنے ہاں اس مسئلہ کو حل کرلیا - اور اپنے ملک کي آب و ہوا اور ضروریات کے موافق ایک وضع ٹوپي کي قائم کرلي - اُس دن سے سارا یورپ ٹوپي پوش ہے - اگر تھوڑي تبدیلي مختلف ممالک کي ٹوپیوں کي وضع میں ہے - تو وہ جزوي - اصول سب جگہ ایک ہے - اس کا کام سرکو سردي اور گرمي سے بچانا اور آنکھوں کے سامنے سایہ رکھنا اور دن کو آفتاب کي شعاعوں سے بچانا ہے - گویا ٹوپي میں بھي حکمت ہے - معلوم نہیں یہ حکمت اُس ٹوپي کي جبلي ہے یا حکیموں کے سروں پر رہتے رہتے اس میں سرایت کر گئي ہے - مگر اِس میں شک نہیں کہ اہل فرنگ کي ٹوپي ایک دانا

ٹوپي ھے اور گو باعتبار صورت ظاھري وہ حسن کا دعوی نہیں
کرسکتي - مگر حسن باطن سے خوب آراستہ ھے - ترکوں نے
بھي جو یورپ میں آباد ھیں - ٹوپي کے مسئلے سے عرصہ ھوا
فراغت پالي ھے - اُنھوں نے ایک رنگ اختیار کیا ھے - جو
ساري قوم میں مقبول ھے - وضع قطع تراش خراش میں ترکي
ٹوپي جسے فیز یا طربوش بھي کہتے ھیں - ٹوپیوں میں ایسي
ھي ممتاز ھے - جیسے ترک باعتبار جسم اور قوی کے اِنسانوں
میں - اِس کا موزوں سرخ یا سیاھي مائل رنگ - اِس کي نرم نرم
بانات - اس کي لچک - اس کي سہولت - اور سب سے بڑھ کر اس کا
لٹکتا ھوا پھندنا - دل فریب ھیں - اور ترکوں کے سرخ و سپید
چہرے پر تو یہ وہ بہار دیتي ھے - کہ العظمت للہ - مگر باعتبار
فوائد کے یہ جہاں ایجاد ھوئي ھے وھاں کے لئے موزوں ھو تو ھو -
مگر ایسے ملک کے لئے جن میں انتہا درجے کي گرمي یا انتہا
درجے کي سردي پڑتي ھو - یا باري باري دونوں موسم آتے ھوں -
یہ ناقص ھے - ایرانیوں کے ھاں بھي اپنا قومي شعار موجود ھے
اور ایک انداز خاص ٹوپي کا موجود ھے - مگر واہ رے ھندوستان -
آوفت کي طرح کوئي کل بھي تو سیدھي نہیں - اھل ملک
کو نہ سر کا ھوش نہ پانوں کا - بنگالي ھیں کہ ننگے سر پھرتے
ھیں - اور مدراسي ھیں کہ ننگے پانوں - بنگالي اگر ٹوپي پہننے کا
تکلف فرمائینگے بھي تو برائے نام - وھاں سے چلئے صوبجات
متحدہ آگرہ و اودہ کو لیجئے - گرمي ھو یا سردي تمام پرانے لوگ
ایک چھہ ماشے کي ٹوپي پہنینگے جو ھوا سے اُڑ جائے - کوئي خاص

تقریب هوئي - یا میلا ٹھیلا هوا تو لیس کي اوڑھني لگے - اِس سے ترقي کي تو سلمے ستارے کي نوبت آئي - اب یہاں تفرقہ شروع هوا - نئي پود کا اور لباس اور پراني کا اور - پھر ایک تفریق ثاني - هندوؤں کي اور ٹوپي - مسلمانوں کي اور - پھر آگے مسلمانوں میں اور تفریق - ٹوپي وہ نیرنگي دکھاتي هے - کہ اگر کسي بڑے مجمع یا میلے یا تماشے میں لوگوں کي تصویر لیجائے - اور ٹوپیوں کے جتنے نمونے وهاں موجود هوں ان کو جمع کیا جائے - تو سنٹ لوئس کي آیندہ نمائش کے لئے ایک خاصہ محکمہ ٹوپیوں کا قائم هوسکتا هے - هندوستان جیسے ملک میں یہ توقع رکھنا کہ یہ نازک مسئلہ کبھي پوري طرح حل هوگا اور سارے اهل هند کے لباس میں یکرنگي آجائیگي - محال کي توقع رکھنا هے - گو اس میں شک نہیں کہ ایسي یکرنگي قومیت کے لئے ضروري هے - مگر کم از کم یہ تو هو کہ هندوؤں میں سب ایک ٹوپي پر اور مسلمانوں میں سب ایک ٹوپي پر رفتہ رفتہ متفق هوجائیں - مُسلمانوں میں ترکي ٹوپي پھیلتي جاتي هے - اور بمقابلہ اَور نمونوں کے حق بھي رکھتي هے کہ پھیلے - مگر ابھي وہ وقت دور هے کہ یہ حکمي طور پر سب کے سر پر نظر آئے - آپ اگر اس کي مشکلات سے آگاہ نہیں - تو لیجئے سنئے - بہت لوگ اس کے دشمن هیں - بعض نازک دماغ هیں - جنہیں اس ٹوپي سے نیچریت کي بو آتي هے - بظاهر ٹوپي ایک بے زبان - بیگناہ چیز هے - مگر همارے ملک میں آکر اِسے خاص اثرات حاصل هوگئے هیں - یہ انسان کے دل کو بدل

سکتي هے - عقائد میں خلل ڈال سکتي هے - اسے پہننا اور
نیچری هونے کا تمغا حاصل کیا - ایک حصۂ حکام کا ایسا هے
جو اِس ٹوپي کو بیوفا سمجھتا هے - اور کُہتا هے اِس کي ظاهري
سیدھي سادي صورت پر نہ جاؤ - اِس میں بڑي بڑي شرارتیں
پنہاں هیں - اُن کا خیال هے کہ جس نے ترکي ٹوپي پہن لي
وہ فوراً ترک هي بن گیا - اور ترکوں سے اور اهل فرنگ سے
چشمک کچھہ آج کي نہیں - مگر با ایں همہ یہ چپکے چپکے
دلوں میں گھر کرتي جاتي هے - اور جہاں کئي اشخاص اِس کے
روز افزوں اِستعمال کو گھبراهٹ سے دیکھتے هیں - وهیں بہت سي
نگاهیں ترکي ٹوپي کي طرف امیدوں کے ساتھہ اُٹھتي هیں -
کہ یہ کچھہ کرکے دکھائیگي - ترکي ٹوپي میں صرف ایک
عیب هے - ذرا مسجد میں کم جاتي هے - اور اگر جائے تو
دوسري ٹوپیاں اور عمّامے اِسے کم نگاهي سے دیکھتے هیں - لیکن
اس کي کامیابي اسي میں هے کہ یہ هر مقام کي سیر کرے -
یہي نہیں کہ صرف بڑے بڑے انگریزي طرز کے جلسوں کے
سٹیج پر هي اپنے پُھندنے کي نمایش میں مصروف رهے -
یا صرف سینہ تان کے بیٹھنے والوں کے مجمع کي زیب هو -
بلکہ خانہائے خدا میں بھي پہنچے جن میں داخل هونے والوں
کے سر نیاز زمین پر دھرے رهتے هیں *

هم هي میں بعض لوگ هیں جو انگریزي ٹوپي کے حُسن
باطني اور فوائد پر مٹے هوئے هیں - اِس بات کي داد دیني
پڑتي هے کہ وہ صُورت پرستي کے رهگزرِ عام سے نکل کر سیرت

پرستي کي منزلِ خاص تک پهنچے هيں - مگر سب يکساں نهيں - بعض صرف اِس لئے وہ ٹوپي پهننا چاهتے هيں - که وہ صاحب لوگوں ميں شمار هوں - يه صُورت پرستي کا ايک ادنیٰ نمونه هے اور قابل حقارت - ميں نے ديکها که ايسے صاحبوں کي بهاري بهرکم هيئت پر وہ هماري پراني دقيانوسي چهه ماشے کي ٹوپي بهي هنستي هے - اسي طرح ميں اُن شخصوں سے بمشکل متفق هو سکتا هوں جو انگريزي ٹوپي کو سفر ميں پروانۂ راهداري بناتے هيں - اُن کي انگريزي ٹوپي گويا زمانه ساز ٹوپي هے - ميں نے اکثر اپنے هموطنوں سے جنهيں اس مُلک ميں سياحت کا اتفاق هوا هے سنا هے که آدمي اوّل يا دوم درجه کي گاڑي ميں سفر کرنے کے مصارف برداشت کر کے بهي آرام نهيں پا سکتا تا وقتيکه لباس سے کم از کم کرشتان نه معلوم هو - اور اِس لئے وہ بلا تامّل سفر کو روانه هوتے وقت انگريزي ٹوپي سر پر دے ليتے هيں - اس ميں شک نهيں که انهيں اس صورت ميں ريل کے مُلازموں سے کام لينے ميں قدرے سهولت هوتي هے - اور اگر کوئي صاحب لوگ هم سفر هوں تو اُن سے بهي جهگڑے کا خطر کم هوتا هے - مگر اس آسائش کي اُميد پر وہ انگريزي ٹوپي کي عزّت بڑهاتے اور اپني ذاتي اور قومي عزّت گهٹاتے هيں - گويا اس کے يه معنے هيں که اُن کے وہ معزز بهائي جو اپنے ملک کا لباس پهنتے هيں - اور جو اُس کے ساتهه اگر چاهيں بهي تو انگريزي ٹوپي بغير مضحکه اُڑوانے کے نهيں پهن سکتے - هميشه ريل کے سفر ميں بے پروائي کي نظر سے ديکهے جائيں - اور وہ

صرف اپنی فوری ضرورت کے وقت کو ٹال لیں - وہ عزّت کیا ہے جو آپ کو اِس لئے ملے کہ دوسرا شخص آپ کو وہ نہیں سمجھتا جو آپ فی الحقیقت ہیں - بلکہ کسی اور کے دھوکے میں آپ کی عزّت کرتا ہے ؟ عزّت وہ ہے جو آپ کی اپنی مستقل ٹوپی کی ہو - نہ کہ مانگی ہوئی عارضی ٹوپی کی - ہماری سعی یہ ہونی چاہئے کہ ہم متفقہ طور پر ایک ٹوپی پسند کریں - اور اُسے اپنا مُلکی اور قومی شعار بنائیں - جس سے جہاں جائیں پہچانے جاسکیں - اور پھر اس کوشش میں ہمہ تن مصروف ہوں کہ وہ ٹوپی اتنی قابلِ عزّت و وقعت ہو جائے کہ جو اُسے دیکھے - پکار اُٹھے کہ یہ ایک معزز قوم کا فرد آ رہا ہے - ٹوپی مشرقی ممالک میں ایک نشانِ عزّت ہے - اِسے پوری طرح معزز بنانا چاہئے *

{ اکـــرام

دستار

ٹوپی پر جو مضمون لکھا جا چکا ہے - اُسے پڑھ کر ایک نقّاد سخن نے یہ راے لکھی ہے :- " بہت سی ٹوپیاں ملاحظہ سے رہ گئیں - عمامے پر بھی نظر ہونی چاہئے تھی " - بیشک کئی ٹوپیاں ابھی منتظر توجہ ہیں - اور کیا عجب ہے کہ اُنکی پُرسش کا بھی کوئی دن آجائے - سرِ دست دستار سے دو دو باتیں ہو جائیں - خدا جانے الفاظ میں تاثیر کہاں سے آجاتی ہے - ممکن ہے بعض لوگ اِس سے آگاہ نہ ہوں - لیکن میرا یہ ایمان ہے - کہ بعض

لفظ بنے هي ایسے هوتے هیں - که معزّز معلوم هوں - اور بعض
ایسے خفیف هوتے هیں - که نظر میں نه جنچیں - شاید کوئي
صاحب کہیں که محض پُرانے اور دیر سے دلنشیں شدہ خیالات سے
کہتے هو - مگر میرے ذهن میں - لفظ دستار باوجود زمانه کي
ناقدر شناسي کے کانوں کو معزّز معلوم هوتا هے اور ' توپي '
باوجودیکه قبول عام کا طُرّہ اس کے سر پر هے - کچهه هلکي سي
چیز نظر آتي هے - ' دستار ' کسي زبان میں اس کا نام لو -
ایک متانت اور ثقاهت کا بوجهه سنبهالے هوئے معلوم هوتي هے -
پگڑي هي کو دیکھئے - تعداد حروف اور وزن تو وهي هے - جو
توپي کا - مگر اُس سے کسي قدر بهاري بهرکم هے - اِس کے تلفّظ
میں بهي ایک قسم کي گراني هے - اور یه گراني کچهه لفظي
هي نهیں - قیمت میں بهي پگڑي توپي سے گراں قدر هے -
ململ کي سادہ یا بیلدار توپي چند آنوں میں ملے - تو پگڑي
چند روپیوں میں - توپي اگر طلائي کام کي - یا سلمے کي - یا
لیسدار لو تو معمولي پانچ سات روپۓ میں - لیکن پگڑي اگر
ریشمي یا زرکار یا اور کسي طرح کے تکلّف والي ڈهونڈو تو بیس
روپۓ سے لیکر سو روپیه تک کي - کسي با مذاق آدمي کے سامنے
اس کا عربي نام لیجئے - " عمّامه " - دیکھئے کتني وقعت اُس کے
دل میں پیدا هوتي هے - اوّل تو عمّامه خود معتبر چیز هے - دُوسرے
معتبروں کي صحبت میں معتبر بنگیا هے - جب اس کا ذکر سنو -
کسي بزرگ کے نام کے ساتهه آتا هے - کچهه نه هو تو زاهد یا
شیخ - گویا اُن کے ساتهه مخصوص هو گیا هے - مثلاً کہتے هیں -

دیکھنا محفل رنداں میں نہ آنا ای شیخ
یہ وہ محفل ھے - کہ عمّامہ اُچھل جاتا ھے

اِس شعر سے دو مطلب نکلتے ھیں - ایک تو یہ کہ شیخ صاحب عمّامہ ھے - دوسرے یہ کہ اس کے نزدیک عمّامہ عزیز ترین یا معزّز ترین مقبوضات ذاتي ھے - جس کے متعلّق خوف دلانے سے گویا اُس کے شریک محفل ھونے کا احتمال بھي نہیں رھیگا - اِسي طرح ایک اور رند مشرب حضرت فارسي میں فرماتے ھیں -

در کوے مُغاں زاھد رہ نیست تکلّف را
گیرم کہ تو گنجیدي عمّامہ نمي گنجد

یہاں عمّامہ زاھد کا مِلک قرار دیا گیا ھے اور اُسکا رُعب اس درجہ ھے کہ مجمع رنداں اس سے گھبراتا ھے - اور اس لئے چاھتا ھے کہ عمّامہ اُن کے تخلیہ میں خلل انداز نہ ھو - اور اسکو ایک ایسي بڑي چیز قرار دیتا ھے کہ خود زاھد سما جائے تو سما جائے مگر عمّامہ کے لئے گنجایش کہاں ؟ دستار کي فضیلت اسي سے ظاھر ھے کہ دستار فضیلت کا یہ ایک جزو ھے - پگڑي کي توقیر میں اتنا کہنا کافي ھے - کہ اب تک ھمارے دیہات میں سر پر پگڑي ھونا سرداري کي علامت ھے - یہ نہ سمجھنا کہ یہ محض پُرانے توھمات اور قدیم رواج ھیں - بلکہ ٹوپي پوش حکمراں خود پگڑي کے قدرداں ھیں - عدالتوں اور دفاتر سرکاري کا ایک اَن لکھا قانون ھے - کہ لوگ پگڑي باندھ کر آئیں - کلکتہ میں بنگالي لوگ جو ٹوپي اور پگڑي دونوں کي قید سے آزاد ھیں - اور قدرت کي بنائي ھوئي کھوپڑي اور اُس پر رَوغن ناریل سے تربتر کنگھي کئے

ھوئے بالوں کو کافي زینت سمجھتے ھیں - عدالت کي کرسي پر بیٹھتے وقت ایک گول سي بندھي بندھائي پگڑي سر پر دھر لیتے ھیں - وُھي نشانِ حکومت ھے اور وُھي تمغائے لیاقت - گھر گئے اور پگڑي اُتار کر رکھدي - گویا ججي یا منصفي سے سبکدوش ھوئے اور گھر پر سیدھے سادے نِرے پُرے بنگالي بن کے آرام اور بیفکري سے بیٹھہ گئے - اِدھر صوبجات متحدہ کي جانب چلے آئیے اور آپ دیکھینگے کہ پنڈت جي ھیں تو اپني گُھٹي ھوئي پگڑي پر نازاں ھیں - اور سیٹھہ جي مہاراج کو اگر کوئي چیز گماشتوں - دلّالوں اور عام بیوپاریوں سے ممتاز کرتي ھے تو گلابي رنگ کي ایک ذرا سي پگڑي ھے - جسے کالبوت پر رکھہ کر باندھتے رھنا بعض غریب لوگوں کا ذریعۂ معاش ھے - اور مولوي صاحب کا تو کیا ھي کہنا ! اُنکا عمامہ تو مولویّت کا ایک جزو ضروري ھے - جنوب ھو یا شمال - ھند ھو یا سند - کشمیر ھو یا میسور - مولوي صاحب کا عمّامہ موجُود ھے - تھوڑے تھوڑے فرق سے یہ دو شعر اکثر مولوي صاحبان کے لئے موزوں معلوم ھوتے ھیں -

* بیت *

دیتا جاروب سرِ خاک ھے جامہ اُن کا
چھتـــریاں سر پہ لگائے ھے عمامہ اُن کا
سر پہ دستار فضیلت کي بہت بھاري ھے
پیٹ اُن کا تو کتب خانہ کي الماري ھے

جنوبي ھندوستان کو دیکھو - تو اھل مدراس نے پگڑي کي قدر پہچاني ھے - یعني اُس درجہ تک کہ جُوتے کو بھي اُ

پھینکا ہے - عجب مزا آتا ہے جب کسی پُرانے ڈھنگ کے
مدراسی کو دیکھیں - کوٹ بھی ہے - پتلون بھی - کالر بھی -
ٹائی بھی - سر پر دوپٹہ بنارسی تیس چالیس روپیہ کا بندھا ہوا
ہے - مگر پانو پر نظر ڈالو تو جُرابوں کے تکلف سے بھی فارغ
ہیں - اچھے اچھے معزّز ننگے پانو ریت پر یوں دوڑے پھرتے ہیں -
کہ دیکھنے سے تعلّق رکھتا ہے - اہلِ بمبئی کا تو کیا کہنا - اُنہوں
نے تو عمّامہ کو اپنی اصلی خُوبی کے ساتھہ قائم رکھا ہے -
مرھٹوں کی پگڑی بھی ایک خاص بانکپن رکھتی ہے - مگر
اس کے نیچے مُنڈے ہوئے سر کی نمائش اسے کسی قدر
بد زیب بنا دیتی ہے - مگر بمبئی کے مُسلمانوں کی خُوبصورت
عبائیں - اُن پر لنبی لنبی قبائیں اور سروں پر خوشنما اور قیمتی
عربی عمّامے - ان کے تموّل - اعتبار اور اعزاز کی مجازی
علامتیں ہیں - کاش یہ عمّامے ساتھہ علمی فضیلت بھی لئے
ہوتے - پھر تو ہم مسلمانانِ بمبئی کو دُوسرے مقامات کے لوگوں
کے لئے نمونے کے طور پر پیش کر دیتے - پارسیوں کا لباسِ سر بھی
درحقیقت ایک قسم کی بندھی بندھائی پگڑی ہے - اور وہ
اس قدر بلند - دیرپا اور مضبوط ہوتی ہے - کہ زبانِ حال سے
یہ کہتی ہے کہ اس زمانہ میں ہندوستان کی قوموں کی لاج
اسی پگڑی نے رکھہ لی ہے - وسط ہند اور راجپوتانہ کی
ریاستوں میں آئیں تو پگڑی ایک خاص سپاھیانہ ٹھاٹھہ بدلتی
ہے - تصویریں ہوں تو دکھائیں - کہ فوجی جوان کس آن بان
سے پیچدار دوپٹے زیب سر کر کے اِتراتے پھرتے ہیں - کجکلاھی

نے بجائے کہ دستاری سے کام لیا جاتا ہے - ایک طرف پگڑی کے
پیچ کان سے دور اُوپر کی طرف بھاگتے جاتے ہیں اور دوسری
طرف کان کو ڈھانپ کر رخسار کے ایک حصّے کو بھی گھیرے
ہُوئے ہیں - ایک طرف پہاڑ کی چوٹی ہے تو دوسری طرف
وادی - غرض پگڑی کیا ہے نشیب و فراز عالم کی تصویر ہے - اِس
پگڑی میں ایک چیز اور ہے جس کے دکھانے سے عکسی تصویر
بھی قاصر ہے - یعنے اس کے خوشنما رنگ - معلوم ہوتا ہے -
وردی میجر صاحب نے قوس قزح آسمان سے چھین کر سر پر
لپیٹ لی ہے *

یوں تو ہندوستان کے ہر حصے میں دستار کسی نہ کسی
صُورت میں موجُود ہے - مگر ہمارا پنجاب تو اس کا گھر ہے -
یہاں اس کی بن آئی ہے - جتنی بڑی ہو اتنے ہی آپ امیر -
اتنے ہی معتبر - چھوٹی سی پگڑی باندھ کر کوئی باہر نکلے تو
کہتے ہیں - ارے میاں یہ کیا لنگوٹی سی سر پر باندھ رکھی
ہے - بہاولپور - ملتان - ڈیرہ جات - اِن اطراف میں تو پُورا تھان
سر پر دھر لیتے ہیں - اور اس پر کچھہ قانع نہیں - اگر اور بڑے
تھان ولایت سے بنکر آنے لگیں تو اس نواح میں بڑے گاھک
ہیں - اِن پگڑیوں میں ایک خوبی ہے - اِن کے پیچ ایسے عجیب
ہوتے ہیں کہ گویا بیقاعدگی میں باقاعدگی لپٹی ہوئی ہے -
بظاھر کوئی کدھر گیا ہے. اور کوئی کدھر - اور ایک شخص کی
بندش دوسرے سے نہیں ملتی - پیچ دیوانے معلوم ہوتے
ہیں - مگر اُن کی " دیوانگی میں بھی ایک ترتیب " ہوتی

ھے - بڑے شھروں میں اور خصوصاً پنجاب کي ریاستوں کے دار الخلافوں میں رنگا رنگ کي پگڑیاں عجب بہار دکھاتي ھیں - سرحد پنجاب میں پگڑي کو زیادہ وزن دار بنانے کے لئے ایک خاص بوجھل کُلہ (جو چھوٹے پیمانے پر ایک مصر کا میناز ھوتا ھے مخروط) جزو دستار قرار دیا گیا ھے اور اس کي ساخت میں بہت محنت صرف کي جاتي ھے - اس زمانہ میں زندگي کے مختلف صیغوں میں ان دستار بند پنجابیوں نے نام پیدا کیا ھے - اور اس ناموري کے ساتھہ باھر دستار کي بھي ناموري بڑھ چلي ھے - کیا ھوا - اگر بنگالہ کے لوگ اسے اُتار کر پھینکنے پر آمادہ رھتے ھیں اور صوبجات متحدہ کے لوگوں نے ٹوپي کو ترجیح دے رکھي ھے اور بمبئي مدراس والے دستار وقتِ ضرورت پہنتے ھیں - جب تک پنجاب کے دم میں دم ھے - پگڑي کا بھرم کھُلنے نہیں پائیگا - بلکہ اور لوگ بھي اس کا دم بھرنے لگیں تو عجب نہیں - کیا اُنھیں معلوم نہیں - کہ پنجاب میں سب سے زیادہ خصوصیت اِسے سکھوں کي قوم سے ھے (ان کے لمبے بال کسي اور لباس میں سنبھالے ھي نہیں جاسکتے) اور سرکار دولتمدار کي نظر میں سب سے منظورِ نظر قوم اس وقت سکھوں کي ھے - جو دستار کي فضیلت سے اب تک مُنکر تھے اور اس کي بزرگي میں شک رکھتے تھے - ان کے لئے یہ دلیل قطعي ھوني چاھئے - کہ سکّھوں کے سر پر پگڑي ھے اور اُس پگڑي پر لاٹ کرزن بہادر کا ھاتھہ ھے *

{ اکـــــرام

حفظِ صحت

۱ — اِنسان کا فرض ھے کہ اپنی صحت کا خیال رکھے خاصکر اس لئے کہ جسم کا صحیح و سالم ھونا انسان کے فائدہ کے لئے ضروری ھے - یہ مقولہ مُدت سے اِنسان کی زندگی بسر کرنے کے لئے کامل اور ضروری سمجھا جاتا ھے - یعنے جسم کا تندرست ھونا نفس یا ذھن کے صحیح و سالم ھونے کے لئے ضروری ھے - علاوہ ازیں بیماری کے باعث انسان اپنی زندگی کے فرائض ادا نہیں کر سکتا - بیماری سے اِنسان ضدّی چڑچڑا اور زود رنج ھوجاتا ھے اور اپنے آس پاس کے لوگوں کو فائدہ پہنچانا تو در کنار بلکہ اُن کے لئے وبال ھوجاتا ھے - پس طالب‌علم کو اپنی صحت کا بڑا خیال رکھنا چاھئے - اگر طالب علم اپنی صحت کی پروا نہ کرے بلکہ اُس کے قائم رکھنے میں کوتاھی کرے تو زندگی اُس کے لئے خوشی کا باعث نہ ھوگی - اُس کے مطالعہ میں ھرج واقع ھوگا - اور اگر وہ اپنی طالبعلمی کے زمانہ میں جو کچھہ چاھتا ھے حاصل بھی کرلے وہ آگے دنیاوی کار و بار میں رہ جائیگا - پروفیسر بلیکی صاحب نے اِس امر پر بہت کچھہ زور دیکر لکھا ھے - ان کا یہ بیان ھے - یہ امر ھر شخص جانتا ھے کہ طلبا زیادہ تر اپنی صحت کا ھی خیال نہیں رکھتے - اور جس قدر کہ طالبعلم زیادہ شائق ھوگا وہ غالباً اُسی قدر زیادہ اِس بارے میں خطا کھائیگا - اور مثلِ شتر بے مُہار یا ریل گاڑی کے جسکو کوئی سگنل نہیں دکھایا گیا ؛ چلتا چلتا دریا کے ایک مہلک

اور خطرناک کنارے پر آپهنچتا هے اور اُسے معلوم نہیں هوتا که
میں کہاں کهڑا هوں - پس جب هم مطالعه کرتے هیں تو همیں
اس مجرّب خیال سے کام کرنا چاهئے که عُموماً بیٹهه کر کام کرنے
سے صحت کو کم و بیش نقصان پهنچتا هے - اور خصوصاً بیٹهه کر
کام کرنے کي عادت جبکه اُس کے ساتهه برابر جم کر دماغ سے
کام لیا جائے صحت کے لئے بہت مضر هے - اور جن کي جسماني
طبیعتیں قدرتي کمزور هیں اور پهر وہ اکثر کتابوں کا گڑ کر مطالعه
جاري رکهتے هیں - ان کے قوا صریحاً کمزور هو جاتے هیں - اور
اُن کا جسم زائل هوجاتا هے - اِس تنبیهه کے بعد جو ایک پُرانے طالب
علم کا تجربه هے هر شخص کو غور کرنا چاهئے که اگر وہ ارادتاً اور
مستقل طور پر اپني حفظ صحت میں کوتاهي کریگا - جیسے که
عمدہ کاریگر اپنے اوزار کو تیز رکهنے یا عمدہ سپاهي اپنے بارود
کو خشک رکهنے میں کوتاهي کرتا هے - تو وہ طالب علم اپنا خون
خود اپني گردن پر لیتا هے - یعني وہ مرجائیگا اور اس موت کا
ذمّه دار وہ خود ٹهہریگا *

۲ — شیکسپیر نے ایک ناٹک لکها هے جسکا نام هنري دي
فورتهه هے - اس ناٹک میں بادشاہ هنري چهارم چند درد انگیز
اشعار میں اپني حالت کا اپني نہایت غریب رعیّت کي حالت
سے مقابله کرتا هے - وُہ کہتا هے که مجهے راتوں نیند نہیں آتي -
حالانکه کمرے مُعطّر هوتے هیں اور نہایت قیمتي اور شاندار
شامیانے تنے هوتے هیں - اور میري هزارها غریب سے غریب
رعایا مزے سے گهري نیند سوتي هیں - حالانکه اُن کے بستر بسترِ

استراحت نہیں هیں بلکہ تکلیف کا گھر هیں - اور جہاں وہ سوتے هیں وهاں پر مکھیاں اور مچّھر بھنبھناتے رهتے هیں - اور یہی مکھیوں کي بھنبھناهٹ اُنہیں لوري کا کام دیتي هے - ایک اور ناٹک هنري دي ففتھہ میں بھي یہي خیال ظاهر کیا هے - شاہ هنري پنجم ایک لاثاني پر زور پر تاثیر گفتگو میں عظمت سے بیروني نمود اور خطاب کو یکطرف کردیتا هے اور پھر ثابت کرتا هے کہ وہ ظاهري شان و شوکت کي رَو جو اس دُنیا کے اُونچے کنارے پر ٹکراتي رهتي هے - هرگز اُس صحت کي تلافي نہیں کر سکتي جو بادشاهوں کو نصیب نہیں اور غلاموں کو مُیسر هے - بیروني نمود یا تکلیف کے ذکر میں هنري پنجم یہ سوال کُرتا هے کہ اے بیروني نمود ! جس حالت میں کہ تجھے فقیروں کے زانو پر پورا اختیار هے تو کیا تجھے ان کي صحت پر بھي پُورا اختیار هے ؟ یعني اے بادشاہ ! فقیر تجھے جھک جھک کر سلام کرتے هیں - لیکن اُن کي سي صحت تجھہ میں نہیں هے *

، اے تو مغرُور نیند جو بادشاہ کو آرام دینے میں اس قدر لطائف الحیل سے کام کرتي رهتي هے - ان میں سے کوئي شے نہیں جس سے گہري نیند آئے - مثلاً خوشبودار چیزیں - عصا - رقص و سرود - تلوار - سونا - شاهي تاج - سونے کے تاروں اور موتیوں سے جڑي هوئي پوشاک یعني زربفت کے کپڑے تافتے وغیرہ - بادشاہ کا لمبا چوڑا خطاب - جس تخت پر کہ بادشاہ بیٹھتا هے - شان و شوکت کي رَو جو اس دنیا کے اُونچے کنارے

پر ٹکراتی رہتی ہے - نہایت ہی شاندار بیرونی نمود اور ظاہری زرق برق کا تکلّف - یہ سب چیزیں جس شخص کو میسر ہوں اور وہ نہایت مکلّف اور شاہانہ بسترے میں لیٹا ہوا ہو - پھر بھی اُسے ایسے مزے سے نیند نہیں آسکتی - جیسے کہ ایک کمبخت غلام کو آتی ہے جو پیادے کی طرح صبح سے شام تک سُورج کی دھوپ میں پھرتا رہتا ہے اور عرق عرق ہو جاتا ہے - وہ رات بھر گویا فردوس میں مزے سے سوتا ہے - دُوسرے روز صبح کے بعد اپنی نیند سے اُٹھتا ہے اور آفتاب کو اس کے گھوڑے پر سوار کراتا ہے - اور اسی طرح ہر سال اپنی محنت سے فائدہ اُٹھاتا ہوا کوشش کرتا رہتا ہے اور مرجاتا ہے - اور اس مصیبت زدہ اور کمبخت شخص کو جو دن بھر محنت کرتا رہتا ہے اور رات کو مزے سے سوتا ہے گو بیرونی اور ظاہری نمود تو نصیب نہیں مگر اور سب طرح سے بادشاہ پر فوقیت حاصل ہے *

۳ — ان شخصی گفتگوؤں کے ذریعہ سے شیکسپیر نہایت صاف طور پر یہ ثابت کرتا ہے کہ دُنیاوی حالت کے غیر مساوی ہونے کی تلافی ہوسکتی ہے - جب ہم انسان کی مختلف حالتوں کا مقابلہ کرتے ہیں - یعنی بعض شخصوں کی دولت اور آرام اور بعضوں کی محبت و شفقت اور نا داری - تو ہم اکثر اُن کی بیرونی حالت سے چکاچوند ہو جاتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ خوشی کا منبع ہم خود ہیں - خوشی کا ایک بڑا جزو تندرستی ہے اور یہ کسی

خاص جماعت اور درجہ سے مخصوص نہیں ہے - ممکن ہے کہ فقیر کو یہ نعمت حاصل ہو اور بادشاہ کو باوجود تلاش کرنے کے پھر بھی میسّر نہ ہو - مگر یہ ضرور نہیں کہ اس اختلاف کو بہت دور تک بڑھایا جائے - ہر ایک بڑے رُتبہ کا آدمی بیمار نہیں ہوتا اور نہ وہ غریب شخص پر اُس کی تندرستی کے باعث حسد کرتا ہے - اور برعکس اس کے یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ بہت سے غریب اور مفلس لوگ امیروں پر اُن کی صحت کے باعث حسد لیجاتے ہیں - لیکن جب تندرستی ہوتی ہے - تو وُہ ایک ایسی بڑی اور بے بہا نعمت ہے کہ دولت کی تمام عیش و عشرت اور شان و شوکت کے تمام لوازمے اس کے سامنے ہیچ ہیں - اور صحت انسان کے لئے خدائی عطیّہ ہے - اور جو انسان عقلمند ہے وُہ قارون کی دولت سے بھی ہرگز اِس کا تبادلہ نکریگا *

۴ — تاہم لوگ ایسی نعمت عظمیٰ کو اکثر بڑی بے پروائی اور خام خیالی سے ضائع کردیتے ہیں - اور اس کی قدر، عموماً اس کے جاتے رہنے کے بعد ہوتی ہے پہلے نہیں - صحت یا تندرستی کے معنے صرف جسمانی تکلیف سے بری ہونا نہیں ہے - بلکہ اس سے مراد کل انسان کی صحیح اور عُمدہ حالت ہے - صحت ایک ایسی قابلیّت ہے جس کے باعث سے انسان اپنے عقلیہ اور جسمانیہ قوا سے بخوبی کام لے سکے اور اُن کے اِستعمال سے اور اپنے آس پاس کی چیزوں سے حظّ اُٹھا سکے - کارلائل صاحب - جو وُلایت میں بڑے مشہور فلاسفر ہوئے

هیں - فرماتے هیں - صحت ایک بڑي شے ہے - اس سے مراد حالت موازنہ ہے - یہ هر ایک قسم کي راستي یا حق - عمدہ انتظام اور نیکي پر حاوي ہے *

گیلن صاحب صحت کو تناسب اور بیماري کو بدصورتي کے نام سے بیان کرتے هیں - جب تمام قوتیں ٹھیک اندازہ سے کام میں لائي جائیں اور جو کچھہ آرام اور غذا اُن کو ضروري ہے - ان سب قوتوں کو بہم پہنچایا جائے - صحت اُس وقت هوتي ہے - لیکن جو طالب علم علم حاصل کرنے اور اُس میں کامیاب هونے کے شائق هیں اُن کے دماغ کو تو بے حد مشق هو جاتي ہے - اور باقي حصوں کو نہیں - اور اس کا نتیجہ یہ هوتا ہے کہ تناسب جاتا رهتا ہے اور صحت نہیں رهتي - دُنیا کي نہایت عمدہ نعمت صحت جاتي رهتي ہے اور اس کے جاتے رهنے کا الزام خود طلبہ پر ہے *

ہ — یہ ایک ایسي بُرائي ہے جس سے خاص کر اس ملک یعني هندوستان میں بچنا ضروري ہے - یہاں پر زیادہ سرد ملکوں کي نسبت گھروں سے باهر پھرنے کے کام اور دل لگي کي باتیں بہت تھوڑي اور کم دلکش هیں - سال میں گرمي کا موسم زیادہ دیر تک رهتا ہے اور اس وجہ سے طالب علم مُدت تک گھروں کے اندر رهتے هیں - اور اسي کا نتیجہ یہ هوتا ہے کہ بیٹھہ کر کام کرنے کي عادت زیادہ هو جاتي ہے اور جُسم زیادہ تر آرام کرنے کي طرف راغب رهتا ہے - گرمي کے مہینوں میں طالب علم

کا قریب قریب کل وقت مطالعہ اور نیند میں صرف ہوتا ہے -
جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جسم گرجاتا ہے - دماغ کمزور ہو
جاتا ہے اور صحت بگڑجاتي ہے - مگر یہ خرابي صرف
هندوستان هي سے مخصوص نہیں اور هندوستان میں موسم بهي
گرما هي سے مخصوص نہیں - ایک اکسفورڈ کا طالب علم ایک
دوست کا ذکر کرتے هوئے یہ کہتا ہے - وہ پندرہ گھنٹے روز پڑھتا
تھا اور وہ اس لئے سب سے اول رہا - لیکن اس بیچارے کے
دماغ میں گرمي چڑھ گئي اور اُسے دماغ کي بیماري هوگئي -
سٹورے نے ایک مشہور نوجوان شاعر کا ذکر کیا ہے کہ وہ ۲۱ برس
کي عمر میں مرگیا - وہ صریحاً سخت محنت سے مرگیا -
کیمبرج نے اُسے مار ڈالا - جب اُس کے رگ اور پٹھے خوب کھچ
چکے یہانتک کہ رات اُسے مُصیبت میں کٹتي تھي - لوگوں نے
اُسے دوائي دي تا کہ وہ انعام حاصل کرنے کے لیئے اِمتحان دے
سکے - گھوڑا جیت تو گیا مگر گھوڑ دوڑ کے بعد مرگیا - سٹیفن جو
مشہور انجنیر تھا اُسے معلوم تھا کہ حد سے زیادہ کام کرنے کي کوشش
کا کس قدر برا نتیجہ هوتا ہے - جب اُس نے دیکھا کہ اس کا دوست
نکڈلے از حد محنت سے تھک گیا اور دب گیا تو اُس نے اُسے
کہا اے نکڈلے اب میں نے معلوم کر لیا کہ تم کس بات کي تلاش
میں هو - تم اپنے ایک پونڈ میں سے ۳۰ شلنگ نکالنا چاهتے هو -
میں تمہیں نصیحت کرتا هوں کہ اس خیال کو بالکل ترک کردو -
اور اس سبق کي بھي تمام طلبا کو اور ان تمام شخصوں کو جو
اپني قوا سے حد سے زیادہ کام لینا چاهتے هیں یہي نصیحت

کرو کہ یہ خیال بالکل چھوڑ دو - جیسا کہ قانون ثقل یا کشش کے بر خلاف کوئي کچھہ نہیں کرسکتا - اِسي طرح جسم اور ذهن کے قوانین کا بھي مقابلہ کرنا عبث ہے - بقول شاعر وردزورتھہ *

اے میرے دوست هوشیار هو جاؤ جاگ اُٹھو اور غور سے دیکھو - کس لیئے اِس قدر محنت اور تکلیف اُٹھاتے هو

اے میرے دوست اُٹھو اپنی کتابیں چھوڑدو ورنہ تم ضرور بدن کے دوهرے هوجاؤگے - تم سے سستي کے مارے اُٹھا بیٹھا نہیں جائیگا - بدن پھول کے کُپّا هو جائیگا *

کتابیں - یہ تو ایک همیشہ کا جنجال هیں یا یہ کہو کہ خلجان هیں اور سستي پیدا کرتي هیں - آؤ جنگل کے اُس پرند کي آواز سنیں - دیکھو اس کا گانا کیسا خوشنما ہے - میں قسمیہ کہتا هوں کہ اِس کے راگ میں کتابوں کي نسبت زیادہ دانائي بھري هوئي ہے - اور سنو یہ پرند کیسي خوشي سے گاتا ہے - یہ بھي کچھہ ادنی وعظ کرنیوالا نہیں ہے - باهر روشني میں آؤ - جہاں طرح طرح کي چیزیں موجود هیں اور قدرت کو اپنا اُستاد بناؤ - یعنے قدرت سے بہت سي باتیں سیکھو *

بہت کچھہ علوم وفنون پڑھ چکے - اِن پھیکے اور بے لطف ورقوں کو بند کرکے رکھدو - باهر آؤ اور ایسي طبیعت ساتھہ لاؤ جو قدرت کي هر ایک شے دیکھے بھالے اور اس سے علم حاصل کرے *

قدرتي سير بيں

دنيا كيا هے؟ اِس سُوال كا جواب دينا بہت هي مشكل
هے - ميري عقل ناقص تو يهي كهتي هے كه يه ايك قدرتي سير بيں
هے - چنانچه جب هم لوگ اپني عقل كي آنكهيں اس كے
شيشه ميں لگا كر ديكهتے هيں تو ايك نئي بات دكهائي ديتي
هے - يه سير بيں اِس قدر بڑي هے كه تا قيامت اگر ليل و نہار
هم اس كا تماشا ديكهنا چاهيں تو هميشه ايك نيا تماشا پيش
نظر معلوم هوگا - چونكه يه خدائي سير بيں هے - اِس وجه سے
قدرت نے جتني تصويريں بنائي هيں وہ يا تو نشاط انگيز يا
عبرت خيز هيں - اور بہت بڑا وصف يه هے كه كسي مخصوص
آدمي كے مذاق كي تصويريں نہيں بلكه هر شخص كے رنگ
طبيعت كے موافق تصويريں موجود هيں - اور صرف دو تين چار
يا سو پچاس نہيں بلكه اس قدر هيں كه جب تك انسان زندہ
رهے اُن كا نظارہ كرتا هي رهے اور جب خواب اجل سے همكنار هو
تو اپنے بچوں كے لئے چهوڑ جائے - اسي طرح سے تا قيامت
اُس كي نسل كے لوگ اِس جام جم كي سير كرتے رهيں مگر پهر
بهي تصويروں كے تماشے ختم نه هوں - اِس وقت ميں اس سير بيں
كا تصوير نما بيلن اپنے دست خيال سے گهما گهما كر قدرتي
تصويروں كے تماشے ديكهه رها تها كه دفعتاً ميرا دست خيال دو
تصويروں كے ديكهتے هي رك گيا - ايك تصوير غم كي تهي - اور
دوسري خوشي كي - پہلي تصوير كا رنگ كالا هے - آنكهيں بڑي

بڑي ڈراني هيں - کپڑے ميلے - ناخن اور بال بڑھے هوئے - سيکڑوں هاتهه - ايک ميں چمکتي هوئي تلوار - دوسرے ميں پستول - تيسرے ميں پيش قبض - چوتهے ميں زهر کا جام - غرض کوئي هاتهه ايسا نہيں هے جو خالي هو اور جس ميں کوئي جان لينے والي يا مُهلک چيز نه هو - اُس کي صورت پر مايوسي برستي هے - چهره نڈهال - بدن زار و نزار - لب خشک - پشت خميده - سست گفتار - اچهي طرح بات تک نہيں کيجاتي - اس کي غذا کے لئے خيالي پليٹوں ميں صرف پوست و استخواں هوتے هيں - بجاے آبِ ضبط کے گلاس ميں خونِ جگر بهر کر ملتا هے - تکليفوں کے سوا آرام کے نام سے بهي واقف نہيں - رهنے کي کوئي خاص جگه نہيں - جس جا گذر کيا لوگ نکالنے کي فکريں کرنے لگے - کهيل تماشا - گانا بجانا - ناچ رنگ - سير تفريح - هنسنا بولنا - لڑائي جهگڑے - قصے کہانيوں سے اسے کوئي مطلب نہيں - سوا سکوت کے دوسرے فن سے آشنائي نہيں - غم ايسے چمنوں کي سير کرتا هے - جهاں خزاں نے اپنا قبضه کر ليا هو اور عمده خوشبو دار درختوں کے عوض خار دار درخت لگے هوں - نہريں خشک پڑي هوں - مُرغانِ چمن کي جگه حشرات الارض اور زهريلے جانور اِدهر اُدهر رينگتے پهرتے هوں - اندهيرے کے سوا کہيں اُجالا نه هو *

دوسري تصوير کا رنگ نہايت هي صاف هے - چهره بشاش - آنکهيں رسيلي جنهيں گهنٹوں ديکها کيجے - کپڑے صاف و شفاف - کنگهي کئے هوے چکنے چکنے بال - اُس کے بهي سيکڑوں هاتهه

هیں - ایک میں پھولوں کے ہار - دوسرے میں عطر کی شیشی - تیسرے میں سیم و زر - چوتھے میں شربت انار کا جام - غرض کوئی ہاتھ ایسا نہیں جس میں فرحت بخش اور روح افزا چیزیں نہ ہوں - اس کے سامنے خیالی ڈِش میں عمدہ نفیس و لذیذ کھانے ہوتے ہیں - پینے کے لئے مسرّت کے گلاس میں آب حیات کا ٹھنڈا اور خوشگوار پانی ہوتا ہے - آرام طلب طبیعت کے لئے مکان بھی نمونۂ بہشت ہوتا ہے - سینکڑوں خوشبودار درخت ہوتے ہیں - کھیل تماشے - گانے بجانے - ناچ رنگ - سیر تفریح اور قصے کہانیوں کی صحبتوں سے ہر وقت دن عید اور رات شب برات ہوتی ہے - سوا سامان دلبستگی کے اور کوئی دوسری بات ہی نہیں ہوتی - یہ ہمیشہ اس باغ سرسبز کی سیر کرتی ہے - جہاں خزاں کا جور آزما ہاتھ بھی نہیں پہنچ سکتا - جس میں شیریں پانی کی نہریں جاری رہتی ہیں اور مرغان چمن شاخوں پر چہچہاتے پھرتے ہیں *

ان تصویروں کے نظارہ کے بعد پھر میں اپنے دست خیال سے بولن گھماتا ہوں تو دو تصویریں اور دیکھتا ہوں - اِس مرتبہ پھر دو متضاد تصویریں نگاہ کے سامنے آجاتی ہیں - اس میں ایک تصویر امیر کی ہے اور دوسری غریب کی *

اول الذکر کا مکان پختہ اور وسیع ہے - جس کی چاروں طرف کونوں پر بجلی کے تار بھی دوڑے ہوئے ہیں جو حفاظت جاں کا ایک آلہ سمجھا جاتا ہے - اِس مکان کی آراستگی میں

بہت کچھہ روپے صرف ہوئے ہیں - رئیس کے سامنے دس
رفیق و مصاحب دستبستہ بیٹھے ہیں - اس کی زندگی
نہایت ہی خوشي و اطمینان سے بسر ہوتی ہے - اگر وہ
کوئي جھوٹ بات بھي کہتا ہے تو رُفقا خوشامد سے فوراً ہاں
میں ہاں ملاتے ہیں - صرف اسي بات پر اکتفا نہیں کرتے
بلکہ سینکڑوں ہزاروں مصنوعي ثبوت اُس کي صحت کلام
کے دینے لگتے ہیں - تعریفوں کا پُل باندہ دیتے ہیں اور جھوٹي
باتوں کا پہاڑ کھڑا کردیتے ہیں - اگرچہ وہ ان باتوں کو سمجھتا ہے
مگر پھر بھي اُن کي جھوٹي تعریفیں چونکہ رسیلي اور اچھي
معلوم ہوتي ہیں - برابر سنا کرتا ہے - اس کا دل ہر وقت
مطمئن رہتا ہے - غم جلد اُس کے پاس نہیں آتا - اور اگر
کسي طرح آ بھي گیا تو زر کے پیادوں نے فوراً اُسے نکال دیا -
اُسے جس کام کي جس وقت خواہش ہوتي ہے فوراً ہوجاتا
ہے - سامان عیش ہر وقت مہیّا رہتا ہے - جس طرف جاتا ہے
پندرہ بیس آدمي جلو میں رہتے ہیں - جس جگہ دھُوپ ہوتي
ہے وہاں ملازم ریشمي کپڑے کي چھتري لگاتا ہے - گاڑي کے سوا
کبھي پا پیادہ نہیں نکلتا - اُس کي انگشتري میں ایک جھوٹا
نگینہ ہوتا ہے تو لوگ اُسے سچا - اگر اُس کے پاس پیتل کي
کوئي چیز ہوتي ہے تو لوگ اُسے سونا سمجھتے ہیں - بہت سے
خود غرض لوگ ہر وقت اُس کي خوشامدیں کیا کرتے ہیں -
جس کا عوض انہیں کبھي کم اور کبھي کچھہ بھي نہیں ملتا ہے -
قصہ مختصر اس کي زندگي عجب بہار خیز زندگي ہوتي ہے *

.آخر اللہ کر کي صورت ھے تو گوري مگر کملائے ہوئے پھول کیطرح سے بالکل مرجھائي ہوتي ھے - اس کا مکان خام اور کھپرہ پوش ھے جو قبل از وقت یہ شہادت دیتا ھے کہ آنے والي برسات میں ضرور منہدم ھوجائیگا - اس کے کپڑے میلے ھیں - جس میں سینکڑوں پیوند لگے ھیں - ایک کمسن لڑکا اس سے چمٹا ہوا رو رہا ھے - اس کي بي بي اپني گود میں ایک چھوٹا شیر خوار بچہ لئے بہلا رہي ھے - مگر وہ کسی طرح نہیں مانتا - جب مصیبت زدہ عورت اپنے ننھے دودہ پیتے بچے کو بہت بیچین دیکھتي ھے تو اس وقت اُس کي آنکھوں سے بے اختیار آنسو کے قطرے ٹپکنے لگتے ھیں - اور یہ اس معصوم کي صورت دیکھہ کر رہجاتي ھے اور تسلي کے لئے اُسے تھپکنے لگتي ھے - یہ مصیبت زدہ شخص جس کا ابھي ذکر ہوا اِس کا بھي ایک زمانہ تھا - سینکڑوں آدمي ملازم تھے - اب وھي ھے کہ دوسروں کي جوتیوں کي خاک جھاڑتا پھرتا ھے - کہاں روز اس کے دسترخوان پر آٹھہ دس آدمي کھاتے تھے یا اب یہ حالت ھے کہ دو دن سے اُس کے بال بچے بے آب و دانہ تڑپ رہے ھیں اور کوئی پرسانِ حال نہیں ہوتا - ایک دن وہ تھا کہ یہ گاڑي گھوڑے کے سوا پا پیادہ نہیں نکلتا تھا یا اب وھي ننگے پاؤں خاک بہ سر دیار بہ دیار مارا پھرتا ھے - ایک دن وہ تھا کہ وہ ڈھاکہ کي جامدانیوں کے انگرکھے لوگوں کو تقسیم کرتا تھا اور اب وھي ھے کہ ایک پھٹي ہوئي میلي اچکن پہنے پا پیٹھہ پر ایک پرانا کمل ڈالے گلیوں کي خاک چھان رہا ھے - ایک دن وہ تھا کہ اُس کے

بچے نرم تکیوں پر سر رکھہ کر سوتے تھے اور اب وهي زمین پر سوتے هیں - ایک دن وہ تھا کہ اس کي نازک بي‌بي کي خدمت کے لئے ماما اصیلیں نوکر تھیں اور اب وهي عورت بي‌بي اور لونڈي دونوں کا کام کرتي هي - ننھا شیرخوار بچہ جو اپني ماں کي گود میں مچل رہا ہے - اسے *صبح سے ایک قطرہ دودہ کا نصیب نہیں ہوا - اسے اتني سمجھہ کہاں کہ بیچاري ماں کو دو روز سے فاقہ ہے پھر دودہ ہو تو کہاں سے ہو ؟ غریب شوہر اگر کسي رئیس کي ڈیوڑھي پر جاتا ہے تو پیادے دور هي سے کتّوں کي طرح غل مچانے لگتے هیں - رئیس تک نہیں جانے دیتے - اگر بیچارہ کسي طرح پہنچ بھي گیا تو اُس وقت دس حاشیہ نشینوں اور خوشامد خوروں نے ادھر ادھر کي باتیں رئیس سے کہني شروع کیں - اگر خوش قسمت ہے تو بہت دیر کے بعد رئیس نے کچھہ سلوک کیا ورنہ تقدیر کا گلہ کرتا اپنے اُجڑے مکان کو واپس آیا - حیا مانع ہے - دس جگہ جانہیں سکتا - شرم اور غیرت قبول نہیں کرتي ہے - ناچار اپني داستانِ غم خدا سے کہتا ہے - راتوں کو تنہائي میں اسي کے آگے هاتھہ پھیلاتا ہے اور اپنے بال بچوں کي غم آلودہ اور مایوسانہ صورت دیکھہ کر اپنا بھي دکھہ درد بھول جاتا ہے اور خدا کا شکر کرتا ہے - اور بگریہ و زاري کہتا ہے کہ اے پروردگار میري قوم میں همدردي کا اثر پیدا کر *

سید مهدي نواب
عظیم آبادي

ایک دوست کي وفات

کچھہ عرصہ ہوا - رات کو ۸ بجے میں اپنے مکان کے صحن میں ایک مایوسي کي حالت میں ٹہل رہا تھا - طاعون کے خوف سے خاندان کے کئي عزیز اسي شام کو مکان چھوڑ چکے تھے - اُن کي جدائي کا اثر دل پر بالکل تازہ تھا - طبیعت اُچاٹ تھي کہ دفعتاً میرے چچا نے مجھے بلایا اور وہ وحشتناک خبر جو اُنھوں نے ایک دوست کي زباني سني تھي مجھہ سے کہي - " حکیم جي کے صاحبزادے آج یکایک بیمار ہوکر قضا کر گئے - " ایں جگدیش مرگیا ! جگدیش ! پیارا جگدیش ! جسے دیکھے مجھے ہفتہ بھر نہیں گذرا تھا وہ دنیا سے چل بسا ! اور اس قدر جلد اور دفعتاً ! ابھي تک اُس کي بیماري کي بھي تو خبر نہ آئي تھي - او ناؤ کچھہ دور نہیں - اگر کچھہ بھي بیمار ہوتا تو ضرور معلوم ہوگیا ہوتا *

غرض دل میں اس بد خبر کا کسي طرح یقین نہ ہوتا تھا - طبیعت ہرگز باور نہ کرتي تھي - دل میں ہزاروں شکوک پیدا ہوئے کہ ایسا نو جوان - ہٹا کٹا - تندرست - نیک ارادہ - نیک عقیدت - مستقل مزاج - سلیم طبیعت اس جہان سے اُٹھہ جائے - اُس وقت گو پورا پورا یقین نہ ہوتا تھا مگر دل میں چور تھا کہ کیا عجب ہے - دنیا میں موت کا کوئي وقت اور ٹھکانا نہیں - یہ زندگي چند روزہ ہے اور اس میں کسي کا دخل نہیں - موت کا وقت جب آگیا پھر ایک لمحہ قیامِ دُنیا

ناممکن - غرض یہ کانٹا دل میں ساری رات کھٹکتا رہا - کسي طرح نکالے نہ نکلا - لاکھہ لاکھہ جتن کئے کہ دل بہلے - مگر دل میں بجز دوست کے خیال کے کچھہ نہ آتا تھا - اور کیونکر آتا ؟ تعجب تو یہي ہے کہ حواس بجا تھے دل و دماغ میں غور و فکر کي طاقت موجود تھي - ورنہ اس خبر کي سچائي اور جھوٹائي کا کیونکر موازنہ ہوسکتا - دل سے ہر وقت دعا تھي کہ یا آلٰہي یہ خبر غلط نکلے - مگر نہیں مشیّت ایزدي کچھہ اور تھي - جس کي زندگي کے واسطے میں دعائیں مانگ رہاتھا وہ دنیاوي تعلقات اور بندشوں سے آزاد ہوچکا تھا - جس جسم کي تندرستي کے لئے میں منّتیں کررہا تھا وہ جسم آگ کے حوالہ ہوچکا تھا - جس بدن کے دیکھنے کا میں آرزومند تھا اُس کا نشان تک باقي نہ رہا تھا - جس قالب خاکي کے قیام کے واسطے میں اتني فکریں کررہا تھا وہ اب خاک ہي خاک رہگیا تھا - خاک بھي نہیں راکھہ ہو گیا تھا *

میں نے نیت کي صبح اُٹھتے ہي اُٹھتے اس خبر کي تصدیق کے لئے خود اناؤ جاؤنگا - اس ارادہ سے چاہا کہ دل کو تسکین دوں - مگر طبیعت کي بیقراري انتہا کو پہنچ گئي تھي - دل کو کسي طرح چین نہ ہوتا تھا - عجب متزلزل حالت تھي - اس کشمکش میں ساري رات تمام ہوئي - صبح ہوتے ہوتے اس خبر کي تصدیق ہوئي اور شک کے بجائے دوست کي وفات کا یقین ہوا اور یقین ہوتے ہيُ دل پر رنج و یاس کا غلبہ ہوا - رات بھر تو ایک گونہ اُمید گو موہوم تھي -

اس امید کي وجہ سے دوست کا خیال بندھا رہا - اور اُن کي صفات اور صورت رات بھر آنکھوں میں پھرتي رهي - اُن کي صفات اور خوبیاں - سلامت روي اور راست خیالي - سچائي اور نیکی - قومي جوش اور عام همدردي - مستعدي اور مستقل مزاجي - حلم اور بردباري - غرض وہ ساري باتیں جو اس ذات کے متعلق تھیں یاد آتي رهیں - دل اس بڑے نقصان اور کمي کا جو اس خبر کے سچ نکلنے سے قوم اور ملک کو هوگي موازنہ کررها تھا - اور اس نقصان کے دمبدم خیال سے دل گھبراتا تھا *

اس میں شک نہیں کہ اگر اس نوجوان نیک نہاد کي زندگي کچھہ روز اور وفا کرتي تو ملک پر اُس کے احسانات بھولنے کے قابل نہ هوتے - میں نے زیادہ تر انھیں طالب‌علمي کي حالت میں دیکھا ہے - مگر دو تین برس کے هروقت کے مشاهدہ و تجربہ سے کہہ سکتا هوں کہ مرحوم کي زندگي اس جماعت لئے کہ جس پر ملک کي ساري اُمیدیں منحصر هیں بلحاظ راستبازي و ادائے فرض کے ایک قابل تقلید مثال تھي - اوقات کي پابندي - خوش معاملگي - قلب کي صفائي اور گفتگو کي سچائي - همارے مرحوم دوست کے مزاج اور طبیعت کے خاص صفات تھے - همیشہ صبح اٹھنا - اوقات معینہ پر کل کام کرنا - وقت سے کالج میں موجود هونا اور وهاں جاکر همہ تن گوش رهنا اُن کا روز مرہ معمول تھا - وقت کي پابندي کا بڑا لحاظ تھا - کئي جلسوں میں میں نے اُنھیں سب سے پہلے

موجود دیکھا - خوش معاملگي کي یہ کیفیت کہ کبھي کسي
کو شکایت کا موقعہ ہاتھہ نہ آیا - آپ ایک مذھبي سوسائٹي
کے لیبریرین تھے - ایک روز کا ذکر ھے کہ ایک نو تصنیف کتاب
کي تعریف ھو رھي تھي - حاضرین اُس کے دیکھنے کے شائق
تھے کہ ایک صاحب نے میز پر رکھي دیکھہ کر اُٹھالي - اور کمال
بے تکلفي سے مانگ بیٹھے - اُنہوں نے صرف لوح کتاب
دیکھہ کر سوال کیا - جس کے جواب میں مرحوم نے یہ کہا -
" افسوس ھے کہ یہ کتاب میري نہیں بلکہ لیبریري کي ھے -
اور صرف اُس کے ممبروں کو مل سکتي ھے " - انہوں نے اپني
غلطي محسوس کر کے اپني جلد بازي کي معافي مانگي *

اپنے عہد کا اس قدر خیال کہ کم دیکھا جاتا ھے - گذشتہ
جون میں ایک روز میرے مکان پر مجھہ سے ملنے کو آئے اور
دم بھر بیٹھہ کر کہا کہ میں اس وقت کي ریل پر جانے کو
ھوں - میں نے دریافت کیا " کیا اس وقت کي واپسي کا
وعدہ کر آئے ھیں ؟ " کہا ھاں - بس پھر میں نے مطلق اصرار
نہ کیا کیونکہ اُن کي عادت سے بخوبي واقف تھا - اس عادت
کو انہوں نے مرتے دم تک نباھا - وفات کے چار روز قبل ایک
عزیز دوست کي بیماري کا حال سنکر ان کے دیکھنے کو گئے
تھے اور ان کے مکان پر چار روز مسلسل قیام کیا - اتوار تک
مکان پلٹ آنے کا وعدہ کر گئے تھے - سنیچر کي شام شدت کا
درد سر اور اعضا شکني تھي - صاحب مکان نے ہزار کہا
کہ آج شب بھر ٹھہر جائیئے - شب بیداري سے طبیعت اور

خراب هوجاویگي - مگر رات کے جگنے اور سفر کے تکان کا مطلق لحاظ نه کیا اور معهوده وقت پر صبح اپنے مکان آپهنچے - گو پهنچتے هي طبیعت کي بے چیني دم بدم بڑهتي گئي - یہاں تک که دوپہر کو زبان بند هو گئي - اور گهنٹه بهر بعد راهي ملکِ بقا هوئے *

قلب کي صفائي کا میں نے بارها امتحان کیا مگر هر مرتبه درست پایا - گفتگو همیشه راست راست بلا کم و کاست - جب کبهي کسي معامله پر رائے طلب کي بلا تکلف اپنے خیالات اصلي کا اظہار کردیا - جس معامله کي تائید کي - صاف صاف - جس بات کي تردید کرنا منظور هوئي - بے تامل - مجهے کئي بار کئي معاملات میں اُن کي رائے کي ضرورت هوئي - میں هر مرتبه ان کے دل کي صفائي کا قائل هوتا گیا - بعض دفعه اُن کي رائے سے خود مجهه کو تعجب هوتا تها - مگر آج تک مجهه کو اور شاید کسي اور دوست کو بهي ان کي تقریر سے رنج نهیں پهنچا - اُن کے دل میں دوسرے کے اختلاف رائے سے کچهه اثر نهیں پڑتا تها - هاں بڑے بڑے معاملات میں وه اور اُن کے دوست قریب قریب متفق الرائے تهے - سچائي کا اس سے اور کیا زیاده ثبوت هوسکتا هے که همیشه دوسروں کے کلام - بیان اور نیت پر اعتبار کرتے تهے ؟ طبیعت میں تعصب یا تنگ خیالي نام کو نه تهي - مجهه سے اکثر کہا کرتے تهے که میں نے هندو اور مسلمان کا فرق اخبار بیني سے جانا - ورنه اس سے پیشتر مجهے کبهي یه تفریق محسوس

نہ ہوئي تھي - مستقل مزاجي تو میں کہونگا مرحوم کا
حصہ تھي - اُن کي شادي کي نسبت اکثر ذکر آیا اور اُن کے
والدین نے اِس معاملہ میں انہیں مجبور بھي کرنا چاھا -
مگر یہ ھمیشہ اپنے خیال کے بموجب انکار ھي کرتے رھے -
حتی کہ خود والدین کو اُن کي رضامندي پر مجبور ھونا پڑا -
خیال یہ تھا کہ طالب علمي کي حالت میں شادي نامناسب
اور بعد فراغت حصول علم بیاہ کا کرنا اور نہ کرنا خود اسي
شخص کي رائے پر منحصر ھونا چاھئے - میرا دو یہ خیال ھے
کہ شادي کرنے کا ان کا کبھي اَور کسي وقت بھي ارادہ نہ تھا -
کیونکہ اُن کي گفتگو سے بارھا یہ ترشح ھوا کہ ان کي نیت ھے
کہ زندگي ملک کي خدمت میں صرف کیجاوے - اور
سارا وقت اھل ملک کي خدمت میں وقف ھو - اور اِس
خیال سے کہ شادي سے اس نیک ارادہ کي پیروي میں
فرق آئیگا - اس بارہ میں نہایت متامل تھے *

غرض یہ زندگي جوھم لوگوں سے بیوقت واپس لے لي گئي
دوسروں کي فلاح میں صرف ھونے کو تھي *

اس مستقل مزاجي کي بدولت بہت کچھہ روحاني
تکلیف بھي سہنا پڑي - مگر اخیر دم تک اُسے نباھے گئے -
شادي نہ کرنا تو درکنار - اس میں دخل دینا اھل خاندان اور
دیگر اھل قوم اور ھموطن - جو اکثر پرانے خیالات کے آدمي
ھیں - ایک نئي بات - بیہودہ ضد.اور بیجا اختلاف اور خود رائي

سمجھتے تھے اور مستقل مزاجي کو عام لوگ بُري نگاہ سے دیکھتے
تھے - گھر کي مستورات کو انتہا کا رنج تھا - بوڑھے دادا کو
بڑا صدمہ کہ نوجوان پوتے کے دل میں کیا سمائي ھے کہ
شادي سے انکار کرتا ھے - ان سب لوگوں کو وفور محبت
سے واقعي بڑا غم تھا اور اس نئي ضد کے معني نہ سمجھ
سکتے تھے - ان کي نگاہ میں یہ ارادہ بالکل مہمل تھا اور دل میں
خدا معلوم کیا کیا خیال کرتے تھے - بزرگوں اور عزیزوں میں ایک
بھي ایسا نہ تھا جو ان کے اس ارادہ سے ھمدردي کرتا اور
مدد دیتا - بعض بعض کا تو اِن کے جانب خیال بد ھو چلا تھا -
مجھہ سے کہا کرتے تھے کہ اس ارادہ کي شہرت کے قبل
اُناؤ بھر میں میں سب نوجوانوں سے بہتر خیال کیا جاتا تھا -
عزیز تھا اور قدر سے دیکھا جاتا تھا - مگر بجز تمہارے اور ایک
اور دوست کے (جو اُن کے ھم سبق اور میرے عزیز ھیں) اور
کوئي اس خیال کا ھمدرد اور قدرداں نہیں - اور اس ھمدردي
اور قدرداني سے اُن کو بڑي تقویت ملي اور ثابت قدم رھنے
میں بڑي مدد ملي - میں نے صاف صاف کہدیا تھا کہ میں
ھمیشہ ناکتخدا رھنے کے خیال کو عموماً دل سے پسند نہیں
کرتا تھا - مگر چونکہ آپ کے خیال کے موافق آپ کي آیندہ
خوشي اور ملک کي بہبودي اسي پر منحصر ھے اور میں
بھي سمجھتاھوں کہ اِس طریق زندگي کے لئے ھندوستاني
سوسائٹي میں ایک جگہ مقرر ھونا ضروري ھے لہذا آپ کے
خیال سے ھمدردي کرتا ھوں - میں جس طرح ممکن ھوا

اس کي پيروي کے لئے کوشش کرتا رہا - اپنے خيال کي تائيد ميں اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر مجھہ ميں جو شرائط کہ اس ارادہ کے نباھنے کے لئے ضروري ھوں اُن کي پابندي کے آثار نماياں ھوں تو اُس کي عملي پيروي کے لئے مجھے اجازت ملے ورنہ نہيں - اور بيشک ان کا طرز معاشرت اُن کے بيان کي پوري تصديق کرتا تھا *

اصلاح قوم يا فلاح ملک کي نسبت جو جو کچھہ خيالات تھے اُن کي علمي پيروي اور پابندي اور ان کے حصول کے لئے آپ نے حتي الوسع هميشه مناسب اور ضروري کوشش کرتے رهنا اپنا ذاتي فرض سمجھہ رکھا تھا - اور درحقيقت صرف اسي طرح دوسروں کي اصلاح ھوسکتي ھے - کہ پيشتر خود اپني اصلاح کي جاوے اور بعد کو غيروں کي پيروي کي کوشش - يہ نہيں کہ خود را فضيحت و ديگراں را نصيحت - مگر افسوس ھے کہ ملک ميں اس ضروري اور ابتدائي امر کي بہت بڑي کمي ھے - ھم تين شخصوں کا يہ ارادہ تھا کہ کسي نہ کسي وقت اگر ممکن ھو تو آپس ميں ايک ايسا عہدنامہ کيا جاوے کہ جو جو باتيں کہ دوسروں کي اصلاح کے لئے ضروري سمجھي جاويں يا جن جن امور کا رواج عام دينا منظور ھو ان کي خود پابندي کرنے کا عہد کيا جاوے اور مثال سے دوسروں پر اثر ڈالا جاوے - افسوس يہ ساري اُميديں اس مشورہ کے رکن اعظم کي بيوقت وفات سے ناتمام رهگئيں -

* مصرع * حيف درچشم زدن صحبت يار آخر شد

اب ديکھئے کيا ھوتا ھے *

ایک اور بات جو آجکل کے نوجوانوں میں کم پائي جاتي هے وہ یہ تھي کہ گفتگو میں خواہ وہ روبرو هو یا پس پشت - دوسروں کے خیالات - عقائد اور دلجوئي کا بڑا پاس تھا - دل میں عموماً سب کي بڑي عزت تھي - یہ نہیں کہ اپنے هم خیالوں کو چھوڑ کر ساري دنیا کو برا کہنا یا زبان سے ایسي بیساختہ بات نکالدینا کہ کسي کو ناگوار یا گراں هو سکے - زبان سے شاید کوئي ایسي بات نکلي هو کہ سامعین میں کسي کا دل دکھہ سکے - اور لطف یہ کہ کسي کي بےتمیزي سے برا نہ ماننا - متذکرہ بالا صفت کا همارے دوست میں اخیر تک قائم رهنا اُن کي دریا دلي اور نیکي کا بہت بڑا ثبوت تھا - هندوستان میں دوسروں کے خیالات کي پاسداري کم نظر آتي هے - اکثر دیکھا گیا کہ جو اپنے خیالات - طریق عمل یا طرز معاشرت سے ذرا بھي مختلف هوا - پس وهي موردِ عتابِ عام هوا ٭

یہي دقت مرحوم کو اپني مستقل مزاجي کي بدولت اُٹھانا پڑي - شادي نہ کرنا ان کے عزیز و اقارب اور هم قوموں کے نزدیک دستور و رواج کے خلاف اور بري بات تھي - اس لئے یہ هوگیا تھا کہ جب اور جہاں ان کا نام لیاجاتا تھا - وهاں ان کي اس " ضد " کا ضرور بالضرور ذکر آتا تھا - لوگ بھلا برا کہنے لگے تھے - حیف هے اس سوسائٹي پر کہ جس میں کسي نیک نیت کو اپنے عمدہ ارادہ کي پابندي میں اس قدر عتاب بیقدري اور زحمت اُٹھانا پڑے - مجھے بہت شک هے کہ شاید هيْ کوئي دوسرا اس قسم کے خیال

میں کامیاب ہوسکے - مگر راہ راست پر چلنے میں مرحوم کو غیروں کي تعریف اور برائي کي مطلق پروا نہ تھي - کہا کرتے تھے کہ انسان کئي آقاؤں کي تعمیل نہیں کر سکتا - میں نے چاہے جو ہو خدا اور ضمیر کي تعمیل حکم کرنا ٹھان لیا ہے - افسوس ہے کہ ہندوستان میں ابھي تک کنوارے مرد اور عورتوں کے لئے کوئي معقول جگہ نہیں - اور اسي جگہ نکالنے کے لئے ہم لوگ اُن کي ہمت اور بڑھایا کرتے تھے - اور اس ثابت قدمي کي بدولت آج ملک کي ایک معصوم لڑکي کا گلا کٹنے سے بچ گیا - اس ارادہ کي پابندي میں جو جو دقتیں کہ پیش آئیں اُن کا کسي اور طبیعت پر بہت هي برا اثر پڑتا - مگر مغفور کي پابندي عہد میں مطلق فرق نہ آیا بلکہ دنوں کے ساتھہ اور مضبوط ہوتي گئي *

علاوہ ان سب باتوں کے اور بہت سي عادتیں تھیں جو طلبا میں ضرور ہوني چاہئے - سنجیدگي اور خاموشي - مختصر کلامي - حلم و بردباري عادت میں تھي - نمائش اور دکھاؤ نام کو بھي نہ تھا *

خاموشي اور کم سخني کي بدولت بہت سے اُوصاف دوسروں پر پوشیدہ رہے تھے اور رہگئے - خاص خاص دوستوں کو چھوڑ کر اُن کے پورے پورے اوصاف اور عالي حوصلگیاں کسي پر نہ ظاہر ہوئیں - اختصار کو مزاج میں اتنا دخل تھا کہ مجھے اُن کے خطوط کے اختصار کي ہمیشہ شکایت رہي - مگر اُس اختصار میں بھي بغور دیکھنے والوں کو مرحوم کي

خوبیوں کا پتہ ملتا تھا - اور یہی دلیل اُن کی راستی کی ہے -
طبیعت کسی قدر ہمیشہ مغموم رہا کرتی تھی - دعا کے
اثر کے بڑے قائل - جب کبھی بیماری میں کسی کو خط
لکھا ہمیشہ دعائے خیر کے لئے درخواست کی - سہولیت اور
سنجیدگی کی یہ کیفیت کہ مرنے کے دو گھنٹے قبل جبکہ
خود ہاتھہ سے کچھہ نہیں لکھہ سکتے تھے ایک خط اپنے
پرنسپل صاحب کو اور ایک اپنے محبِ صادق کو - ایک پڑوسی کو
اپنی بہن کے ہاتھہ لکھوایا تھا کہ جن کے مضمون ذکر کرتے
طبیعت بھر آتی ہے - خدا کرے ہمارے ملک کے سب طلبا
اسی طرح راست خیال - راست عقیدت اور نیک مزاج ہوں -
گو آج یہ مجموعۂ خوبیہا دنیا میں اپنے دوستوں کا ساتھہ دینے کو
موجود نہیں ہے - مگر دعا ہے کہ اس کی قابل تقلید مثال کا
نیک اثر اس کے ہم مکتبوں اور دیگر ہم خیال دوستوں کے دلوں
پر ہمیشہ قائم رہے اور خدا اس کو جنت نصیب کرے *

دیا نرائن نگم
از کانپور

سیتا جی

تنش جز پیرہن عریاں ندیدہ
چو جاں اندر تن و کس جاں ندیدہ

ہندوستان کی عورتوں کی سرتاج مہارانی سیتاجی
ہمیشہ تک یادگار زمانہ رہیگا - اور گو اس عصمت اور ع

کي دیوي اور پاکدامني کي مورت کے حالات هندوستاني میں گھر گھر معلوم هیں اور آج بھي یہاں کي مستورات کے لئے چراغ هدایت کا کام دیتے هیں - تاهم اُن کي پُرسبق زندگي چاهے جتني بار دُهرائي جائے - کبھي لطف - دلچسپي اور فائدہ سے خالي نہ هوگي - هندوستان کي پاکدامن وفا شعار اور شوهر پرست مستورات میں اُن کا رتبہ سب سے بڑهہ کر ھے - حالانکہ یہاں کي هزارها پاکدامن عورتیں اپني عصمت قائم رکھنے کے لئے جلکر خاک میں مل گئي هیں - هزاروں نے محلوں کے دریچوں سے کود کر اپني جان دیدي ھے - مگر پھر بھي جتنے سخت امتحانات - مصائب اور مشکلات سیتاجي کو اپني زندگي میں درپیش آئے اور کسي کو نہیں دیکھنے پڑے اور ساتویں دشمن کو بھي نصیب نہ هوں - اور جس صبر جس استقلال - جس متانت اور مردانگي سے انھوں نے اپني غیر معمولي مشکلات جھیلي هیں اُس کي مثال اور جگہ نہیں دیکھہ پڑتي ھے - آج هم اُن کي پاک اور بے لوث زندگي پر ایک سرسري نظر ڈالتے هیں - اور هم کو اُمید ھے کہ انصاف پسند ناظرین خود قائل هو جائینگے کہ جس عزت اور ادب سے آج کے دن بھي اُن کا نام لیا جاتا ھے بیشک وہ اسي کي مستحق هیں *

سیتاجي کي زندگي کا کوئي پہلو ایسا نہیں ھے کہ سبق دہ نہ هو - کوئي واقعہ نہیں کہ نتیجہ خیز نہ هو - کوئي حال نہیں کہ ادب آموز نہ هو - کوئي تذکرہ نہیں جو

قابل تقلید نہ ہو - چھوٹي سے چھوٹي بات اور ذرا سے ذرا واقعہ
بھي اخلاقي سبق سے خالي نہیں ہے - معلوم ہوتا ہے کہ اُن کي
پاک زندگي دنیا کي ہدایت ہي کے لئے پیدا کي گئي
تھي - اُن کي پاکدامني کي زبردست مثال اور اُن کي ذات پاک
پر یہاں کي عورتیں جس قدر ناز کریں درست ہے - کیونکہ
عصمت و عفت - لیاقت و متانت - ہمت و استقلال - رحم
و انصاف - عقل اور فہم - عادت و اخلاق - وضع اور قطع - غرض
جو کچھہ اور جس قدر کہ دنیا کي اعلی ترین عورت میں ہوسکتا
ہے - اُس کي ایسي زبردست نظیر مشکل سے مل سکتي ہے *

سیتاجي کے مولد و منشا ہونے کي عزت جنک پور
کو حاصل ہے - جو کسي وقت راجہ جنک کا دارالخلافت
تھا - جن کے علم و فضل کي شہرت آج تک ہندوستان
میں گونج رہي ہے - جنک پور کا دربار اس وقت علم
کي قدرداني اور علما کي حوصلہ افزائي کے لئے مشہور روزگار
تھا - دربار میں ہمیشہ علم ہي کا چرچا رہا کرتا تھا اور دور دور کے
عالم و فاضل راجہ کے یہاں ہر چہار طرف سے آکر جمع ہوا کرتے
تھے - مہاراجہ جنک نے اپنی آنکھوں کي پتلي سیتاجي
کو جو تعلیم دي ہوگي اُس کا اسي سے اندازہ ہو سکتا ہے -
قدیم ہندوستان میں لڑکیوں کي تعلیم لڑکوں سے مختلف
ہوا کرتي تھي - اور سیتاجي کي بھي انہیں قواعد کے مطابق
ہوئي ہوگي - اس میں بہت عجیب و غریب باتیں جو فی
زمانا ہند میں معدوم ہوگئي ہیں شامل رہتي تھیں - گھر

گرستي اور خانه داري کے لوازمات با قاعدہ سکھلائے جاتے تھے * بہت ایسے کار آمد چٹکلے بتلائے جاتے تھے کہ جن سے اس وقت کي خاتونیں اپنے شوهروں کي دلچسپي اور خوشي کي خاطر کوئي سامان مہیّا کرسکیں - اُن کي تعلیم عموماً بہت وسیع اصولوں پر هوا کرتي تھي - بہت سي باتیں جن پر اب بالکل توجه نہیں هے اور بہت سے ایسے هنر جو اب برے تعلقات کے سبب مذموم سمجھے جاتے هیں - اس وقت لڑکیوں کي تعلیم میں داخل تھے - شاهزادي سیتا کي تربیت ایک خاص امتیاز سے هوئي تھي - اور باوجود اس لاڈ اور پیار کے جو مہاراجه جنک اور اُن کي راني کو اُن کے ساتھہ تھا - اُن کي تعلیم میں کسي قسم کي خامي نہیں هونے پائي تھي - گرستي کے معمولي فرائض اور روز مرہ کے خدمات میں بھي وہ ویسي هي مستعد تھیں جیسے که زندگي کے اعلیٰ فرائض کے لئے *

جنک جي کي خدمت ایک غریب مگر نیک لڑکي کي طرح وہ بڑي سرگرمي سے کیا کرتي تھیں - ان خدمات کو جو سیتاجي بڑي خوشي اور شوق کے ساتھه روز مرہ بلا ناغه انجام دیا کرتي تھیں - آجکل کي شاهزادیاں شاید ننگ و عار سمجھیں - ذرا ذرا سے کام خود کرنا ان کا روز کا معمول تھا - مثلاً جنک جي کي پوجا کے لئے کل سامان یه خود کیا کرتي تھیں - اور روز اپنے هاتھه سے زمین پر چوکا دیا کرتي تھیں *

خیر اسي طرح پر درس و تدریس علمي اور عملي سبق آموزي میں بچپن گذرا - اب وہ وقت آیا کہ جنک جي کو شادي کي فکر هوئي اور یہ خواهش هوئي کہ یہ دُر یکتا کسي یگانۂ روزگار کو نصیب هو - شادي کے وہ لوازمات بلکہ قیدیں جو آجکل ضروري هوگئي هیں اُس وقت خواب و خیال میں نظر نہیں آني تهیں - آج هم اُس وقت اور اپنے بدنصیب زمانہ کا مقابلہ کرتے هیں تو زمین و آسمان کا فرق نظر آتا هے - شادي کا وہ اندهادهند طریقہ جو آجکل لازمي اور لابدي هوگیا هے اُس وقت ناپید تها - افسوس زمانہ نے ایسا بلٹا کهایا کہ اگلے وقتوں کي کل عمدگیاں معدوم هوگئي هیں - سیتاجي کي عمر شادي کے وقت میں صحیح صحیح نہیں کہہ سکتا هوں - مگر مجهہ کو یاد هے کہ کسي مقام مستند میں ۱۸ برس کهي گئي هے - بهر حال سیتا جي کے مختلف کلاموں اور گفتگوؤں سے جو انهوں نے اپني سهیلیوں اور خود اپنے دل سے کیں - یهي ثابت هوتا هے کہ جنک جي نے ان کي شادي میں کسي قسم کي جلدي یا تعجیل نہیں کي تهي - اور بهي بهت سي باتیں هیں جو اس امر پر دلالت کرتي هیں - اور جہاں تک هم نے تلاش کي هے سیتاجي کي بیجا کمسني میں شادي هونے کا کوئي ثبوت نہیں ملتا هے - غرض کل حالات اس بات پر متفق هیں کہ سیتاجي اپني شادي کے وقت کیا بلحاظ عمر اور کیا باعتبار لیاقت. هر طرح سے شادي کي بهاري

ذمہ داریاں اور اپنے بڑے مرتبہ کي خدمات انجام دینے کے
لئے پورے طور سے تیار تھیں - جس طرح سے کہ اُن کي شادي
مہاراجہ رامچندرجي کے ساتھہ ہوئي سب کو معلوم ہے -
اور ہم کو اس قصہ کے دھرانے کي ضرورت نہیں ہے -
اجودھیا آکر جس سچي خوشي سے ان دونوں پاک نفسوں کے
برسوں گذرے وہ ہر ایک کو نصیب ہو - حقیقت یہ ہے
کہ شادي کے ساتھہ ھي رامچندر جي اور سیتا جي ایک جان
دو قالب ہوگئے - ان کي علٰحدہ علٰحدہ زندگي اُسي دن
منقطع ہو گئي اور دونوں ایک ھي زندگي جینے لگے - واقعي
ہم کو ان پاک ذاتوں کو واحد ھي خیال کرنا چاھئے - کیونکہ ایک
دوسرے کي نیکي کا اِس قدر باھمي اثر پڑا کہ ہم یہ نہیں کہہ
سکتے کہ کون سي صفت سیتا جي میں اُن کي خاص ہے اور
رام جي میں کون سي خصوصیت صرف انہیں کي علٰحدہ ہے -
ایک نے دوسرے کي طبیعت پر سونے پر سوھاگے کا کام دیا *

ان کے آرام و آسائش کے لئے اُس وقت مہاراجہ دسرت
سے چکرورتي راجہ کي دولت اور دباؤ - روپیہ اور ذریعہ سے
جو کچھہ مہیا ہو سکتا تھا سب موجود تھا - آپ کے محل خاص
کي جھلک جادونگار بالمیک نے ہمیں صرف ایک ھي بار
دکھلائي ہے اور وہ بھي کچھہ یوں ھي سي - مگر اس پر بھي
اُس کي شان و شوکت - تزک و احتشام - ساز و سامان -
رونق اور سجاوٹ دیکھہ کر چکاچوند ہوجاتا ہے اور دیر تک
اس پر نگاہ نہیں ٹھہر سکتي - سیتاجي کے پینے کے لئے

جنگ پور سے کملا کا پاني هميشه آيا کرتا تها تاکه طبع مبارک پر تبديل آب و هوا کا برا اثر نه پڑے - اس عيش و کامراني ميں بهي سيتاجي نے نيکي اور رحم کے فرائض ميں کبهي سرِ مو بهي پہلو تهي نہيں کي - هر کس و نا کس کے ساتهه ان کا برتاؤ دنيا کي عورتوں کے لئے ايک قابل تقليد نمونه هوگيا هے - اور اِس قسم کي باتيں ميرے نزديک هندوستان کي اعلى ترين ميراث هيں *

اب وه مشکل وقت آيا که جب رامچندر جي کو يکايک جلا وطني کا حکم هوا - اور جس روز اُن کے سر پر تاجِ خسروي اور لباسِ شاهي زيبِ تن هونے کو تها - جس روز ساري اجودهيا هر دلعزيز وليعهد کي تخت نشيني کي خوشي منانے کو تهي - اُسي روز اُن کو جامهٔ گدايانه پهننے اوا بن رهنے کو تجويز هوا - جس خوشي - مستعدي اور خنده پيشاني سے يه باپ کے قول نباهنے پر تيار هوگئے - جس طرح پيارے باپ نے اُن کے بروگ ميں جان ديدي اور جو تهلکه که ساري اجودهيا ميں اس واقعهٔ جانکاه سے پڑگيا تها - سب کو معلوم هے - هماري اس وقت اس درد ناک سين کے اُس پہلو پر نظر هے که جس ميں رامجي سيتاجي کو گهر ميں رهنے اور ساس سسر کي خدمت کرنے کے لئے صلاح دے رهے هيں - رامجي انهيں بن کي زندگي کے مصائب - مشکلات اور تکليفات سوجها رهے هيں اور دشرت اور کوشيلاجي اُن کے قيام کے لئے اصرار کر رهے هيں - سمنت وزير اور گرو بشست کهه رهے هيں - که جنگل ميں تنها سيتاجي کا رامچندرجي

کے ساتھہ جانا کسي طرح مصلحت نہیں هے - یہ ایسا مشکل وقت تھا کہ بڑي بڑي عاقلہ اور مستقل مزاج عورتیں هراساں هوجاتیں - بڑا شش و پنچ کا باعث یہ تھا کہ ساس سسر کي اطاعت بھي فرض هے - گرو کے بھي احکام واجب التعظیم هیں - جنگل کي مصیبتوں کا خیال خود هي ایسا تھا کہ بڑوں بڑوں کے دل هلجاتے - مگر جس مستعدي - استقلال اور جلدي کے ساتھہ مہاراني سیتاجي نے ایسے مشکل اور هراساني کے وقت جبکہ اور سب پر بدحواسي کا عالم تھا - اپنا ارادہ مضبوط کرلیا - وہ سچ تو یہ هے کہ آپ هي اپني نظیر هے - مانا کہ اس گھبراهٹ کے وقت یہ بڑي تسلي اور مدد تھي کہ رامچندرجي نے نہ جانے کے لئے کوئي صریح حکم نہیں دیدیا تھا ورنہ مشکل هوتي - مگر اس کے لئے بھي سیتاجي کو بڑي کوشش کرنا پڑي - جس متانت سے اُنھوں نے کل اعتراضات کو رد کیا اور جس زور اور خوبي کے ساتھہ اُنھوں نے ساتھہ چلنے اور رنج و خوشي دونوں میں شریک هونے کا حق ظاهر کیا - وہ خود اُن کي لیاقت اور بردباري کا سب سے بڑا ثبوت هے - رنواس کے آرام و آسائش کي عادي شہزادي جس گرم جوشي اور مستعدي سے پیادہ پائي کي مصائب اور بن باس کي تکالیف برداشت کرنے کو راضي هوگئي - وہ خود ایک بڑي بات هے - اور لطف یہ کہ اس خوفناک تبدیلي سے اُن کے دل پر کچھہ اثر نہ هوا - اُنہیں صرف رامچندرجي کے ساتھہ رهنے کي آرزو تھي - وہ پوري هوگئي - اور کسي تکلیف

و آرام کا کیا خیال تھا ؟ اُنھوں نے اپنا کل زیور و اسباب چلتے وقت غربا کو تقسیم کردیا - اور وقت رخصت پر سیتا جي نے اپني ساس سے صرف یہي کہا کہ " میري بد قسمتي ھے کہ میں آپ کي زیادہ خدمت نہ کرسکي " - بس اس کے سوا ان کے دل میں کسي قسم کے ملال کا خیال بھي نہ تھا *

جنگل میں پہنچکر سیتاجي نے بہت سے کام اپنے ذمہ لئے کہ جن میں سے مُنی پتنیوں یعنے فقرا اور رشیوں کي عورتوں کي خدمت خصوصیت سے ذکر کے قابل ھے - خیرات اور نیک کاموں اور غربا پروري کا اس قدر شوق تھا کہ راج گدي یعنے تخت نشیني کے بعد جب مہاراجہ رامچندر جي نے سیتاجي سے بردان مانگنے کي درخواست کي تب اُنھوں نے یہي خواھش ظاھر کي کہ مجھہ کو مُنی پتنیوں کو کپڑے تقسیم کرنے کي اجازت ملے *

اِسي طرح پر جنگل کي زندگي کے ھزاروں واقعے ھیں کہ جنکے مفصل بیان کے لئے ایک دفتر چاھئے - اِن کے اوصاف در حقیقت اس مصیبت ھي کے زمانہ میں بخوبي روشن ھوئے - اور اس کے بعد لنکا میں جو جو مصیبتیں اُنھوں نے جس ھمت اور استقلال سے جھیلیں اس سے اُن کے صفات ظاھري و باطني کا حال معلوم ھوتا ھے - برداشت کي یہ کیفیت کہ باوجود ھزاروں مصیبتوں کے کبھي حرف شکایت زبان پر نہ آیا - لنکا کي خوفناک عورتیں راونؔ کے حکم سے انھیں طرح طرح

کي ايذا رساني کيا کرتي تهيں - ان کي آٹهه پهر کي اذيتيں
اُن کي زندگي کو وبالِ جاں کئے تهيں - وہ اُن کو اتنا حيران
و پريشاں اور اس قدر دق کيا کرتي تهيں که ايک آدهه بار
اُنهوں نے خود کشي کا ارادہ کيا - مگر پهر آسے گناہ اور رامچندر
کي تکليف کا باعث خيال کر کے اِس سے باز رهيں - لنکنيوں
کو درکنار راون تک کو سيتاجي نے اپني زبان سے کبهي کچهه
نهيں کها - بهت تنگ هونے پر صرف اس قدر کهديا کرتي
تهيں که " تم تنگ کرو - مار ڈالو - کها جاؤ - چاهے کچهه کرو - ميں
راون کو هرگز قبول کرنے کي نهيں " - جب راون خود آتا
اور دهمکياں ديتا تها - تو اس وقت يه بڑي جرأت اور متانت سے
يه کهديا کرتي تهيں که " ميں رامچندرجي سے اس طرح ملي
هوں جيسے سورج سے اُس کي کرنيں اور روشني - اور کسي طرح
علحدہ نهيں هوسکتي " *

مگر نيکي اور رحمدلي - اخلاق اور کرم کبهي بيکار اور
بے اثر نهيں هوئے هيں - آخرکار لنکا کے سخت اور هيبتناک
موذيوں کو بهي سيتاجي نے اپنے اخلاق اور نيکي سے فتح
کرليا - اور ان کو اپنے برتاؤ سے اس قدر خوش کرليا که ان ميں
سے اکثر ان سے دوستانه ماننے لگيں اور يهاں تک که ان کو روز کي
لڑائي اور راون کے دربار کا حال روز مرہ بتلا جايا کرتي تهيں -
يه نيک مزاجي - حلم اور خلق اُن کے طبعي مزاج کے جزوِ
اعظم تهے - نه که اس وقت مصلحت وقت کے خيال سے
اِختيار کرلئے گئے تهے - اس کے ثبوت کے لئے هم کو کهيں دور

نہیں جانا ہے - کیونکہ فتح لنکا کے بعد جب هنومان جي فتح کي
خوشخبري دینے اور انہیں بڑے تزک و احتشام سے لیجانے کے
لئے آئے - تب اس مژدہ کي خوشي میں سیتاجي نے اُن سے
کہا کہ مانگو جو کچھہ مانگنا هو - هنومان اُن کي مصیبت اور
اذیت کي کیفیت ایک دفعہ خود اپني آنکھوں سے دیکھہ
گئے تھے اور اُن کے دل میں اس ظالمانہ برتاؤ کے انتقام کي
خواهش سمائي هوئي تھي - بھلا اس کے سوا اور کیا مانگتے ؟
یہي کہا کہ آپ مجھہ کو اجازت دیں کہ میں ان سب کو آپ کے
روبرو هي مار ڈالوں - سیتاجي نے اِس وقت اس عالي همتي
اور رحمدلي سے جو همیشہ ان کي خصلت تھي- یہي کہا کہ "نہیں -
انہیں معاف کرو - ان کو هرگز تنگ مت کرو - یہ دوسرے
کي نوکر تھیں " *

اُن کي عالي همتي اور فراخ دلي کي اَور بہت سي
مثالیں موجود هیں - بن‌باس هو نے کے بعد بھي یہ کیکئي اور
بھرت جي سے اُسي عزت - اور محبت سے پیش آتي رهیں -
جیسے کہ جلاوطني سے پیشتر *

جب رام جي نے انہیں کل زیور اُتارنے اور فقیروں کا
سا لباس پہننے کو کہا تھا تب بھي یہ اُن کي تعمیل حکم کے
لئے فوراً تیار هوگئي تھیں - کیونکہ جب رامچندرجي نے وہ
وضع اختیار کي تو اُنہیں کیا عذر تھا ؟ اور اُن کے حکم کي
خوشي سے تعمیل کردي هوتي اگر گرو بشسشٹ اور راجہ دشرت

بڑے زور و شور سے اُن کی تردید نہ کرتے - گروجی نے کہا کہ رامجی کے ہوتے سیتاجی کو جوگیا بستر ناجائز ہے - اور مصیبت زدہ راجہ نے کہا کہ میں نے سیتاجی کو بن باس نہیں دیا ہے *

اس کے بعد جب بن میں سب لوگ معہ کیکئی اور بھرت جی کے انہیں واپس بلانے کی غرض سے آئے اس وقت بھی انھوں نے جس شوق سے اپنی سگی ساس کوشیلاجی کی خاطر و مدارات کی - اُسی ذوق سے کیکئی‌جی کی کی کہ جن کی بدولت اُنہیں یہ سب مصیبتیں جھیلنا پڑیں - اسی طرح اُن کی صفائی قلب کے اَور بہت سے ثبوت موجود ہیں - کیکئی‌جی کی شکایت حاضر و غائب اُنھوں نے کبھی نہیں کی - اور نہ اُن کے دل میں اُن کی جانب سے کوئی خیالِ بد تھا - اُس میں تو صرف رامچندرجی کی محبت جا گزیں تھی - گو سیتاجی کو اُن کے آرام و آسائش کی کوشش میں بارہا سخت تکلیفیں اُٹھانا پڑیں - مگر یہ اپنی جانبازی اور دل سوزی سے دمِ آخر تک نہ باز رہیں *

ایک بار کا ذکر ہے کہ جنگل میں رامچندرجی سو رہے تھے اور آپ قریب بیٹھی تھیں کہ ایک جنگلی پرند اُن کی طرف جھپٹا اور پیر میں اس زور سے چونچ ماری کہ فوراً خون بہنے لگا - مگر اس بڑی تکلیف کو یہ خاموشی سے برداشت کر گئیں - رامچندرجی کو اُن کے آرام میں فرق ہونے کے خیال سے نہیں جگایا - اس کے علاوہ اور بہت سے واقعے ہیں کہ جن سے

اُن کي اُس بڑي محبت کا جو اُن کو رامچندر جي کے ساتھہ تھي هم کو اندازہ هوتا هے - یہ بات بھي قابل ذکر هے کہ انھیں رامچندرجي کے خلاف تاعمر کبھي کسي قسم کي بدگماني کیا سوے ظن کا شان و گمان بھي نہیں هوا - اُن کو همیشہ اِن پر اعتمادِ کُلّي رهتا تھا - اور ان کي سچائي میں اُنھوں نے زندگي بھر کبھي شک نہیں کیا - اور خود اتنا خیال تھا کہ جب خفیہ طور سے لنکا پہنچنے پر هنومان‌جي نے یہ کہا کہ آپ میرے کندھے پر هولیں اور میں آپ کو رات کو آنکھہ بچاکر یہاں سے نکال لیجاؤنگا اور رامچندرجي کے پاس پہنچادونگا - اُس وقت سیتاجي نے بڑي نفس کشي کر کے اُس سے محض اس لئے انکار کیا کہ غیر مرد کا بدن چھونا پڑیگا - ممکن هے یہ بھي خیال هو کہ خود رامچندرجي هي فتح کر کے لیجاویں تب بات هے *

سیتاجي میں ایک اور حیرت ناک بات یہ تھي کہ بڑے بڑے جانکاہ حادثوں میں بھي کبھي اُن کے حواس خطانہیں هوئے - صفاتِ ذاتي اور اوصافِ قلبي کے ساتھہ هي ساتھہ عقل اور دماغ کي تمام خوبیاں بھي ان میں اس درجہ اکٹھي هوگئي تھیں کہ جن سے اُن کي نیکي اور رحمدلي - خوش خلقي - اور فراخ دلي وفا شعاري پر گویا سونے پر سوهاگا هوگیا - جو قدرت کہ انھیں حواس پر اور جو ملکہ کہ اُن کو عقل اور فہم پر حاصل تھا اس کا پتہ هم کو صرف اِس سے ملتا هے کہ جس وقت اُن کو راونؔ اُٹھا لیگیا تھا - اس گھبراهٹ اور

مصیبت کے وقت بھي اُن کے حواس بجا تھے - اور یہ راستہ بھر اپنے زیور اس غرض سے ڈالتي گئي تھیں، کہ شناخت اور تلاش میں سہولیت اور سراغ رساني میں آساني ھو - جب ھنومان‌جي لنکا میں خفیہ طور پر اُن کے پاس گئے اور اپنے تئیں رامچندرجي کا پیغامبر بتلا کر نشاني کے لئے رامچندرجي کي انگشتري دکھلائي - اُس وقت اُنھوں نے حقیقت حال اور اُن کي صداقت دریافت کرنے کے لئے جو جو جرحیں اور سوالات کئے ھیں وہ ان کي عقلمندي - ضبط اور لیاقت پر دلالت کرتے ھیں - راون کي چالاکي اور مکاري سے بعید نہ تھا کہ کسي کو مصنوعي پیغامبر بناکر اِن کا دل ٹٹولنے کے لئے بھیجدیتا - اُنھوں نے ھنومان جي کو پیشتر کبھي دیکھا نہ تھا - اتني بڑي عاقلہ ھوکر یہ فوراً یقین کرتیں تو کیونکر ؟ ھجراں نصیب دل میں رامچندر جي کا حال دریافت کرنے کا شوق حد کو پہنچ گیا تھا - مگر عقل مانع تعجیل تھي اور عقل ھي نے اس دلي جوش پر فتح پائي •

سیتا جي کا یہ تذکرہ ادھورا ھے - ھمارا ارادہ تھا کہ ھم ان کي دنیاوي زندگي پر ایک سرسري نظر ڈالیں - مگر زیادہ طوالت کا خوف مجبور کررھا ھے کہ اس وقت کے لئے یہ پاک تذکرہ یہیں پر ختم کیا جائے - اُمید ھے کہ سیتا جي کي پاک اور عدیم المثال زندگي کا مختصر ذکر بھي دلچسپي اور سبق سے خالي نہ ھوگا •

دیانرائن نگم }

نادر شاہ

معتبر تاریخوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤرخوں نے نادر کی ابتدائی حالت مفصل بیان کرنے میں خاموشی سے کام لیا ہے - اور حقیقت تو یوں ہے کہ اگر وہ کوئی خاندانی رئیس - سلطان ابن سلطان یا امیر ابن امیر ہوتا - تو اس کے ابتدائی سوانح عمری بیان بھی کئے جاتے - مگر جبکہ محض اُس نے اپنی جرأت اور بہادری ہی سے ایشیا کو تھرّا دیا تو اس کی فتوحات کے کارنامے جو اب تک زمانہ کے صفحات پر جگ جگ کررہے ہیں بیان کرنے مناسب معلوم ہوتے ہیں *

ابتدائی حالت اگر کچھہ مؤرخین نے بیان بھی کی ہے تو وہ صرف اتنی ہے کہ نادر قبیلۂ افشار میں سے اور امام قلی کا لڑکا تھا - ایک مؤرخ لکھتا ہے کہ اس کا باپ اپنی قوم میں نہ تو صاحب اعتبار ہی تھا اور نہ کوئی منصب جلیل رکھتا تھا - خود نادر نے بھی کبھی بزرگی نسب کا دعویٰ نہیں کیا - اس طرح سے اس کا حسب و نسب تاریکی میں ہے - اور بقول اس کے " نادر شاہ پسر شمشیر - شمشیر پسر زادۂ شمشیر ہم چنیں تا ہفتاد بار بشمار " ٹھیک ہے - بہادر کے ماں باپ تلوار ہی ہوتے ہیں - لیکن اُس کا خوشامدی مؤرخ میرزا مہدی - جس نے نادر کے واقعات عمری اور محاربات کے حالات قلمبند کئے ہیں - لکھتا ہے کہ نادرشاہ کا باپ اپنی

قوم میں ایک معزز شخص تھا - اور اس طرح سے حقیقت کو
مٹاتا ہے - گوہرِ شاہوار کي قدر و قیمت اس کے رنگ و
خوبي کے لحاظ سے ہوتي ہے - نہ معدن کے سبب سے -
سر جان مالکم اپني مبسوط تاریخ ایران میں لکھتے ہیں کہ نادرشاہ
اوائل حال میں پوستیں دوز تھا اور اسي پیشہ سے اوقات بسري
کرتا تھا - چونکہ رذیل الکسب تھا - اس لئے اس کي صحبت
بھي اپنے ہمپیشہ لوگوں سے تھي - جب محمد شاہ بادشاہ
ہندوستان کي لڑکي سے نادر نے اپنے بڑے بیٹے کا نکاح کرنا
چاہا - تو بیٹي والوں نے کہلا بھیجا کہ ہمارے یہاں یہ رسم ہے
کہ داماد اپني سات پشت شمار کرایا کرتا ہے - نادر نے قاصد سے
کہا کہدو کہ آپکا داماد نادر شاہ کا بیٹا ہے اور نادر شاہ تلوار کا بیٹا
ہے اسي طرح ہفتاد پشت شمار کرلو - ایک معتبر ایراني
مؤرخ اس طرح سے لکھتا ہے کہ نادرشاہ سنہ ۱۱۰۰ ھ میں
خراسان کے دیہات میں پیدا ہوا - ۱۷ سال کي عمر میں
ازبکوں کے ہاتھہ مع اپني ماں کے گرفتار ہو کر چار سال تک
مقید رہا - اس کي ماں تو قید کي تکالیف برداشت نہ کر کے
محبس ہي میں چلبسي - نادر خدا معلوم کن ترکیبوں سے
رہائي حاصل کرکے نکل بھاگا - بعد ازاں خراسان کے ایک امیر
بائل بیگ کے یہاں نوکر ہوا - امیر کو قتل کر کے اُس کي
لڑکي کو بھگا لیگیا - اور نکاح کرلیا - رضا قلي میرزا اسي بیگم کے
بطن سے تھا - اُس وقت میں نادر کي عمر ۳۱ برس کي تھي -
تھوڑے عرصہ کے بعد اُس نے آوارہ اور بدمعاش لوگوں کي ایک

جماعت اکٹھي کرلي اور اُن کا سردار بن کر اطرافِ خراساں میں غارتگري شروع کي ۔ اور طرح طرح سے لوگوں کو ستایا اور دق کیا - رفتہ رفتہ اِس کي بے جگري کے کارنامے صوبہ دارِ خراساں کے کانوں تک بھي پہنچے - صوبہ دار نے نادر اور اس کے ڈاکو ساتھیوں کو فوج میں بمصلحت بھرتي کرلیا - اس وقت ازبکوں سے لڑائي پیش آئي - نادر کو تو اس لڑاکا قوم سے قدیمي بغض تھا - خوب ھي جان توڑ کر لڑا اور ایسي شکست دي کہ جب تک نادر زندہ رھا وہ بارادۂ غارتگري ایران کي طرف نہیں آئے - صوبہ دار نے خوش ھوکر امارت اور مالداري پر ترقي کردي - لیکن تھوڑے عرصے بعد صوبہ دار نادر کي نابنجار حرکات سے رنجیدہ ھوگیا - اور بہت کچھہ برا بھلا کہہ کر نکالدیا - نادر پیچتاب کھاتا ھوا مشہد چلا گیا - اس وقت میں نادر کا چچا قلات میں افشار کے چھوٹے سے گروہ کا سردار تھا - نادر مشہد سے سیدھا اُس کے پاس گیا اور تھوڑے دنوں تک اُس کے پاس قیام کیا - لیکن چچا صاحب بھي بھتیجے کي پاجیانہ حرکات سے تنگ آگئے - اور بہت ھي خشمناک ھوکر قلعہ سے نکل جانے پر مجبور کیا - غرض جہاں گیا اپني تلون مزاجي اور بیہودہ حرکات سے جمکر نہ رہ سکا * * شعر *

ایسي بھي کیا تمھاري تلون مزاجیاں
قائم نہ تم رھو نہ تمھاري زباں رھے

پھر وھي سابق کا پیشہ اختیار کرلیا - پہلے کے دوست و احباب کو جمع کرکے قزاقي اور لوٹ مار شروع کردي - اور پیشتر کي

نسبت گروہ کثیر اکٹھا کرلیا - ایران اس وقت افغانوں کي غارت
گري اور آئے دن کي لڑائیوں سے نیم‌جاں هو رها تها - ادهر
نادر لوٹ مار سے اور ناک میں دم کررها تها - سلطنت صفویہ
کے لئے واقعي یہ وقت بڑي مشکل کا تها - لیکن ابهي افغانوں
کے ایران میں پورے طور سے قدم نہیں جمنے پائے تهے - البتہ
اُن کي دست درازیوں سے ملک میں نت نئے هرج پیدا هوتے
رهتے تهے - غرض کہ اُس زمانہ میں هر طرف شور و غوغا برپا
هو رها تها - اب نادر کي سنئے - اُس کي شجاعت و چالاکي کے
سبب سے بہتیرے زبردست ڈاکو اُس کے جهنڈے کے نیچے
جمع هوگئے - اور رفتہ رفتہ یہ گروہ ایسا مضبوط هوگیا کہ سلطنت
صفویہ کے واسطے افغانوں سے بهي زیادہ مہیب ثابت هوا - اور
تهوڑے هي عرصہ میں نادري گروہ نے اهالیانِ خراساں کو
آگهیرا - اور اُن سے ایک کثیر رقم لیکر چهوڑي - جب نادر
کے چچا نے دیکها کہ نادر کا اقتدار روز بروز بڑهتا جاتا
هے خوف زدہ هوا - اور ایک خط نادر کو لکها کہ اگر اس
خانہ بدوشي کي زندگي اور لوٹ مار سے باز آکر شاہ
طہماسپ کي مدد کرو اور اس کو جنگِ افاغنہ میں مدد دو - تو
ایک پنتهہ دو کاج هے - تمهاري بهادري کي دهوم مچ
جائیگي اور شاہ مشکور هوگا وہ الگ - نادر بہت خوش هوا
اور اُس نے جواب دیا کہ مجهے منظور هے - لیکن حضرت شاہ
میرے قصور کاهے کو معاف کرینگے ؟ اگر عفو کا وعدہ هو جائے تو
بسر و چشم حاضر هوں *

یہ بھي بآساني طے ھو گیا - نادر شادان و فرحاں قلات کي جانب روانہ ھوا - اپنے چچا کو ھمیشہ چونکہ سدّ راہ سمجھتا رھا تھا اور ایک پرانا کینہ بھي تھا کہ اُس نے قلات کے قیام میں نکالدیا تھا - لہذا وقت کو غنیمت جان کر قتل کر ڈالا - اور اس طرح جہاں اور بیگناہ خون کئے تھے وھاں نامۂ اعمال میں یہ بھي درج کرالیا - تمام اُمور سے فراغت حاصل کرکے افغانوں کي طرف متوجہ ھوا - تائیدِ ایزدي شاملِ حال تھي - اور نادر کے ھاتھوں افاغنہ سے ایران کي خلاصي مقدر ھوچکي تھي - بري طرح شکست دیکر نکالدیا - شاہِ ایراں نے بیحد نوازش فرمائي - اور سلطنتِ فارس نے خدا خدا کرکے نادر کي بدولت آفت سے نجات پائي - لیکن اس آفت سے شاہ طہماسپ صفوي کو نادر کے ساتھہ اس کي دانائي اور شجاعت کي وجہ سے ایک گونہ حسد سا ھوگیا *

نادر افغانوں کے فتنہ کو فرو کر کے ایک دوسری مہم میں مشغول تھا کہ شاہ نے ایک فرمان واپس آنے کے واسطے بھیجا - نادر نے لڑائي چھوڑ کر آنے سے اِنکار کیا - بادشاہ بے مایہ نے اراکینِ دربار کے رو برو نادر کو باغي و خائن کے الفاظ سے یاد کیا - یہ خبر اُڑتے اُڑتے نادر کو بھي جا پہنچي - پھر نادر فوج لیکر اصفہان پر چڑہ دوڑا اور بادشاہ کو مجبور کیا کہ جو شرائط میں تجویز کروں اُن کو منظور کیجئے - اسي میں خیر ھے - بندھا خوب مار کھاتا ھے - شاہ نے ناچار جیسا نادر نے کہا منظور کیا - اس وقت سے طہماسپ کا اگر کچھہ

اختیار بھی تھا تو وہ بھی جاتا رہا - مگر نادر اس کے ساتھہ اُس وقت تک کہ سلطنت غصب کرنے کا وقت آجائے - احترام سے سلوک کرنا چاھتا تھا - لیکن جوڑ توڑ سے غافل نہ رھا - اور خراسان کی فتح کے بعد تو کھلم کھلا حرکات و سکنات سے اراکین دربار اور رعایا پر ظاھر کردیا کہ میرے آگے بادشاھی حکم کوئی وقعت نہیں رکھتا - مانند ارد شیر بابکان کے نادر بھی رات کو جو خواب دیکھا کرتا - صبح کو منجموں سے اس کی تعبیر پوچھتا - ایک دفعہ دیکھا کہ ایک چار شاخ کی مچھلی ھے - لوگ ھرچند اس کو پکڑنا چاھتے ھیں - لیکن وہ ھاتھہ نہیں آتی - نادر نے بسہولت اُسے پکڑ لیا منجموں نے اس کی تعبیر میں سلطنت کی مبارکباد دی - لیکن مرزا مہدی لکھتا ھے کہ چار شاخ کی مچھلی سے مراد اُن چار ممالک سے ھے - جو بعد ازاں نادر کے قبضہ میں آئے - ایران - خوارزم - ھندوستان - توران *

جب طہماسپ نے دیکھا کہ شامت اعمال سے بادشاھت برائے نام ھی رہ گئی- تقدیر پر راضی ھوکر ایک تاج شاھی مرصع بجواھر اور چار بڑے بڑے شہروں خراسان - مازندران - سیستان - کرمان کی حکومت کا پروانہ نادر کے پاس ایک امیر کے ھاتھہ بھیجدیا - اور یہ بھی لکھا کہ آپ بادشاہ کا لقب بھی اپنے نام کے ساتھہ اضافہ کرلیجئے - نادر نے اور تمام بادشاھی عنایات کو تو قبول کرلیا - لیکن لقب شاہ کی نسبت خیال کیا کہ اس کے اختیار کرنے میں سوائے اس کے کہ دوسروں کو حسد ھو کیا فائدہ ھے ؟ دوسرے ابھی موقع بھی نہ تھا - لہذا اس عزت سے شکریہ کے ساتھہ انکار کیا *

پروفیسر مرزا حیرت صاحب ترجمۂ تاریخ ایران مصنفۂ سر جان مالکم میں تحریر فرماتے ہیں کہ اسي اثنا میں نادر کے بڑے بیٹے رضا قلي میرزا کي سلطان حسین مرزا مرحوم کي لڑکي کے ساتھہ شادي ہوئي - نادر نے اگرچہ سلطان کا لقب اختیار کرنے سے انکار کردیا تھا - لیکن ایک امر معظم مخصوصۂ سلاطین کو اختیار کرلیا - حکم دیا کہ جو روپیہ فوج کي تنخواہ میں دیا جائے اس پر ہمارا نام مسکوک ہوا کرے *

دولتِ عثمانیہ کا قبضہ اس وقت میں اطرافِ عراق و تمام آذر بائیجان پر تھا - ابھي نادري سپاہ افغانوں کے تعاقب کي زحمت سے بھي آسودہ نہوئي تھي کہ نادر تُرکوں کو ایران کے حدود سے نکالنے چلدیا - صحرائے ہمداں میں دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا - ترکوں نے شکست کھائي اور بیحد نقصان کے ساتھہ ہمدان سے ہٹا دیئے گئے - یہاں سے فراغت پاکر نادر آذربائیجان کي طرف متوجہ ہوا - اور تبریز و ارد بیل غرض اس طرف کے کل بڑے بڑے شہروں کو فتح کرلیا *

ترکوں کي شکست کي خبر قسطنطنیہ میں پہنچي - ینکچري[1] فوج نے اول وزیر جنگ کو قتل کیا - اور بعد ازآں

---

[1] عیسائیوں سے لڑائي میں جو لوگ گرفتار ہوکر آتے تھے - اُن کو قواعد سکھلا کر فوج میں بھرتي کرلیتے تھے - یہ ینکچري کہلاتے تھے - رفتہ رفتہ یہ فوج ایسي زبردست ہوگئي کہ شاہي خاندان میں سے جو شہزادہ ان کو کثرت سے انعام دینے کا وعدہ کرتا اُسي کو بادشاہ بنادیتے - سلطان محمود نے بالکل ان کو تباہ کردیا (مولف)

سلطان احمد ثالث کو تخت سے اتار کر اُس کے بھتیجے محمود خامس کو بادشاہ بنادیا - نادر نے رضا قلي خاں ایک معزز سردار کو سلطان محمود کے پاس پیغام دیکر بھیجا کہ آپ ترکوں کو آذربائیجان خالي کر دینے کي ہدایت فرما دیجئے - ورنہ مفت میں بندگانِ خدا کا خون ہوگا - نادر تو یہ کار روائي کر رہا تھا اور ادھر طہماسپ نے (جو امرا ئے دربار کے ہاتھہ میں کٹھہ پتلي بن رہا تھا) سلطان محمود کو تخت نشیني کي مبارکباد بھیجي - اور ابھي رضا قلي خاں کا نتیجۂ سفارت اور تہنیت نامہ کا جواب بھي نہ معلوم ہوا تھا کہ بادشاہ بیوقوف امرا کے بہکانے سے ایران پائے تخت آرمنییا کي طرف جو ترکوں کے قبضہ میں تھا محاصرہ کرنے چلدیا - لیکن نتیجہ کچھہ نہ ہوا - ترکوں سے شکست کھائي - اور نادر کي حذاقت و شجاعت سے جو دو چار شہر ترکوں کے ایرانیوں کے قبضہ میں آگئے تھے وہ بھي نکل گئے - اب بادشاہ سلامت کو صلح کي سوجھي - آخر جس قدر مقبوضات ترکوں کے ایرانیوں کے پاس تھے وہ سب دیکر جان چھڑائي - اور پانچ قصبے مضافاتِ کرمان شاہ سے احمد پاشا حاکم بغداد کو نذر کرنا پڑے جس کي سعي و کوشش سے صلح ہوئي تھي - اس ذلیل مصلحت سے ایران کي خوب ہي فضیحت ہوئي - اور دیگر سلطنتوں نے نظرِ حقارت سے دیکھا - نادر کو جب ان واقعات کي اطلاع پہنچي - سوچا کہ اب موقع غصبِ سلطنت کا آگیا - ایک فرمان تمام امرائے ایران کے نام بھیجا کہ ایسي نامردي کے ساتھہ

صلح کرلینے سے تو مرجانا بہتر تھا - میں فوج قاہرہ لیکر آتا ہوں - اور جس قدر ملک طہماسپ کي ناداني سے غیر ہاتھوں میں چلا گیا ہے - اس کو ذراسي دیر میں لے لیتا ہوں -میري فوج ظفر موج جس طرف کو جائیگي فتح اس کے ساتھہ ہوگي *

دشمنِ آتش پرستِ باد پیما را بگو

خاک برسر کن که آبِ رفته بازآمد بجو

اور بعد یہي پیغام سلطان محمود خامس کو بھي بھیجا که یا تو جس قدر ملک ایران کا لیا ہے واپس کردیجئے - ورنه لڑائي کے لئے طیار رہئے - احمد پاشا حاکم بغداد کو بھي یہي لکھہ بھیجا - ان سب اُمور سے فراغت پاکر اصفہان آیا - شاہ طہماسپ کو خوب ہي لعنت و ملامت کي اور بعد ازان دعوت کے بہانے سے بلا کر اُس کو قید کرلیا اور مع اس کي خواتین کے خراسان روانه کردیا - مرزا مہدي لکھتا ہے که اس وقت امرائے لشکر و امنائے کشور نے نادر کو تخت و تاج پیش کیا - مگر نادر نے دیکھا که ابھي تخت پر بیٹھنے کا موقع نہیں ہے - شاہ طہماسپ کے ہشت ماہه لڑکے کو عباس ثالث کا خطاب دیکر تخت پر بٹھا دیا اور خود امور سلطنت انجام دینے شروع کئے - یه واقعه سنه ١١٤٥ ھجري میں ہوا - مراسم جلوس وغیرہ سے فراغت پاکر عظیم الشان لشکر کے ساتھه بغداد کي طرف روانه ہوا *

احمد پاشا حاکم بغداد بڑا جنگ آزما اور بہادر سپاہي تھا - اسي وجه سے نادر بھي کیل کانٹے سے خوب درست ہوکر

گیا تھا - سلطان روم کي طرف طوپال عثمان پاشا ایک ترکي سپہ‌دار جرار لشکر لیکر احمد پاشا کي مدد کو آیا - میرزا مہدي لکھتا ھے که طوپال عثمان کے ساتھ کم سے کم ایک لاکھ سپاھي تھے - نادر بارہ ھزار سوار حوالي بغداد میں چھوڑکر باقي فوج سمیت سامرہ[1] میں جہاں طوپال لشکر لئے پڑا تھا آیا - بڑي خونریز اور سخت لڑائي ھوئي - ایسي لڑائي ایرانیوں اور ترکوں میں کبھي نہیں ھوئي تھي - اول غلبہ ایرانیوں کو رھا - ایراني سواروں نے ایک ھي ھلے میں ترکي سواروں کے قدم اکھاڑدئے - لیکن عثماني پیادوں نے ایرانیوں کے دانت کھٹے کردیئے - اور ایسے جان توڑکر لڑے که ایرانیوں کو بھاگتے ھي بن پڑي - دو مرتبه نادر کے گھوڑے کے بھي گولیاں لگیں اور اس کا علم‌دار مارا گیا - تمام مال و اسباب ترکوں کے ھاتھ لگا - ادھر بھاگتے ھوئے ایرانیوں کو بغدادیوں نے خوب تہ تیغ کیا - یه واقعه سنه ۱۱۴۶ ھجري میں ھوا *

کہا جاتا ھے که اس لڑائي میں ساٹھہ ھزار ایراني قتل ھوئے - اگر اس قدر نه ھوئے ھوں تو ۲۰ ھزار میں تو شک ھي نہیں - اور اسي قدر ترک بھي کام آئے - لیکن نمایاں فتح ھوئي - نادر مع فوج کے جو بھاگا تو ھمدان[2] آکر دم لیا - متوقع تو ایسا تھا که نادر جس قدر سرزنش بھي فوج کو کرتا بجا تھا - لیکن اُس

---

[1] سامرہ دجلہ کے کنارے بغداد سے ساٹھہ میل کے فاصلہ پر ایک گانوں ھے -

[2] ھمدان سامرہ سے دو سو میل ھے (مولف)

نے دانشمندي سے کام لیا اور سب سپاهیوں کو نہایت تسکین دي اور انعام عطا کیا - ان کو دشمنوں سے انتقام لینے کي تحریص دلائي - یہ تدبیر بہت هي کار آمد هوئي اور سپاهي نادر کو اپنا سچا قدردان و همدرد سمجھکر بدلہ لینے کے لئے آمادہ هوگئے - ۳ ماہ کے بعد پہلي سپاہ سے بھي زیادہ کے ساتھہ نادر نواح بغداد میں آ موجود هوا *

ترکوں میں اب وہ جوش نہ تھا - ایک تو وہ تنخواہ کے نہ ملنے سے پریسان هو رهے تھے - دوسرے سامان رسد بھي وقت پر نہ پہنچتا تھا - دولت عثمانیہ کا وزیر جنگ جو طوپال عثمان کا دشمن تھا - اُس نے نہ تو کوئي مدد بھیجي اور نہ رسد و تنخواہ کا خیال کیا - مگر تاهم طوپال نے ۲۰ هزار سوار نادر کے مقابلہ کو روانہ کئے - ایرانیوں نے - جن کے دلوں میں انتقام کي آگ پورے طور سے سلگ رهي تھي - ترکوں کے ایک حملہ میں قدم اکھاڑدئے - اس خبر کو سنتے هي طوپال عثمان جس قدر هوسکا فوج جمع کرکے خود آیا - لڑائي شروع هوئي - ایک ایراني سوار نے طوپال کو پہچان کر نیزہ اس کے سینے میں مارا - اور سر کاٹ کر نادر کے پاس لیگیا - بے سردار فوج کیا لڑتي ؟ سب بھاگ گئے - نادر نے طوپال کے سر کو مع جسم کے نہایت احترام کے ساتھہ دفن کرادیا - یہاں سے فراغت پاکر بغداد روانہ هوا - اسي اثنا میں محمد خاں بلوچ کي بغاوت کي خبر پہنچي - نادر بوجہ عجلت اس شرط پر کہ سلطان حسین مرحوم کے وقت میں قبل از فتنۂ افغانان

جس قدر ملک ایرانیوں کے پاس تھا اور ترک اُس پر قابض ہو گئے تھے اس کو واپس کردیں - پاشائے بغداد سے صلح کر کے فارس چلا آیا - ابھي محمد خاں کي آتشِ بغاوت کو فرو کرھي رھا تھا کہ خبر پہنچي کہ دولت عثمانیہ نے اس صلح کو ناپسند کر کے عبداللہ پاشا حاکم مصر کو اختیاراتِ صلح و جنگ دیکر لشکر کثیر کے ساتھہ روانہ کیا ھے - نادر نہایت جلد آرمینیہ و گرجستان فتح کرتا ھوا قارص پہنچا اور ایک دم سے طفلس- گنجہ اور ایران کا محاصرہ کرلیا - قارص میں عبداللہ پاشا نہایت استحکام کے ساتھہ مورچہ بندي کرکے پڑا ھوا تھا - نادر کا ان تینوں شہروں کا محاصرہ کر لینے سے یہي منشا تھا کہ پاشا باھر آکر لڑیگا - کیونکہ مورچے بہت مستحکم اور دشوار گذار تھے - عبداللہ پاشا اپنے لشکر کي زیادتي پر مغرور ھوکر باھر نکل آیا - مرزا مہدي لکھتا ھے کہ ترکي لشکر میں ساٹھہ ھزار سوار اور پچاس ھزار پیادے تھے - نادر نے لشکر کي زیادتي پر خیال کر کے افسرانِ فوج کو جمع کیا اور کہا - اِس میں شک نہیں کہ ھمارا لشکر ترکوں کے آٹھویں حصہ کے برابر بھي نہیں - مگر جو بہادري کا جوش ھمارے سپاھیوں میں ھے - اُس کا شمہ بھر بھي اُن میں نہیں - رات میں نے خواب دیکھا ھے کہ ایک قوي جانور میرے خیمہ میں گھس آیا ھے اور مجھے ھلاک کرنا چاھتا ھے - مگر میں نے نہایت چابکدستي کے ساتھہ اُسے مارڈالا - یہ نیک فال اور فتح کي دلیل ھے - اگر ھم دیکھینگے کہ ترکوں کو غلبہ ھے تو ایران نزدیک ھے وھاں چلے

جائینگے - اول تو ایسا هوگا نهیں - ان کلمات نے سپاهیوں کے دل میں ایک جوش پیدا کردیا - نادر عمدہ طریقے سے سپاہ کو آراستہ کرکے خود ایک دستہ چیدہ چیدہ سواروں کا ساتھہ لیکر اولاً قضائے مبرم و اجل محتوم کي طرح حملہ آور هوا - سواروں میں ایسا جوش بھرا هوا تھا کہ کسي کو تاب مقابلہ و یارائے مدافعت نہ تھا - عین گرمي جنگ میں رستم نام ایک ایراني سوار نے عبدالله پاشا کا سر کاٹ لیا - نادر نے سر کو نیزے پر رکھہ کر بلند کیا - فوج سردار کا سر دیکھہ کر بھاگ کھڑي هوئي - ایرانیوں نے تعاقب کرکے هزاروں ترک مار ڈالے اور گنجہ وطفلس بھي مفت میں فتح هوگیا - دولت عثمانیہ نے انھیں شرائط پر جو سابقاً پاشائے بغداد اور نادر کے مابین طے هوئي تھیں صلح کي - اور فارس ایروان جملہ ولایتیں جو پیشتر ازیں ایران کے قبضہ میں تھیں واپس کردیں - اب نادر نے دیکھا کہ تخت پر بیٹھنے کا موقع هے - میدان صاف هے - عباس ثالث کے بھي انتقال کي اسي درمیان میں خبر پہنچي *

ایران میں رسم هے کہ شروع موسم بہار میں ایک عید کیجاتي هے - ملک بھر میں نہایت خوشي و خرمي هوتي هے - شاہ ایران امرائے سلطنت و اعیان دولت کو خلعت و انعام حسب مدارج تقسیم کرتے هیں - نادر نے اس موقع پر جملہ شاهان ایران سے زیادہ شان و شوکت دکھلائي - اور عارضي طور پر ایک نہایت عمدہ اور نفیس عمارت تیار کرائي جس میں

عیش و عشرت کے جملہ لوازم نہایت فراخ دلي سے مہیا کئے - اختتام عید پر جملہ سرداران فوج اور اراکین سلطنت کے رو برو تقریر کي کہ شاہ طہماسپ اور شاہي خاندان کے شاہزادے موجود هیں - تم لوگ جس کسي کو پسند کرو بادشاہ بنالو - مجھے جو کرنا تھا کرچکا - ایران کو افغانوں - ترکوں - روسیوں کے دست تظلم سے نجات دیکر بلا خرخسہ سلطنت بنادیا - سب نے کہا کہ سلطنت آپ‌هي کا حق ھے جس نے ملک کو دشمنوں سے نجات دي اور وهي اچھے طور سے انتظام کرسکتا ھے - نادر نے انکار کیا اور قسم کھائي کہ میرے دل میں کبھي تخت پر بیٹھنے کي آرزو نہیں پیدا ھوئي - اور نہ میں یہ حرکت کرنا چاهتا ھوں - غرض ایک مہینے تک برابر یہي جھگڑا رھا کہ لوگ تخت نشیں ھونے پر اصرار کرتے تھے اور نادر انکار کرتا تھا - آخر جب اُس نے دیکھا کہ رعایا خلوص دل سے میرا تخت نشیں ھونا چاھتي ھے قبول کرلیا - اور ۲۶ فروردین سنہ ۱۱۴۹ ھجري کو آٹھ بجے ۲۰ منٹ پر منجموں کي شُبھہ گھڑي کے موافق اورنگ جہانباني پر قدم رکھا - مراسم جلوس - جیسا معمول ھے ، ادا ھوئیں - اور في‌الفور ملک میں یہ سکہ جاري کیا گیا * شعر *

سکہ بر زر کرد نام سلطنت را در جہاں
نادرِ ایراں زمیں و خسروِ گیتي ستاں

الخیر فیما وقع

تخت پر بیٹھتے هي نادر نے حکم دیا کہ حضور رسول مقبول

صلی اللہ علیہ و سلم کي وفات شریف کے بعد چار خلفا یکے
بعد دیگرے سریر آرائے خلافت ہوئے - شاہ اسمعیل صفوي
نے اس مذہب کو متروک کرکے مذہب شیعہ کو رواج دیا
اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس وقت سے ایران فتنہ و فساد
کا مخزن بنگیا - چونکہ اہل ایران نے مجھے حاکم کیا ہے -
میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مذہب سنت والجماعت کي
پیروي اختیار کیجاوے - لیکن سیدنا حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام ذُرّیات حضرت رسول خدا صلعم میں بزرگترین اور
خواص و عوام کے نزدیک واجب التعظیم گنے جاتے ہیں -
اُن کے اسم مبارک سے اس مذہب کو موسوم کیا جائے - پس
اس مذہب کا نام مذہب جعفري ہوا - اور سلطان روم سے استدعا
کي گئي کہ اس کو پانچواں مذہب خیال فرماویں - اور
حرم محترم میں ایک رکن اس مذہب کے واسطے بھي
مقرر ہو - عوام نے اس تبدیلي کو پسند کیا *

تبدیل مذہب کے بارے میں مؤرخین کے مختلف اقوال
ہیں - لیکن پروفیسر حیرت مرحوم کي رائے قابل قیاس ہے - وہ
لکھتے ہیں کہ نادر در اصل ایک مذہب کا پابند تھا - اور وہ
خود پرستي تھا - جب شاہ ایران کے سلک ملازمت میں تھا
اور افغانوں اور ترکوں کا اخراج کررہا تھا تو اس وقت تک
مذہب شیعہ کا پابند رہا - کیونکہ یہ مذہب اجرائے مرام کے
واسطے عمدہ آلہ تھا - جب اپني مراد میں کامیاب ہوگیا اور
خاندان شاہ اسمعیل صفوي کے استیصال پر کمر باندھي اور

قندھار - ھندوستان - موصل فتح کرنے کا ارادہ کیا - مذھب تشیّع کے ترک کرنے میں مصلحت دیکھي *

جلوس سلطنت کے بعد نادر اصفہان میں آیا - اور لشکر کر آراستہ کر کے بجانب قندھار روانہ ھوا - حسین قلي خاں برادر محمود خاں غلجائي اُس وقت میں والي قندھار تھا *

فرقۂ بختیاري ھمیشہ اطراف اُصفہان میں تاخت و تاراج کیا کرتا اور باشندوں کي سخت ضیق کي حالت میں گذرتي - نادر نے اس دفعہ ارادہ کیا کہ اس سرکش گروہ کو بھي مزا چکھانا چاھئے - چنانچہ وہ اولاً استیصال کي غرض سے کثیر لشکر کے ساتھہ روانہ ھوا - یہ فرقہ اصفہان اور شوستر کے درمیاني پہاڑوں میں رھاکرتا تھا - اور خطرے کے وقت انھیں پہاڑوں کے غاروں میں پوشیدہ ھوجایا کرتا تھا - یہ غار ایسے تنگ اور کذھب راستے پر واقع تھے کہ ان کا دریافت کرنا کسي آھن تن کا ھي کام تھا - ورنہ معمولي دلیري کا آدمي تو ھمت ھارجاتا - مگر نادر نے نہایت جرأت سے ان کے سردار علي مُراد خاں کو پکڑ کر قتل کرڈالا - جب تو سب بختیاري فرقے پر صولت نادري بیٹّھہ گئي - نادر نے مضبوط جوانوں کو چنکر ایک رجمنٹ بنائي اور اس کا نام بختیار رجمنٹ رکھا - یہ فوج ھر لڑائي میں بختیار ھي ثابت ھوئي - یہاں سے نادر قندھار روانہ ھوا - قندھار کي چاروں طرف قدرتي پہاڑوں نے ھمت میں تزلزل ڈالدیا - لیکن نادر نے ایک اور تدبیر سوچي - حکم دیا کہ قندھار کے مقابل میں ایک اور شہر بسایا

جاوے اور سب لوگ اُس میں رهیں - اور قلعه کے سامنے برج بنواکر توپیں چڑهادیں - اِس طرح سے آمد و رفت کا راسته بالکل مسدود هوگیا *

محمد
شفیع الدین خاں

ایک پرانا روزنامچه

یکم اکتوبر سنه ۱۸۲۳ع - آج مشهور شیر میسور کا بیٹا شاهزاده جهانگیر زماں جامع الدین محمود هم سے ملاقات کرنے آیا - یه شاهزاده سال بهر سے زبان انگریزي کي تحصیل میں مصروف هے - شاهزادے نے هم کو اپنے مکان پر مدعو کیا هے *

۳۱ دسمبر سنه ۱۸۲۳ع - شاه نصیرالدین حیدر نے لارڈ کمبرمیر جنرل عساکر انگلشیه کي آمد آمد کي خبر سنکر اپنے فرزند کیواں‌جاه کو اُن کي پیشوائي کے لئے بهیجا تها - جنرل موصوف نے شاهزاده کي مدارات بحیثیت ولیعهد سلطنت کي - لارڈ کمبرمیر اور رزیڈنٹ نے آج صبح کي حاضري بادشاه کے ساتهه کهائي - دعوت کے بعد بادشاه کي طرف سے زردوزي کے کپڑے - شال - پشمینه - ڈهاکه کي ململ کے تهان اور رقوم جواهر هر ایک مهمان کو بقدر اُس کے منصب اور عهده کے بطور تحفه دیئے گئے - اس رسم کے اختتام کے بعد تحفه جات کي تمام کشتیاں رزیڈنسي کے توشه خانه میں بطور امانت ایسٹ انڈیا کمپني داخل هوئیں *

کرنل گارڈنر چند روز ہوئے لکھنؤ آئے - اُن کي بيوي ايک ہندوستاني والي ملک نواب کي بيٹي ہے اور اُن کے لڑکے کي شادي بادشاہ اودہ کي منکوحہ بيوي کي حقيقي بہن سے ہوئي ہے - کرنل گارڈنر يہاں شاہزادے کے والد مرزا سليمان شکوہ سے ملنے آئے تھے - صاحب عالم بہادر کے ۱۲ لڑکے اور ۴۰ لڑکياں ہيں - کيا تم نے کبھي کسي ايسے کثيرالاولاد شخص کا حال سنا ہے ؟ غريب مرزا سخت پريشاني کي حالت ميں ہے - اخراجات کثير ہيں اور آمدني بہت قليل - دربار اودہ سے جو پانچ ہزار روپيہ ماہوار کا وظيفہ ملتا ہے وہ اُن کے بيشمار قرضخواہوں ميں تقسيم ہوجاتا ہے- مرزا کي حال ہي ميں اپنے داماد يعني شاہ اودہ سے شکر رنجي ہوگئي ہے اور اُن کي طبيعت اب يہاں سے بالکل اُچاٹ ہوگئي ہے - کرنل صاحب يہاں اس نيک اور قابلِ تعريف ارادے سے آئے تھے کہ مرزا صاحب کے قبائل کو دہلي ليجائيں جہاں اُن کا خيال ہے کہ اُن کے گذارہ اور بودوباش کے لئے خاطر خواہ انتظام ہوجائيگا - ابھي حال ہي ميں مرزا کي سترہ لڑکيوں کي دہلي ميں ۱۷ شاہزادوں سے منگني ہوئي ہے *

اکتوبر سنہ ۱۸۳۰ ع - نواب معتمدالدولہ آغا مير سابق وزير غازي الدين حيدر مغفور شاہ اودہ کانپور آتے ہيں - ان کے اہل و عيال - خزانہ - توشہ‌خانہ اور ديگر خانگي اسباب کا قافلہ دريا نے گنگا کي دوسري جانب پڑا ہوا ہے - يہاں کي چھاؤني سے ايک دستہ فوج انگريزي کا اس قافلہ کو سرحد انگريزي ميں حفاظت سے لانے کے لئے بھيجا گيا ہے - آج اُن کے ہاتھي دريا کے اس پار آئے -

دریا آج کل بہت چڑھا ہوا ھے اور اس کا پاٹ ۴ میل سے زائد ھے *

۵ جنوري سنه ۱۸۳۱ ع - هم آج کل کانپور میں مقیم هیں - نصیرالدین حیدر بادشاہ کے خیمے دریا کے اس پار نصب ہوئے هیں - آمد و رفت کے لئے کشتیوں کا ایک پُل تیار کیا گیا ھے - سناجاتا ھے که بادشاہ کے همراہ جو هاتهي اور اونٹ آئے هیں اُن کي تعداد دو هزار کے قریب ھے - فوج کے بهي کئي دستے اُن کے همراہ هیں - ۶ تاریخ کي صبح کو لارڈ ولیم بنٹنک کے کانپور پہنچنے کي خبر ھے *

۷ جنوري - آج صبح ۷ بجے کے قریب بادشاہ مع ایک کثیر تعداد هاتهیوں اور اونٹوں اور دیگر سامان جلوس شاهي کے نہایت شان و شوکت کے ساتهه پُل سے اُتر کے گورنر جنرل بہادر کے کمپ میں ملاقات کے لئے آئے - نصف راہ تک لارڈ ولیم بنٹنک نے بادشاہ کا استقبال کیا - اور حسب خواهش بادشاہ انهیں کي زرنگار عماري میں سوار هوئے - لیڈي صاحبه مع دیگر خاتونان ذیشان خیمۂ دربار کےدروازے کے قریب استقبال کے لئے استادہ تهیں - مصافحه اور معانقه کے بعد گورنر جنرل اور بادشاہ حاضري کهانے کے خیمے میں تشریف فرما هوئے - بادشاہ کے ساتهه جو اهل‌کار اور مصاحب تهے - اُن کي پوشاکیں بڑي پُر تکلف تهیں *

۸ جنوري - آج گورنر جنرل بادشاہ کے کیمپ میں ملاقات بازدید کے لئے تشریف لے گئے تهے - اور حاضري بهي سرحد ملک

اودھ ھي ميں جہاں بادشاہ کا کمپ پڑا ہوا ھے تناول فرمائي *

۱۰ جنوري - آج بادشاہ لکھنؤ کي جانب نہضت فرما ھوئے - گورنر جنرل کل لکھنؤ کي طرف کوچ کرینگے *

۱۸ جنوري - گورنر جنرل آج بادشاہ کے ساتھہ حاضري کھانے جائينگے - لاٹ صاحب مع ديگر صاحبان عاليشان ھاتھيوں پر رزيڈنسي سے سوار ھو کر محلات کي طرف روانہ ھوئے - نصف راہ تک بادشاہ نے پیشوائي کي - اُس وقت کي کیفیت قابلِ دید تھي - گورنر جنرل اپنے ھاتھي سے اُتر کر بادشاہ کي عماري ميں بیٹھے اور بازاروں میں گشت کرتے ھوئے چھتر منزل میں داخل ھوئے - کھانا جو نہایت پُر تکلف تھا سونے کے قابوں میں چنا گیا تھا - کھانے سے فراغت پاکر بادشاہ مع اپنے مہمانوں کے اُس برآمدے میں جو دریا کي طرف واقع ھے تشریف فرما ھوئے - دریا کے دوسرے کنارے میدان میں ھاتھي لڑائي کے لئے مستعد کھڑے تھے - اس شہ نشیں کے نیچے دریائے گومتي عجیب لطافت سے بہتا ھے - اس میں ایک نہایت خوشنما کشتي جس کي شکل مچھلي سے بہت مشابہت رکھتي ھے پڑي ھوئي ھے - بادشاہ اکثر اس میں سوار ھوکر سیر دریا فرمایا کرتے ھیں - اس کي تیاري میں زرخطیر صرف ھوا ھے *

۲۱ جنوري - آج ھم جنرل مارٹن کي مشہور کوٹھي موسوم بہ قسطنطنیہ کو دیکھنے گئے تھے - اس کوٹھي میں فیاض باني

کي وصيت کے بموجب اُس کي وفات کے بعد ايک کالج کھولا گيا هے جس کا نام لامارٹنير هے - اِس ميں انگريزوں کے بچے تعليم پاتے هيں - اِس عاليشان محل کي کما حقّهٗ تعريف اور توصيف کے لئے صفحے درکار هيں - اِس کا نقشه نهايت اچها هے اور طرز عمارت بهت پسنديده هے - سنگ مرمر کا بڑا هال قابلِ ديد هے - اِس کے نيچے تهخانے ميں جنرل کي قبر هے - جنرل مارٹن نے - جو قوم کے فرانسيس تهے اور جنهوں نے پنشن ليکر لکهنؤ ميں اقامت اختيار کي تهي - سنه ۱۸۰۰ع ميں اِنتقال کيا اور اُس کثير دولت کو - جو اُنهوں نے بادشاه اوده کے لئے ولايتي سامان مهيا کرکے پيدا کي تهي - اپني قوم کے بچوں کي تعليم کے لئے وقف کرديا *

۲۲ - جنوري - گورنر جنرل آج صبح لکهنؤ سے روانه هوگئے - هم نے آج وه کمره بهي ديکها جس ميں شاهي تخت رکها هؤا هے - اس محل ميں متعدّد کمرے نهايت شاندار اور نفيس هيں اور اکثر ميں فوّارے چهوٹتے رهتے هيں - پرستان کا سماں نظر آتا هے - حمّام شاهي بهي قابلِ ديد هيں - اِس محل کے متعلق جو پائيں باغ هے اُس کے وسط ميں ايک باره‌دري سنگ مرمر کي نهايت خوشنما بني هوئي هے - جس ميں منبت کاري قابلِ ذکر هے - باغ کي بائيں جانب بيگماتِ شاهي کے رهنے کے لئے مکانات هيں - يهاں ايک نهايت با رونق باغ اور رمنه هے جو دلکشا کے نام سے مشهور هے - هرن - نيل گائے - مور اور سب طرح کے شکاري جانور حتىٰ که شير اس ميں چهوٹے

هوئے هیں - بادشاہ یہاں اکثر شکار کے لئے آتے هیں - ایک مختصر سا مکان بھي اس رمنے میں بنا هوا هے - جس میں هر ایک طرح کا سامانِ آسائش بطرزِ احسن موجود هے *

۲۴ - جنوري - آج هم گوروند باغ کي سیر کو گئے تھے - یہ باغ ایک هندو ساهوکار نے صرفِ کثیر سے تیار کرایا هے - وہ خود شہر میں ایک معمولي مکان میں رهتا هے - مگر اس باغ میں جو مکان بنا هوا هے اس کے تمام کمرے جھاڑ - فانوس - شیشوں اور دیگر سامانِ زیبائش سے نہایت عمدہ طرح پر آراستہ و پیراستہ هیں - چھتوں پر منبت کاري کي بیل بہت نفیس بني هوئي هے - اِس باغ میں جو جانور خانہ هے میرے خیال میں پیرس کے جانور خانے سے عمدہ هے - نواب سعادت علي خاں مرحوم کا مقبرہ بھي آج هم نے دیکھا - شاہِ جال اُن کے پوتے هیں - سعادت علي خاں کي خاص بیوي کي قبر بھي اُنھیں کے مزار کے پہلو میں هے - یہ عمارت بھي قابلِ دید هے *

شاہِ اودہ کي رعایا سرکارِ انگریزي کي حکومت میں آنا بالکل پسند نہیں کرتي - یہاں کي رعایا بہ‌نسبت سرکار انگریزي کي رعایا کے زیادہ مرفہ‌الحال - آسودہ اور خوش معلوم هوتي هے *

سري رام }

شکرستانِ خیال

فسانے اپني محبت کے سچ هیں پر کچھ کچھ
بڑھا بھي دیتے هیں هم زیبِ داستاں کے لئے

شیرینیاں تو بہت بہت چکھنے میں آئي هیں اور میوے تو بڑے بڑے خوشگوار مُیسّر آئے هیں - مگر جو لطف ایک دوست کي بدولت شکرستاں خیال میں دیکھا - اُس کو کوئي نہیں پہنچتا - هم چار تھے - کئي دن سفر میں رہے - سراؤں اور مسافر خانوں میں رهتے رهتے تنگ آگئے - وهاں کے بے نمک کھانوں سے جي اُکتا گیا اور سراے والوں کي مسافر نوازیوں سے جیبیں هلکي هو چلیں - کسي کا یہ کہنا تھا - کہ آئیے آج شب کے لئے همارے هاں فروکش هوجئے - کہ هم فوراً راضي هوگئے - اور اگر یہ اسباب نہ بھي هوتے تو کسي کافر کي مجال تھي کہ انکار کرتا ؟ همارے دوست نے اصرار میں کوئي دقیقہ اُٹھا رکھا تھا ؟ هماري گاڑي کا نظر آنا تھا کہ دوڑتے هوے آگئے - ایک ایک سے مصافحہ کیا اور ایک ایک سے معانقہ - معانقہ میں وہ مبالغہ کہ ایک دو نازک طبع گھبرا بھي گئے - ان کے چہرے سے گھبراهٹ کے آثار دیکھہ کر همارے دوست یوں لب کشا هوئے (اوهو! یہ محاورہ میں نے غلط لکھا - لب کشا تو وہ شروع سے تھے اور زباں تو تالو سے لگنے هي نہیں پائي تھي) " آپ ٹھیرے شہري نازک - هم هوئے دیہاتي اُجڈ - هم ٹھیرے طالب - آپ ٹھیرے مطلوب - همارے دل کي لگي کي آپ کو کیا خبر؟ تنگ درکنار کشیدن کے مزے هم سے پوچھیئے - اِس کے بغیر دل کي لگي کہاں بجھتي هے ؟ ابھي کیا هے ؟ یہ تو تمہیدي معانقہ هے " - اِس پر ایک فرمایشي قہقہہ پڑا - کہتے هیں کہ قہقہہ قفلِ درِ دل کے لئے کلید هے - آپس میں زیادہ کُھلي ڈلي

باتیں ہونے لگیں - اُنھوں نے بارہا بہ شدّ و مدّ فرمایا کہ آج شب غریب خانے میں رونق افروز ہوں - میرے تاریک گھر کا اُجالا بنیں - ہم نے بہ منت التماس کی - کہ اگلے پڑاؤ پر جانے دیجئے - ابھی وقت ہے - یا کسی مہماں سرائے میں جانے کی اجازت دیجئے - آپ سے ملنے کی مسرّت حاصل ہوگئی - یہی غنیمت ہے - مگر کون سنتا تھا ؟ اسباب ہمارا باہر پھینک دیا گیا - دوچار آدمی اُس کو سمیٹنے اور کمرے کی طرف لے جانے لگے اور ہمارے باہمت میزباں اکیلے چاروں کو سمیٹتے ہوئے نہایت فاتحانہ ادا سے شور مچاتے ہوئے فرودگاہ کی طرف لے گئے - ہم نے اپنے آپ کو ایک مُکلّف اور آراستہ کمرے میں پایا - سفر کی تکان - گرد و پیش آسایش کے سامان - بے تکلف میزبان - بے تکلف مہمان - اگر کسی ایک آدھہ کے دل میں ٹھیر جانے کے متعلق تامُّل باقی تھا تو وہ بھی جاتا رہا - اور گھر کی طرح گھر سمجھہ کر ہم وہاں جم گئے *

میزبان —— اِس مکان کا موقع اور منظر ملاحظہ فرمائیگا - اِس سے بہتر مکان اس شہر میں تعمیر نہیں کیا گیا - اس کی ایک ایک اینٹ اپنی تاریخ رکھتی ہے - یہ دروازے جو آپ دیکھہ رہے ہیں - بیداغ دیودار کے ہیں - اور یہ طاق جو اس دریچے میں لگے ہیں خالص صندل کے ہیں - سامانِ آرایش میں دیکھئے میں نے کس کوشش سے ملکی اور انگریزی مذاق کو جمع کیا ہے - اور عمدہ انگریزی سامان لانے کے لئے مجھے دو دفعہ کلکتہ اور بمبئی تک سفر کرنا پڑا *

مہمان — حقیقت یہ ہے کہ آپ کا دولت کدہ نوادرِ زمانہ میں سے ہے - اور ہماری عین خوش قسمتي ہے کہ ہمیں اس میں فروکش ہونے کا موقع ملا *

میزبان — آپ اسے خانۂ بے تکلف سمجھئے اور کچھہ نہ ہو تو ایک ہفتہ عشرہ تو یہاں قیام فرمائیے *

مہمان — آپ کمال نوازش فرماتے ہیں - اس وقت تو اِس قدر مہلت نہیں - لیکن اگر آپ کي کرم فرمائي کي یہي کیفیت رهي تو کیا عجب ہے کہ ہفتہ عشرہ چھوڑ مہینہ بھر کے لئے آپ کے ہاں کبھي آ ٹھیریں *

میزبان — جناب آپ کا گھر ہے - آپ جب تک رہیں ہمارے لئے موجب فخر و عزت ہے - واللہ دلي راحت ہوتي ہے - جب کوئي مہمان گھر آجاتا ہے - مکان بھرا بھرا معلوم ہوتا ہے - ورنہ بابں ہمہ آرایش سونا پڑا رهتا ہے - میں ایک جان اس میں کہاں تک پاؤں پھیلاؤں ؟ زنانہ علٰحدہ ہے - اس کے ساتھہ بھي ایک عمدہ مردانہ نشست موجود ہے - کبھي یہاں بیٹھتا ہوں - کبھي وہاں - آئیے آپ کو اوپر سے اِس مکان کا نظارہ دکھلاؤں *

[سب بالاخانہ پر جاتے ہیں]

مہمان — آہا کیا دلاویز منظر ہے ! اُس سامنے کي پہاڑي کو تو دیکھئے - اِس کي سبز سبز رنگت کیسي

سہانی ہے ! دریا کس مزے سے بہ رہا ہے ! اِس مکان میں رہنا بہشت کا لطف رکھتا ہے *

میزبان — (دل میں پھولا نہ سماکر) وہ اونچا مکان جو دور نظر آتا ہے اِسی عاجز کا ہے - اور وہ مسجد - جس کے مینار بادلوں سے باتیں کر رہے ہیں - میرے ہی بزرگوں کی بنائی ہوئی ہے - یہ اِس شہر کے ارد گرد جو باغات نظر آتے ہیں یہ سب آپ ہی کے ہیں *

مہمان — اوھو ! اِس کثرت سے باغ اِس شہر کے گرد ہیں اور یہ سب آپ کے ہیں ؟

میزبان — آپ دیکھینگے کیسے کیسے نفیس میوے اِن میں اِس وقت تیار ہیں *

[نوکر کو آواز دیتا ہے]

ارے جُمّا ! چلو - جلدی بڑے باغ کو دوڑ جاؤ اور مالی سے کہدو کہ بہترین ڈالی تیار کرکے لائے - راستے میں حوض والے باغ کے مالی کو بھی بھیجتے جانا - تاکہ اُس سے پوچھوں کہ اُس کے ہاں کیا کیا چیز تیار ہے - (ایک اور نوکر کو آواز دیتا ہے) ارے کوئی ہے ! لپک کے جُمّے کے پیچھے جانا اور اُسے کہنا کہ چند خوبصورت گلدستے بھی بنوا لائے - اور ایک آدمی اور اِدھر آؤ - دوڑ کے گھر جاؤ - اور چا کا سامان لے آؤ - (مہمانوں کی طرف مخاطب ہوکر)معاف رکھیئیگا میں کِس قدر بیہودہ واقع ہوا ہوں - چا وغیرہ کی مدارات بالکل بھول ہی گیا تھا - حقیقت یہ ہے

که جب کبھي کسي دیرینه دوست سے ملاقات هوتي ہے -
دنیا و ما فیها سے بالکل بے خبر هو جاتا هوں *

مہمان — آپ خواه مخواه تکلف فرماتے هیں - یه
سیر جو آپ کرا رهے تھے اور جو مسرت آپ کے کمرے کو دیکھکر
هوئي - یه کیا کسي مدارات سے کم تھي ؟

میزبان — نهیں صاحب - ایسي بھي کیا مدارات -
که باتوں هي باتوں میں ٹال دیا جاوے ؟ آپ سفر سے آئے هیں -
آپ کو سب سے پہلے چا ملني چاهئے تھي - کوئي ہے ! ادھر
آؤ - غفّار چا کا سامان لینے گیا ہے - تم دوڑ کر دوده اور چیني
لے آؤ - چا یہاں موجود ہے - جلد دم کرو - کوئي اور آدمي
هو تو اُسے نان خطائي لانے کے لئے دوڑا دو - (پھر مہمانوں سے
مخاطب هوکر) یه بھي فرما دیجئے که رات کا کھانا آپ کس
وقت کھاتے اور کیا کیا خاص چیز مرغوب ہے - میں هوں تو
غریب آدمي لیکن مہمانوں کي تواضع اپني زندگي کا مقصد
سمجھتا هوں - اور یه تو بتائیے - آپ کو کچھه نغمے کا بھي
شوق ہے ؟ هو تو وه بھي حاضر کیا جائے - اِس وقت شام کي
سیر گاڑي میں کیجیئیگا یا کشتي میں ؟ ایک شکاري آپ کے
لئے خاص کئے دیتا هوں - (پھر کسي نوکر کو آواز دیکر) جاؤ
اور هماري خاص سواري کي کشتي جو ہے - اسے روک لو -
کوئي اور لیجانے نه پائے - کیا کروں لوگ مانگ لیجاتے هیں -
اور انکار کرنا خلاف مروت سمجھتا هوں *

ان سب مختلف دلچسپیوں اور مدارات کي صورتوں کا ذکر اس رواني سے همارے میزباں نے کیا - که کسي کو رسمي طور پر بهي انکار کرنے کي یا یه جتانے کي که آپ تکلف کیوں کرتے هیں مهلت نه دي - اور مہمان یه سمجهه چکے - که یه شخص بغیر ایسي پر تکلف مدرات کے نه رُکیگا - ایک جهاں دیده دوست کسي قدر کهٹکتے تهے اور کہتے تهے که جو زیاده گرجتے هیں وه برستے نهیں - مگر کثرت راے اُن کے خلاف تهي - اور هر شخص یه کهتا تها که کبهي ایسا هوسکتا هے که ایک ذي عزت آدمي خود هي اتني تجاویز مهمانوں کي مدارات کے لئے کرے اور خود هي اُن سے پهر جائے ؟ مُجوّزه لذّتوں کے خیال هي خیال میں مزے لیتے هوئے هر شخص نے منه هاتهه دهو کپڑے بدلے اور سیر کي تیاري شروع کي - سیر کا وقت هولیا - سب جانے کے لئے بیتاب - مگر ابهي چا نهیں آئي - آخر قرار پایا که سیر سے واپس آکر چا پي لینگے - دوسرا سوال یه پیدا هوا که میوے آکر بیکار نه جائیں - آدمي بهیجدیا گیا که باغ هي میں آتے هیں - وهیں کهائینگے - لبِ دریا آئے تو خاص سواري کي کشتي ندارد - کوئي اور صاحب لے جا چکے تهے (کرائے پر یا مفت یه پایهٔ تحقیق کو نهیں پهنچا) ایک ٹوٹي سي کرائے کي کشتي موجود تهي - اُس میں سوار هوئے - ملاح نے کهینا شروع کیا - کچهه دور جاچکے تهے که میزبان پکارے - "حضرات ! یه فرمائیے که آپ اس وقت باغ میں میوه کهانے کے لئے جانے کا قصد رکهتے هیں -

یا شہر کو بھي دیکھنے کا ارادہ ھے ؟ باغ ابھي یہاں سے چار میل ھے - پہنچتے پہنچتے شام ھوجائیگي - اور آتے وقت اندھیرے میں بڑي دقت ھوگي - آپ صاحبان تھکے ھوئے ھیں - شاید آرام کي بھي جلدي ضرورت ھو - آئیے شہر کو ایک نظر دیکھہ لیں - اور پھر کھانا کھانے چلیں - مہمانوں کي مایوسیوں کا گو آغاز ھوگیا تھا - مگر اس تبدیلِ ارادہ کو اتفاقي سمجھہ کر اُنھوں نے دل کو تسلي دي - اور کھانے کے خواب لیتے ھوئے شہر کو مُڑے - ایک آدھہ گھنٹے میں میزبان کے مکان کے برابر آپہنچے - مگر یہ وہ مکان تھا جس کو اُنھوں نے زنانہ بنا رکھا تھا - کہنے لگے - آئیے اب کھانے سے یہیں فارغ ھو لیجئے - مہمانوں نے منظور کیا - جاکر ایک کمرے میں بیٹھے - جس کي دیواروں پر میناکاري کا کام کیا ھوا تھا - اُس کي تعریف کي - میزبان نے کہا - علاقہ بھر میں بھي ایک مکان ھے - جس پر یہ کام اِس عمدگي سے ھوا ھے - اور مہمانوں سے اجازت چاھي - کہ ذرا آدہ گھنٹے کے لئے اندر ھو آئیں - دو گھنٹے انتظار میں گزر گئے - مگر ھمارے متواضع میزباں بر آمد نہ ھوئے - اب تو گھبراھٹ شروع ھوئي - مکان میں چراغ تک ندارد - باہر سے بھي جي اُکتا گیا - تحیر کہ کہاں آپھنسے - کہ اتنے میں ھمارے مہماں نواز میزبان کي سر گرم اور بلند آواز پھر کان میں پڑي - جان میں جان آئي - دور سے شور سنائي دیا کہ نوکروں کو ڈانٹ رہے ھیں - " میں تو ضرورتاً باھر چلاگیا تھا - تم کیا سب کے سب مرگئے تھے کہ نہ حقے کي نہ پاني کي خبر لي ؟

اور تو اور - چراغ تک جلانے کي کسي کو توفيق نه هوئي - اچھا
آج کا موقع گذر اپنے دو - کل تم سے سمجھونگا - اگر ايک
ايک کو چُن چُن کے نه نکال دوں تو سهي - نمک حرام
کهيں کے! مفت خورے جمع هوگئے هيں - کام وام کچھه نهيں
اور نام مياں سبحانا ! " غرض همارے ميزبان اِس قدر گرم تھے
که جب کمرے ميں داخل هوئے تو هميں بجاے شکايت
کرنے کے که اُنهوں نے بهت دير کي - اُلٹا اُنهيں ٹھنڈا کرنا
پڑا اور يه کهنا پڑا که گهر کا معامله هے - کوئي گهبراهٹ کي
بات نهيں - هميں کوئي تکليف نهيں هوئي - هم چاروں آپس
ميں باتيں کرتے رهے - وقت جاتا معلوم بهي نهيں هوا -
اِس سے وه کسي قدر نرم هوئے اور کهنے لگے - " حقه منگواؤں ؟ "
هم نے کها - حقه اب کهانے کے بعد هي پئيںگے - اُنهوں نے کها -
نهيں - حقه تيار هے - اور کهانا بهي ابهي آئے جاتا هے - حقه آيا -
هر ايک نے دو دو گهونٹ پئے - پوچهنے لگے - ديکها ؟ تمباکو کيسا
شيريں هے ! همارے هاں تمباکو کڑوا نهيں پسند کرتے - يه کهکر
پهر اُٹهه گئے - هم نے سمجها که کهانا لاتے هيں - ايک گهنٹه پهر
گزر گيا - آخر کهانا آيا - بيشتر چيزيں ايسي تهيں جو اُسي مقام کے
لئے مخصوص تهيں اور جن کے ذائقے سے هماري زبان آشنا نه تهي -
اور چکهه‌کر ان ميں ذائقهٔ خوش تصور هي سے پيدا کر سکتي تهي -
ايک آدهه چيز شيريں تهي - مثلاً فيرني - مگر پانچ آدميوں کے
سامنے اِس کي ايک هي رکابي تهي - ميزبان اُسے هاتهه ميں لئے
هر ايک سے فرمائش کرتے تهے که چکهيئے - هر ايک ايک چمچه ليکر

کھتا تھا - کہ واہ ! کیا بات ہے ! اِس طرح سب کو ذرا ذرا چکھا کر میزبان نے بے تکلف اُنھے انگلیوں سے چاٹنا شروع کردیا - کھاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے - افسوس ! آپ صاحبوں کو شیرینی سے رغبت نہیں - ورنہ مزے کی چیز تھی - آپ نے تو ایک ایک چمچہ لیکر چھوڑدیا - ایک صاحب خاصے ڈھیٹھ تھے - کہہ اُٹھے - کہ رغبت تو ہے - اگر اَور موجود ہو تو منگوائیئے - فوراً زور سے چلائے - کہ فیرنی کی جتنی رکابیاں موجود ہوں لاؤ - آٹھہ دس منٹ کے بعد آدمی آیا کہ فیرنی اور نہیں - اتنے میں سب ہاتھہ دھوچکے تھے - کھانا بڑھایا گیا - ہم نے اپنی فرودگاہ پر جانا غنیمت سمجھا - اور اجازت کے خواستگار ہوئے - حضرت میزبان بولے - واہ ! چا تو ابھی آپ نے پی ہی نہیں - وہاں چا علحدہ تیار رکھی رہی اور ضائع گئی - اب یہاں تیار ہے - شیریں چا پیجیئیگا کہ نمکین ؟ سب نے متفق اللفظ جواب دیا - کہ ہمیں کھانے کے بعد چا کی نہ عادت ہے نہ ضرورت - اب آرام مقدم ہے - مگر اُنہوں نے کہا - کہ اب تیار ہے - لئے آتا ہوں - پھر اندر گئے - اتنے میں ہوا زور سے چلنے لگی - معلوم ہوتا تھا کہ شاید مینہ بھی آئے - ہماری تشویش بڑھہ چلی - ہمارے دوست برآمد ہوئے اور لالٹین ہاتھہ میں تھی - کہنے لگے - بارش آرہی ہے - اِس لئے شاید آپ کو انتظار میں تکلیف ہو - چا میں کسر تو چند منٹ ہی کی تھی - مگر میں زیادہ بارِ خاطر نہیں ہونا چاھتا - ہم شکریہ ادا کرکے رخصت ہونے کو تھے - کہ وہ لالٹین لئے ساتھہ ہولئے - میں آپ کو چھوڑکر آؤنگا - ہر چند کہا - کہ آپ اب آرام فرمائیئے - علی الصباح

ملینگے - مگر وہ بزور همراہ هو لئے - چند قدم چل کر بوندیں اُتریں - اور همارے میزبان کے استقلال کا خاتمہ هوا - بوندوں کا زور پکڑنا تھا - کہ وہ اچانک کہہ اُٹھے - لیجئے اب رخصت هوتا هوں - اور سب سے جلدی جلدی هاتھہ ملاکر واپس هوئے اور همیں چھوڑ گئے کہ راہ ڈھونڈھا کریں - اس خیالي دعوت کا جو اِس شب همیں نصیب هوئي- لطف مدتوں فراموش نہیں هوگا - کوئي هرگز اِس بیان سے یہ نہ سمجھے کہ هم نا شکر گزار هیں - اور ' جس کا کھاتے هیں اُس کا گاتے هیں ' پر عمل نہیں کرتے - هاں گانے گانے میں فرق هے - گاتے تو هم شکرستان خیال کو بھي هیں - مگر اس گانے کي آواز ذرا اور هے - اور وہ سب سے زیادہ خوش آیند همارے میزبان کو هوگي *

} چار درویش

ایک اسکیما[1] دوشیزہ کي داستان

وہ آرام سے ایک برف کے تودے پر جس کو هم آرام چوکي کے طور پر استعمال کرتے تھے - بیٹھہ گئي - اور میں اُس کي داستان سننے کے لئے تیار هو بیٹھا - اسکیما کے معیار کے مطابق وہ نہایت حسین تھي - اور لوگ شاید اُس کو کسي قدر بھاري بدن کا سمجھتے - ۲۰ سال کا سن تھا - اور گو اس وقت وہ

---

[1] شمال یورپ کے برفاني ملک کے باشندوں کو اس نام سے پکارتے هیں *

ہے ڈھنگا سا پوستین کا کوٹ - پاجامہ اور بوٹ پہنے ہوئی تھی - اور سر کو چادر سے ڈھانکے تھی - تاہم چہرے کی خوبصورتی اس لباس میں سے بھی عیاں تھی - وہ خندہ پیشانی - تصنع سے پاک اور دل کی صاف تھی - اس کا نام لاسکا تھا - ہم دونو اکثر ساتھہ دریائی بچھڑے کا شکار کرنے جایا کرتے تھے - ایک دفعہ کچھہ دور ریچھہ کے شکار کے لئے بھی میں ساتھہ گیا - لیکن آدھے راستے سے پھر آیا - کیونکہ ریچھہ سے مجھہ کو ڈر لگتا ہے *

لاسکا نے اپنی کہانی اس طرح شروع کی :—

" اور قبیلوں کی طرح ہماری قوم بھی منجمد سمندر پر خانہ بدوشوں کی طرح زندگی بسر کیا کرتی تھی - لیکن دو سال ہوئے میرے باپ نے آوارہ گردی کو خیرباد کہہ کر یہ عالیشان برف کا محل اپنے رہنے کے لئے تعمیر کیا ہے - یہ سات فیٹ بلند ہے اور آس پاس کے مکانوں سے تین چار گنا لمبا ہے - اب ہم مستقل طور پر یہیں رہتے ہیں - میرے باپ کو اس مکان کا بڑا فخر ہے *

" اب غور سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ معمولی قسم کے مکانوں سے یہ کسی قدر بہتر اور مکمل ہے - سامنے کی طرف اس میں ایک بلند چبوترہ مہمانوں کی آسائش اور سب اہل خاندان کے ایک جگہہ بیٹھہ کر کھانا کھانے کے لئے ہے - اس پر دریائی بچھڑے - ریچھہ - سفید لومڑی وغیرہ کے پوستینوں کا فرش ہو رہا ہے - اس کے علاوہ متعدد برف کے بنچ دیواروں کے ساتھہ ساتھہ بچھے ہوئے ہیں - غرض خدا کا دیا سب کچھہ

موجود ہے - لیکن مدت سے جس چیز کي تلاش ہے وہ نہیں ملتي - عاشقِ صادق کوئي نہیں ملتا - یوں تو بیسوں پیغام آتے ہیں - میں جانتي ہوں کہ وہ سب میرے باپ کي دولت کے عاشق ہیں - میرا اُن میں سے ایک بھي شیدا نہیں " *

میں نے دل میں خیال کیا کہ اس دولت سے مراد مکان تو ہو نہیں سکتي تھي- کیونکہ اور لوگ بھي ایسي عمارت تیار کرسکتے تھے - نہ اس سے بظاہر غرض بن پہیہ گاڑیوں - کشتوں - برچھوں - کشتي- مچھلي کي ہڈي کے کانٹوں اور سوئیوں سے تھي - کیونکہ اس قسم کي چیزیں وہاں دولت کے شمار میں نہ تھیں - میري حیرت کو معلوم کرکے لاسکا پاس آکر چپکے سے کان میں کہنے لگي :-

" بھلا تم اندازہ تو لگاؤ کہ میرے باپ کے پاس کس قدر دولت ہے - " میں دیر تک خاموش بیٹھا سوچتا رہا - لیکن کچھہ سمجھہ میں نہ آیا - لاسکا میري حالت کو دیکھکر خوب کھلکھلاکر ہنسي اور پھر کان کے پاس منہہ لاکر نہایت سنجیدگي سے کہا " ہم مچھلیوں کے کانٹے - ہڈي کے نہیں - بلکہ سب اصلي لوہے کے - اور غیر ملک کي ساخت " *

" یہہ کہکر وہ جلدي سے پرے ہٹ گئي کہ دیکھیئے مجھہ پر اس غیر معمولي خبر کے سننے سے کیا اثر ہوتا ہے - میں نے بھي نہ چاہا کہ اُسے مایوسي ہو - اِس لئے نہایت حیرت اور تعجب کے لہجے میں کہا -

" کیا سچ مچ ! " *

" تمہارے سر کي قسم ؟ " *

" لاسکا ! تم مجھہ سے فریب کرتي هو - سچ کہو " - یہ سنکر وہ کچھہ گھبرا سي گئي اور نہایت سنجیدگي سے کہا - " مسٹر ٹوئن ! یہ بالکل درست ھے - اور میں اُمید کرتي هوں کہ تم مجھے جھوٹي نہیں سمجھوگے - لاسکا کو جب اطمینان هوگیا کہ مجھے اُس کا کہنا باور آگیا ھے تو میرے متعجب اور خوش کرنے کے لئے اپنا بیش قیمت تعویذ دکھایا - (یہ ایک پیتل کا مربع ٹکڑا تھا) *

لاسکا — اس گہنے کے متعلق تمہاري کیا راے ھے ؟

میں — میں نے ایسي عمدہ چیز آج تک نہیں دیکھي *

لاسکا — سچ کہتے هو ؟ واقعي یہ بڑي بیش قمیت چیز ھے - اس کے دیکھنے کي خاطر لوگ کوسوں سمندر پار سے آتے هیں - کہیں تم نے ایسا اور بھي دیکھا ھے ؟

میں — نہیں (یہ جھوٹ بولتے هوئے - مجھہ کو تکلیف تو هوئي - لیکن کیا کرتا ؟ یہ بھي دل نے نہ چاھا کہ اس بیچاري لڑکي کو سچ بول کر تکلیف دوں کہ ایسے ٹکڑے لاکھوں نیرچلرک میں مارے مارے پھرتے هیں اور کوئي پوچھتا بھي نہیں) لیکن اس نادر چیز کو تو چاهئے کہ کہ نہایت حفاظت سے رکھا جائے *

لاسکا — ذرا آهستہ بولو - کوئي سن نہ لے - یہ میرے باپ کے خزانہ میں رهتا ھے - آج میں نے پہن لیا ھے - کس کو معلوم ھے کہ میرے پاس ھے ؟

میں —— لاسکا ! تم بڑي خوش قسمت هو - ایسا خوبصورت مکان تمهارے رهنے کے لئے هے - یه نادر تعویذ پهننے کو - علاوہ اس کے یه بیش قیمت خزانه - برف کے کهیت - بڑے بڑے برفاني میدان پهرنے کو - ریچهه اور دریائي بچهڑے شکار کرنے کو - یه نعمتیں کس کو نصیب هوتي هیں ؟ اور سب سے بڑي بات یه که تمام دور و نزدیک کے نوجوان تم پر فدا هیں - تمهاري خدمت کو اپنا فخر سمجهتے هیں *

لاسکا —— اس بظاهر روشني کي کرنوں کے پیچهے ایک سیاہ بادل چهپا هوا هے - دولت کا بوجهه اُٹهانا آسان بات نهیں هے - اکثر مجهے خیال آتا هے - که کاش میں کسي غریب کے گهر پیدا هوتي - یا کم از کم اس قدر مالدار نه هوتي - مجهے تکلیف هوتي هے - جب پڑوسي میري طرف اشارہ کرتے هیں اور آپس میں سرگوشیاں کرتے هیں - که " وہ دیکهو لکهه پتي کي لڑکي ! " *

یه لوگ نهایت حسرت کے لهجے میں کهتے هیں - " اس لڑکي کے پاس تو مچهلي کے کانٹوں کا خزانه هے اور همارے پاس ایک بهي نهیں - " یه سن کر میرے دل کا عجب حال هوتا هے - جب میں بچه تهي - اور یه دولت هم کو نصیب نه هوئي تهي تو هم مکان کا دروازہ کهلا چهوڑکر بے کهٹکے سو رهتے تهے - اب همیں چوکیدار رکهنا پڑتا هے - اُن دنوں میں میرا باپ سب سے نهایت حلم اور بُردباري سے پیش آتا تها - اب وہ دُرشت مزاج اور مُتکبّر هوگیا هے - اور کسي سے بے تکلف هونا پسند نهیں

کرتا - پہلے اس کے دل میں سواے اپنے خاندان کے اور کسي کا خیال تک نہ گذرتا تھا - اب ہر وقت ان کمبخت کانٹوں ھي کا خیال لگا رھتا ھے - اس دولت کي وجہ سے لوگ اس کي بے انتہا خوشامد کرتے ھیں - پہلے کوئي شخص بھي اس کے لطیفوں پر نہ مُسکراتا تھا - اب بات مُنہ سے نکلتي نہیں اور لوگوں کے پیٹ میں بل پڑنے شروع ھوجاتے ھیں - غرض اسي دولت کي وجہ سے ھمارے تمام قبیلے کي اخلاقي حالت ردي ھوگئي ھے - جو پہلے بہادر اور کھرے تھے اب وہ خوشامدي اور مکار ھوگئے ھیں *

{ فیض الحسن

دو خود پسند لڑکیاں

گرانج و کروسي

کروسي — گرانج !

گرانج — کہو - کیا کہتے ھو ؟

کروسي — ذرا میري طرف تو دیکھو - مگر ھنسنا نہیں *

گرانج — اچھا !

کروسي — ھماري اس نئي ملاقات کي نسبت تمھارا کیا خیال ھے ؟ کچھہ خوش بھي ھوئے ھو ؟

گرانج —— کیا تمہاري راے میں ہم دونوں میں سے
کسي کو بھي خوش ہونے کي کوئي وجہ ہو سکتي ہے ؟

کروسي —— اگر سچ پوچھو تو کوئي بڑي وجہ نہیں *

گرانج —— مجھے تو نہایت ہي بد لطفي ہوئي ہے -
کبھي کسي کو ایسي دو بیوقوف دیہاتي لڑکیوں سے ملنے کا اتفاق
ہوا ہے - جو اس قدر بنتي ہوں ؟ جو تحقیر آج ہماري ہوئي ہے
اس سے زیادہ کبھي دو بھلے آدمیوں کي نہ ہوئي ہوگي - ہمارے
لئے کرسیوں کا حکم دینا گویا اُن کے لئے ایک بڑا مشکل کام تھا -
تس پر جو وسائل ہمیں وہاں سے اُٹھانے کے لئے اختیار کئے گئے -
میں نے کہیں نہیں دیکھے - سرگوشیاں کرنا - جمائیاں لینا - آنکھوں
کو ملنا اور بار بار پوچھنا کہ کیا وقت ہے ؟ ہماري باتوں کے جواب
میں سواے " ہاں " - " نہ " کے مختصر الفاظ کے کچھہ بھي
تو اُن کے مُنہ سے نہ نکلا - غالباً تم اس امر میں میرے ہم خیال
ہوگے کہ اگر ہم نہایت کمینے اور مفلس شخص بھي ہوتے
تو جس بد سلوکي سے آج وہ ہم سے پیش آئیں اس سے زیادہ
کچھہ نہ کرسکتیں *

کروسي —— معلوم ہوتا ہے کہ تم کو بہت رنج ہوا ہے *

گرانج —— ہاں بیشک رنج تو ہوا ہے - مجھے تو یہاں
تک صدمہ پہنچا ہے کہ میرا یہ ارادہ مصمم ہے کہ اس بدسلوکي
کا اُن سے ضرور انتقام لوں - جس چیز نے انہیں زیادہ سرد مہر

بتا دیا میں وہ بخوبي سمجھتا ھوں - تصنع کا مرض صرف پیرس ھي میں پھیلا ھوا نہیں ھے بلکہ تمام ملک میں پھیل گیا ھے - اور یہ بیھودہ لڑکیاں بھي اسي میں مبتلا ھیں - القصہ تصنع اور ظاھر پرستي ان میں کوٹ کوٹ کر بھري ھوئي ھے - میں یہ خوب جانتا ھوں کہ کیسے شخص کي وھاں قدر ھو سکتي ھے - اگر کہا مانو تو ھم بھي ایک ایسي چال چلیں کہ ان کو اپني بیوقوفي اور غلطي معلوم ھو جائے اور آیندہ اُن کو تنبیہ ایسي ھو جاوے کہ وہ آدمیوں کي شناخت میں زیادہ محتاط ھوں *

کروسي —— بہت اچھا - ترکیب کیا سوجھي ھے ؟

گرانج —— میرے ملازمان خاص میں مسکریل ایک ایسا آدمي ھے جس کو اکثر لوگ ظریف سمجھتے ھیں- اور آجکل ھر شخص کے سر میں سودا سمایا ھوا ھے- اس مسکریل کے دماغ میں یہ جنون ھے کہ وہ بڑے آدمیوں کي نقل اُتارنا چاھتا ھے - اسے عشق اور لگاوٹ کي گھاتوں کے جاننے پر بہت ناز ھے اور شاعري کي دھن ھے - وہ اپنے طبقے کے آدمیوں سے اِس قدر نفرت رکھتا ھے کہ اِنھیں گنوار اور بدبخت کہتا ھے *

کروسي —— تو تم اس سے کیا کام لوگے ؟

گرانج —— میں تمھیں بتاؤنگا - آھے ... ھاں پہلے ھمیں یہاں سے جلد چلدینا چاھئے *

[جارجس اندر داخل هوتا هے]

جارجس —— فرمائیے - آپ نے میري لڑکي اور بهتیجي سے ملاقات کي ؟ کیا وہ آپ سے اچهي طرح پیش آئیں ؟ اور یہ بهي کہئے کہ ملاقات کا نتیجہ کیا هوا ؟

گرانج —— بہتر هے کہ یہ آپ انهیں سے دریافت فرماویں - هم صرف یہي عرض کر سکتے هیں کہ هم آپ کي اس عنایت کے بہت مشکور هیں *

[گرانج اور کروسي باهر چلے جاتے هیں]

جارجس —— اوهو ! یہ معلوم هوتا هے - کہ دونو کچهہ ناراض هي گئے هیں - خدا جانے کس چیز سے رنجیدہ هوئے - مجهے دریافت تو کرنا چاهئے کہ هوا کیا - کوئي هے ؟

[مروت (خادمہ) داخل هوتي هے]

مروت —— حضور نے پکارا هے ؟

جارجس —— تمهاري بیگمیں کہاں هیں ؟

مروت —— حضور وہ کپڑے پہننے کے کمرے میں هیں *

جارجس —— کیا کر رهي هیں ؟

مروت —— هونٹوں کے لئے سرخي تیار کر رهي هیں *

جارجس —— وہ همیشہ سرخي هي بناتي رهتي هیں - اچها انهیں کهو ادهر آئیں *

[مروت جاتي هے]

جارجس —(اکیلا) میں یقین کرتا هوں که یه بیوقوف لڑکیاں اپني سرخیوں کي تیاري میں مجھے تباہ کرکے رهینگي - یہاں مجھے سواے انڈے کي سفیدي - گلاب اور بیسیوں ایسي فضولیات کے جن کو میں جانتا بھي نہیں کچھہ اور نظر هي نہیں آتا - جب سے هم یہاں آئے هیں - منوں هي چربي استعمال کرچکي هیں - اور اتنی بھیڑ کے پائے نسخوں کے لئے انهیں درکار هیں که اُن سے چار آدمیوں کا بآساني گذارہ هو سکتا هے *

جارجس — بیشک تمهیں اپنے بناؤ سنگار کے لئے بہت سے روپیه کي ضرورت هے - یه تو بتاؤ ان صاحبوں سے تم نے کیسا سلوک کیا هے که وہ ایسے رنجیدہ گئے هیں ؟ کیا میں نے تم سے یه نہیں کہا تھا که ان کو تم ایسا سمجھنا که اُن کے ساتھه تمهاري شادي هونے کو هے ؟

میدلان — کیا آپ هم سے یه توقع رکھتے هیں که هم ایسے شخصوں کي طرف جو تہذیب کے قواعد اور آئین سے ناواقف هوں کوئي توجه کریں ؟

کیتھو — چچا ! کیا آپ یه توقع رکھتے هیں که کوئي لڑکي - جسے ذرا بھي سمجھه هو - اُن کو پسند کریگي ؟

جارجس — آخر اُن میں کیا نقص هے ؟

میدلان — اُنهوں نے فوراً هي تو شادي کي گفتگو چھیڑي *

جارجس — تمہاري راے میں پھر وہ پہلے کیا تذکرہ شروع کرتے ؟ تم کیا چاہتي تھیں کہ وہ پہلے عشقبازي کے فسانے چھیڑتے ؟ اُن کا طریق عمل ہمارے لئے بھي اور اُن کے لئے بھي باعث عزت ہے - کیا تمہارے لئے اس سے زیادہ کوئي اور قابلِ فخر بات ہوسکتي ہے کہ وہ شادي کا متبرک معاہدہ کرنا چاہتے ہیں ؟ اور یہي اُن کے ارادوں کي سچائي کا ثبوت ہے *

میدلان — ابّا جان ! جو کچھہ آپ فرما رہے ہیں اس سے ناتراشیدگي ظاہر ہوتي ہے - یہ الفاظ مجھے آپ سے سنتے ہوئے شرم آتي ہے - في الحقیقت آپ کو زمانۂ حال کي تہذیب و رواج سے واقفیت پیدا کرني چاہئے *

جارجس — مجھے تمہارے نئے رواجوں کي کوئي پروا نہیں - میں تمہیں سمجھا دیتا ہوں کہ شادي ایک پاک اور مُتبرک چیز ہے - اور اُن کا تم سے پہلے ہي سے شادي کا ذکر کرنا شرفا کي شان کے شایاں تھا *

میدلان — واقعي اگر سب لوگ آپ کے ہم خیال ہوں تو عشق کا قصّہ کتني جلدي طے ہوجائے *

جارجس — تم کیا باتیں کر رہي ہو ؟

میدلان — آپاجان سے بھي پوچھہ لیجئے کہ کچھہ سرگذشتوں سے پہلے شادي ہرگز نہیں ہوني چاہئے - عاشق کو اپنے معشوق کے دل میں گھر کرنے سے پیشتر ان باتوں سے خوب

واقف هونا چاهئے که اپنے دلی خیالات کا اظہار کس طرح کرے اور آه کس لطافت سے کھینچے - راز و نیاز کی باتیں کس طرح کرے - عشق کے قواعد و ضوابط کے مطابق اُسے ملاقات بڑھانی چاهئے - شروع میں یا تو کسی گرجے یا کسی سیرگاه میں یا کسی اور تقریب پر کسی خوبصورت عورت کے دیکھنے کا اتفاق هونا چاهئے - جس کے عشق میں پھر وه گرویده هوجائے - اور یا اُس کا تعارف کسی رشته‌دار یا دوست کے ذریعه سے هونا چاهئے - اور اُسے اُس گھر سے مغموم اور اُداس چہره بنائے هوئے نکلنا چاهئے - کچھه عرصے تک تو وه اپنے عشق کو اپنے معشوق سے چھپائے رکھے - مگر اسی اثنا میں اکثر ملاقات بھی کرتا رهے - اور ملاقات کے موقع پر خوشامد اورتحسین آمیز مضامین چھیڑ کر اثر ڈالتا رهے - آخر وه دن آپهونچتا هے که وه اظہار عشق کرے - اور یه اظہار کسی باغ کی روش پر - جو سایه دار درختوں سے ڈھپی هوئی هو - هونا چاهئے - جهاں کوئی اور نه سن سکے •

اس اظہار کے بعد هم فوراً بگڑ جاتے هیں اور هماری رنجیدگی هماری حیا اور شرم سے خود بخود ظاهر هوتی هے - جس کا نتیجه یه هوتا هے که عاشق کو کچھه عرصے کے لئے باریابی سے محروم کردیا جاتا هے - پھر وه همیں خوش کرنے کے وسائل ڈھونڈتا هے اور نا معلوم طور پر همیں اظہارِ عشق کے فقرات سننے کا عادی بناتا هے اور آخر وه اقرار کروا لیتا هے - جس سے همیں اس قدر رنج هوتا هے - پھر اب حوادث کا آغاز هوتا هے - رقیب پیدا هوتے هیں جو جانبین میں دراندازیاں کرتے هیں

والدین کي مخالفتیں اور طرح طرح کي اذیتیں - بیجا حسد - ملامتیں - مایوسیاں - اور آخرکار اپنے دوست کے ساتھہ نکل بھاگنا - اور اُس کے نتائج - اعلیٰ سوسائٹي میں اس طرح یہ کام سرانجام ھوتے ھیں - اور ایک باقاعدہ عشق کي بازي میں یہ قواعد برطرف نہیں کئے جاسکتے - مگر ابتدا ھي میں شادي کا پیغام دینا اور شروع ھي. میں عشق اور شادي کو یکجا کرنا گویا اُلٹے راستے چلنا ھے - اس لئے میں دوبارہ کہتي ھوں کہ ابّا جان! اِس طرح شادي کرنا بالکل دُکانداري ھے اور اُس کے ذکر سے بھي مجھے رنج پہنچتا ھے *

جارجس — اس فضول اور لغو گفتگو کے کیا معنے ھیں ؟ کیا یہي تمھارے نزدیک اعلیٰ طرز معاشرت ھے ؟

کیتھو — چچا جان ! بیشک آپا جان نے بالکل سچ کہا ھے - اس میں سرِ مو فرق نہیں - کوئي عورت کس طرح ایک ایسے شخص کي قدر کر سکتي ھے جو گفتگو بھي نا مناسب پیرائے میں کرے ؟ میں یقین کرتي ھوں کہ انھوں نے کبھي دیارِ اُلفت کا نقشہ بھي نہیں دیکھا - اور نامہائے عشق - خوشامد آمیز خطوط اور زندہ دل اشعار کي راھوں سے تو وہ بالکل نابلد ھیں - کیا آپ نہیں جانتے کہ یہ سب نقائص اُن میں موجود تھے ؟ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ اُن کي ظاھري صورت کو ایک دفعہ دیکھتے ھي کوئي اچھا اثر نہیں پڑتا تھا؟ آپ خیال تو فرمائیے کہ وہ ملاقات شوقیہ کرنے تو آگئے! - پانؤں میں. اُن کے کوئي زیبائش نہیں - ٹوپي میں اُن کے پر ندارد - سر کے بال بھي پریشان اور کوٹ میں فیتے تک

درست نہیں لگے ہوئے تھے - توبہ ! توبہ ! و اللہ ! عاشق ایسے ھي ہوتے ھیں ! لباس میں کیسي کفایت شعاري تھي ! گفتگو کس قدر دلچسپي سے خالي تھي ! اب یہ باتیں ھم سے تو برداشت نہیں ھوسکتیں - میں نے یہ بھي دیکھا تھا کہ اُن کي پٹیاں بھي کسي مشہور کاریگر کي بني ھوئي نہ تھیں اور اُن کے پایجامے کم از کم چھہ چھہ انچ تنگ تھے *

جارجس — مجھے یقین ھے کہ تم دونوں کے سر پھر گئے ھیں - کچھہ دیوانی تو نہیں ھوگئیں ؟ مجھے اس چخ چخ کا ایک لفظ سمجھہ میں نہیں آیا - کیتھو ! میدلان ! سنا !

میدلان — ان ناموزوں ناموں سے ھمیں نہ پکاریئے *

جارجس — ناموزوں ! کیا کہتي ھو ؟ کیا یہ وہ نام نہیں ھیں جو تمہارے بپتسمے کے وقت رکھے گئے تھے ؟

میدلان — ھاے ! آپ کیسي گنواري بولي بولتے ھیں ! میں ھمیشہ حیران ھوتي ھوں کہ آپ کے ھاں مجھہ جیسي لڑکي کیونکر پیدا ھوئي ! کیا شستہ زبان میں کوئي کیتھو یا میدلان کہہ سکتا ھے ؟ اور آپ کو یہ یاد رکھنا چاھئے کہ ایسے نام دلچسپ سے دلچسپ عشق بازي کا خون کر دینے کے لئے کافي ھیں *

کیتھو — چچا ! یہ بالکل صحیح ھے - ایسے ثقیل ناموں کے سننے سے کانوں کو بڑا صدمہ پہنچتا ھے - میري بہن نے اپنا نام پولیزار تجویز کیا ھے اور میں نے آمین - جو جادو

اور دلربائي ان ناموں میں بھری ہے اس سے آپ کو انکار نہیں ہو سکتا *

جارجس — سنو اور تھوڑے کہے کو بہت جانو - میں تمہیں اُن ناموں کے سوا جو بپتسمے کے وقت رکھے گئے تھے کوئي اور نام اختیار کرنے نہیں دونگا *

اور ان صاحبان کے بارے میں میں یہ کہدیتا ہوں - کہ میں اُن کے خاندانوں اور اُن کے تموّل کو جانتا ہوں اور میں نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ تمہیں اُن کے ساتھہ شادي کرني پڑیگي - میں تمہیں اب اپنے پاس رکھنے سے تنگ آگیا ہوں - میري عمر کے آدمي کے لئے نہایت مشکل ہے کہ دو جوان لڑکیوں کي خبر گیري کرسکے *

کیتھو — خیر - چچا ! میرے خیال میں تو شادي بہت تکلیف دہ چیز ہے *

میدلان — ہمیں کچھہ دیر تو پیرس کي خوبصورت دنیا کے مزے اُڑانے دیجئے - جہاں ہم ابھي داخل ہي ہوئے ہیں - ہمیں آرام سے اپنے قصّۂ عشق کو بنانے دیجئے اور ختم کرنے کي جلدي نہ فرمائیے *

جارجس — (علىحدہ) اس میں کوئي کلام نہیں کہ اب یہ حد سے بڑھہ گئي ہیں - (بلند آواز سے) اتني بات لورسن لو کہ ان تمام ہزلیات اور لغویات کو ترک کرنا پڑیگا - کیونکہ میں اپني راے پر چلنا چاہتا ہوں - قصّہ مختصر یا تو

تم نے جلدي شادي کرلي - يا کسي خانقاہ ميں قيد کرديگئيں
اور ميں عہد کرلونگا *

[باپ چلا جاتا ھے]

کيتھو —— پياري آپا جان ! تمہارا باپ اِن دُنياوي
معاملات ميں کس قدر ڈوبا ھوا ھے ! اس کا ذھن کيسا کند ھے !
کيسي جہالت کي تاريکي اس کي روح پر چھائي ھوئي ھے !

ميدلان —— ميري پياري ! ميں کيا کہہ سکتي ھوں ؟
ميں اس کے سبب بہت شرمندہ ھوں - مجھے تو اس کي لڑکي
ھونے ھي ميں شک ھے اور انشاءالله تھوڑے ھي عرصے ميں
پتہ چل جائيگا کہ ميں کسي اس سے زيادہ معزز اور مشہور
آدمي کي لڑکي ھوں *

کيتھو —— مجھے اس کا پورا يقين ھے اور اغلباً ايسا ھي
ھوگا اور جب ميں بھي سوچتي ھوں . . . . .

[مروت داخل ھوتي ھے]

مروت —— ايک پيادہ نيچے آيا ھے اور دريافت
کرتا ھے کہ آپ گھر پر ھيں يا نہيں - کيونکہ اُس کا آقا آپ سے
ملنا چاھتا ھے *

ميدلان —— بيوقوف ! ذرا تہذيب اور شائستگي سے
بولنا سيکھہ - يہ کہو کہ کسي کا ملازم درِ دولت پر حاضر ھے
اور يہ دريافت کرنے کي جرأت کرتا ھے کہ کيا کسي کو ديدارِ
مسرت آثار سے فيض ياب ھونے کا موقع دينا آپ کے اوقات گرامي
ميں ھرج کا باعث تو نہوگا ؟

مروت — مجھے تو اس کي سمجھہ نہيں آئي ميں آپ کي طرح " پھلسپا [1] " تو پڑھي نہيں *

ميدلان — کمبخت ! تو بہت دق کرتي ھے - اُس پيادے کا آقا کون ھے ؟

مروت — حضور ! وہ کہتا تھا کہ وہ مارکوئيس مسکريل کے ھاں سے آيا ھے *

ميدلان — آھا ! مارکوئيس ! ھاں بيشک ! جاؤ اور کہدو کہ ھم مل سکتے ھيں - واقعي يہ کوئي قابل آدمي ھوگا جو ھماري تعريف سُن کر آنا چاھتا ھے *

کيتھو — غالباً ايسا ھي ھوگا *

ميدلان — ھميں اُن سے اپنے کمرے کي بجائے گول کمرے ميں مُلاقات کرني چاھئے - آؤ تو اپنے بال بھي درست کرليں تاکہ ھماري شہرت ميں کوئي فرق نہ آجائے - مروت ! ادھر آؤ - جلدي حسن کے مُشبّہ کو ھمارے سامنے حاضر کرو *

مروت — خدا کي پناہ ! ميں جانتي بھي نہيں کہ يہ کس جانور کا نام ھے - آپ کو انسانوں کي طرح بولنا چاھئے اگر يہ چاھتي ھوں کہ ميں آپ کي بات سمجھوں *

کيتھو — جاھل لڑکي ! آئينہ لاؤ اور خيال رکھو کہ

---

1 فلسفہ *

تمهاري شکل کے عکس سے اس کي آب و تاب خراب نه هوجائے *

[سب چلي جاتي هيں]

مسکريل اور پالکي بردار

مسکريل — بس ٹهہر جاؤ - آهسته آهسته ! خبردار ! کوئي اور تو يهي خيال کريگا که يه بدمعاش ديواروں اور فرش سے ٹکراکر مجهے چکناچور کيا چاهتے هيں *

پہلا پالکي بردار — حضور ! آپ ديکهتے هيں که دروازه بهت تنگ هے اور آپ نے يه کها هے که اندر هي لے چلو *

مسکريل — هاں بيشک ميں نے ٹهيک کها هے - کيا تم يه چاهتے هو که ميں کيچڑ پر اپنے نقش قدم جماؤں ؟ چلو هٹو ! اپني فينس ليکر دور هو جاؤ *

دوسرا پالکي بردار — حضور ! هماري مزدوري تو عنايت کيجئے *

مسکريل — يه کيا بکتے هو ؟

دوسرا پالکي بردار — عرض يه هے که همارا کرايه عنايت فرماويں *

مسکريل — (اُس کے کان پر ايک مُکا مار کر) اجي ! مجهه ايسے معزز اور ذي رتبه آدمي سے روپيه مانگتے هو ؟

دوسرا پالکي بردار— آپ رتبہ والے هیں تو کیا آپ کا رتبہ همیں کھانا کھلاویگا ؟

مسکریل — اچھا ! میں تمھیں درست کرلونگا - پاجیو ! تمھاري کیا شامت آئي هے جو اس طرح بکواس کرکے شرفا کو ناراض کرتے هو ؟

پہلا پالکي بردار— (فیڈنس کا ایک ڈنڈا اُٹھاکر) بس ابھي همارا کرایہ یہاں رکھدو *

مسکریل — کیا !

پہلا پالکي بردار — بس اسي وقت ! میں کرایہ لیکر چھوڑونگا *

مسکریل — هاں ؟ اب اسے کچھہ کچھہ سمجھہ آرهي هے *

پہلا پالکي بردار— جلدي کرو *

مسکریل — تم تو اس طرح بولتے هو جس طرح ابھي مارنے کو تیار هو - اور وہ جو دوسرا هے اُس کو تو کچھہ خبر هي نہیں کہ وہ کیا کہتا هے - یہ لو - اب تو راضي هو ؟

پہلا پالکي بردار — تم نے میرے ساتھي کو پیٹا هے اور میں (پھر ڈنڈا اُٹھاکر) ......

مسکریل — دیکھو آهستہ بولو - اس ضرب کا بھي

یہ معاوضہ لو - لوگ مجھہ سے سب کچھہ لے سکتے ھیں بشرطیکہ وہ قاعدے سے طلب کریں - مگر دیکھو ! ابھي آنا اور پھر مجھے لیجانا *

[مروت داخل ھوتي ھے]

مروت — جناب ! بیگم صاحبہ ابھي تشریف لاتي ھیں *

مسکریل — اُن سے کہدو کہ میري وجہ سے عُجلت نہ فرماویں - میں بہت آرام اور اطمینان سے اُن کا انتظار کرسکتا ھوں *

مروت — لیجئے - وہ تشریف لے آئیں *

[مروت چلي جاتي ھے]

[میدلان اور کیتھو مع (خادم) المنرز کے داخل ھوئیں]

مسکریل — (تسلیم کےلئے جھک کر) اس میں کچھہ شک نہیں کہ اس ملاقات کي جرأت پر آپ حیران تو رھگئي ھونگي - مگر (اے روشني طبع تو بر من بلا شدي) اس تکلیف دھي کا باعث آپ ھي کي شہرت اور خوبیاں ھیں - خوبي اور لیاقت کا تو میں ایسا شیفتہ اور دلدادہ ھوں - جہاں کہیں خبر ملے فوراً وھاں پہنچ جاتا ھوں *

میدلان — اگر آپ کو لیاقت کي تلاش ھے تو آپ کو ھم غریبوں کے پاس یہ جنسِ گراں ملیگي نہیں *

کیتھو — اگر آپ یہاں قابلیت دیکھتے ہیں تو آپ خود ہي اپنے ساتھہ لائے ہونگے - ورنہ یہاں کہاں ؟

مسکریل — میں یہ نہیں مان سکتا - آپ کي شہرت آپ کي خوبي کي شاهد ہے - آپ میں تو وہ جوہر ہیں کہ آپ پیرس کے تمام اربابِ فیشن کو حیران و ششدر کردینگي *

میلان — آپ اپنے حسنِ اخلاق سے ہماري تعریف کرنے میں بہت مبالغے سے کام لے رہے ہیں اور اس تعریف کے ہم مستحق نہیں ہیں *

کیتھو — اجي صاحب ! ہمیں کرسیاں تو منگواني چاہیئیں *

میلان — المنزز ! *

المنزز — حضور ! ارشاد ! *

میلان — ہمارے واسطے فوراً اسبابِ نشست لاؤ *

[المنزز کرسیاں لیکر آتا ہے]

مسکریل — میں یہاں بیٹھوں تو جب کہ مجھے یقین ہو کہ میري سلامتي کي بھي کوئي صورت یہاں ہے *

کیتھو — کیوں ! آپ کو کیا ڈر ہے ؟

مسکریل — کہیں تو دل کے چھن جانے کا خطرہ ہے

اور کہیں آزادی کی فکر - میرے سامنے اس وقت دو آنکھیں ہیں جن کو میں دشمنِ قاتل سمجھتا ھوں - وہ بالکل مقید و مسخر کرلیتی ہیں اور پناہ نہیں دیتی - جہاں کوئی اُن کے قریب آیا فوراً مُسلّح ھوکر زبردست حملے کے لئے مستعد ھوجاتی ہیں - میں حلفاً کہتا ھوں کہ مجھے اُن سے کوئی چشم وفا نہیں - میں یا تو بھاگ جاؤنگا یا اس بات کی کافی ضمانت ھونی چاھئے کہ وہ مجھے کوئی ضرر نہیں پہنچائینگی *

میدلان — آپا جان ! کیسی زندہ دلی کی باتیں ہیں !

کیتھو — سبحان اللہ ! کیا کہنے ہیں ! میرے خیال میں تو آپ کی فصاحت کا نظیر نہیں *

میدلان — آپ ڈریں نہیں - ھماری آنکھوں کی نیت کوئی بری نہیں - آپ کا دل مطمئن رہے اور آپ کو اُن کے بے ضرر ھونے کا یقین کرلینا چاھئے *

کیتھو — مگر خدا کے لئے- اس آرام کرسی نے آپ کا کیا قصور کیا ھے ؟ اس کے حالِ زار پر رحم فرماویں - برابر پاؤں گھنٹے سے اپنے ھاتھ آپ کو آغوش میں لینے کے لئے پھیلائے ھوئے ہے - اور آپ ہیں کہ توجہ نہیں فرماتے *

مسکریل — (اپنے بالوں کو کنگھی کرکے اور اپنے لباس کو درست کرکے) آپ کی پیرس کی متعلق کیا راے ہے ؟

میدلان — کیا پیرس کے متعلق کوئي اور راے بھي هوسکتي هے - سواے اس کے که اس بات کا اعتراف کیا جائے که پیرس دنیا کے عجائبات کا خاص مقام هے - لطیف اور شسته مذاق - ظرافت - لیاقت اور عشقبازي کا خاص مرکز هے ؟

مسکریل — میرے خیال میں تو پیرس سے باهر معزز لوگوں کا گذارہ هي نہیں هوسکتا *

کیتھو — اس میں کچھه کلام نہیں - بالکل بجا هے *

مسکریل — اتني تکلیف هے که جب ذرا بوندیاں پڑ جائیں تو کیچڑ هوجاتا هے - مگر همارے لئے فینسیں بھي تو موجود هیں *

میدلان — بیشک فینس کیچڑ اور بارش کي تکلیف کا تو خاصا جواب هے *

مسکریل — آپ کے هاں تو بہت سے لوگ آتے جاتے هونگے - کون کون سے مشہور اشخاص آپ کے هاں آنے جانے والوں میں هیں ؟

میدلان — افسوس هے که هماري واقفیت ابھي بہت محدود هے مگر اُمید هے که عنقریب خاص حد تک پہنچ جاویگي - همارے ایک مہربان دوست نے هم سے وعدہ کیا هے که اُن مشہور آدمیوں سے ضرور همارا تعارف کرا دیگا -

جن کے مضامین اور تحریریں " منتخبات نفیس " (نام اخبار) میں چھپتي هیں *

کیتھو — اور چند نہایت با مذاق اشخاص سے بھي تعارف کرانے کا اُس نے وعدہ کیا ھے *

مسکریبل — اچھا یہ کام میرے سپرد کر دیجئے - مجھہ سے بہتر کوئي اس کام کو نہیں کرسکتا - سب میرے پاس آتے هیں اور میں یہ آپ سے سچ کہتا هوں کہ صبح اُٹھتے هي چند لائق زندہ دل دوست میرے پاس موجود هوتے هیں *

میدلان — اگر آپ همارے لئے یہ تکلیف فرماویں تو هم آپ کے نہایت هي ممنون هونگے - کیونکہ یہ نہایت ضروري امر ھے کہ ان لوگوں سے واقفیت پیدا کیجائے - پیرس میں انهي کے ذریعہ شہرت بڑہ سکتي ھے - آپ یہ بخوبي جانتے هیں کہ خواہ بذات خود کسي میں کوئي قابلیت هو یا نہو اُن کے ساتھہ چلنے پھرنے میں هي بڑا فخر ھے - اور با مذاق هونے کي شہرت هوجاتي ھے - لیکن میں تو اس لئے ایسي سوسائٹي کي بہت قدر کرتي هوں - کہ اسي کے ذریعہ همیں صدها ایسي باتیں معلوم هوتي هیں جن کا جاننا همارا فرض ھے - تازہ ترین خبریں جن سے گفتگو میں بہت مدد ملتي ھے - نظم و نثر کي تازہ تصانیف یہ سب انهي صحبتوں میں سننے میں آتي هیں - یہ همیں معلوم هوتا ھے کہ کس اُستاد نے نہایت عمدہ نظم لکھي ھے اور کس نے راگ کي کسي خاص دھن کے لئے الفاظ پیدا

گئے ھیں - کون سا مصنف ھے جس نے اپني معشوقه کي وفا کي تعریف کي ھے - اور کس نے اپني معشوقه کي جفا پر ھجو لکھي ھے - انھي صحبتوں میں یه سنا جاتا ھے که کسي نے مس ایف کو شام کے وقت قصیدہ لکھه کر بھیجا جس کا اُس نے صبح ھي آٹھه بجے نظم میں جواب لکھدیا - کس مصنف کے دماغ میں کیا مضمون آج کل زیر غور ھے اور کس نے اپني کتاب کي تیسري جلد شروع کردي ھے - کون سي کتاب زیر طبع ھے اور کونسي چھپ کر تیار ھے - اس قسم کے علم اور واقفیت سے ھم کو ھر سوسائٹي میں عزت حاصل کرنے کا موقع ملتا ھے - اور اگر ھم ان سے باخبر نه ھوتے تو جو لیاقت ھم میں موجود تھي وہ سب خاک میں مل گئي ھوتي *

کیتھو — اگر کوئي تازہ شعر لکھا گیا ھو اور ایک سخن فہم با مذاق نے نه سنا ھو تو اُس کے لئے اس سے زیادہ ندامت کیا ھو سکتي ھے ؟ مجھے تو خصوصاً اُس وقت بہت ندامت ھوتي ھے که جب مجھه سے کوئي پوچھے که تم نے فلاں کتاب دیکھي ھے اور میں نے نه دیکھي ھو *

مسکریل — واقعي یه بڑي ندامت اور ھتک کي بات ھے جو کچھه دنیا میں ھو رھا ھے سب سے پہلے اُس کي آپ کو خبر نه ھو - لیکن آپ اس کي فکر نه کریں - میں آپ کے ھاں سخنور شاعروں کا ایک مجمع ھي قائم کر دونگا - اور میں آپ سے یه وعدہ کرتا ھوں که پیرس میں ایک مصرع بھي ایسا نه

لکھا جاویگا جو آپ کے پاس سب سے پہلے نہ پہنچ جائے - اور آپ حفظ نہ کرلیں - نیازمند بھي کبھي کبھي تک بندي کرلیا کرتا ھے - اور اس وقت پیرس کي بڑي بڑي اعلی سوسائیٹیوں میں میرا بہت سا کلام مروج ھے - سینکڑوں غزلیں ھزاروں ابیات کئي گیت اور راگ میرے مقبول ھوچکے ھیں - پہیلیوں وغیرہ کا تو کچھہ ٹھکانا ھي نہیں *

میدلان — میں تو اُن عبارات کي بہت مشتاق ھوں جن میں الفاظ میں تصویر کھینچدي جائے - مجھے تو اس سے بڑہ کر اور کوئي چیز پسند نہیں *

مسکریل — الفاظ میں تصویر کھینچنا واقعي مشکل کام ھے - میں نے دو ایک نقشے کھینچے ھیں جنھیں دیکھہ کر آپ غالباً خوش ھونگي *

کیتھو — مجھہ سے پوچھو تو میں پہیلیوں کي مشتاق ھوں *

مسکریل — بیشک دل کے لئے پہیلیاں اچھا مشغلہ ھیں - آج صبح ھي میں نے چار لکھي تھیں - میں آپ کو سناؤنگا اور آپ بوجھنے کي کوشش کریں *

میدلان — مثنویاں بھي بہت دلچسپ ھوتي ھیں - اگر عمدہ لکھي ھوئي ھوں *

مسکریل — مجھے اُن میں خاص مہارت حاصل ھے - اور میں ساري تاریخ روما منظوم لکھہ رھا ھوں *

میڈلان — آھا ! یہ تو نہایت خوب چیز ھوگي - جب آپ شائع کریں - تو مہرباني فرماکر مجھے بھي ایک جلد عنایت فرماویں *

مسکریل — آپ دونوں کي خدمت میں نہایت خوبصورت جلد بندھواکر ایک ایک جلد پیش کرونگا - میں اسے کسر شان سمجھتا ھوں کہ اس قسم کے شغل رکھوں - لیکن اھل مطابع کے فائدے کے لئے کبھي کبھي لکھتا ھوں اور وہ مجھے ذرا آرام لینے نہیں دیتے *

میڈلان — اپنا نام چھپا ھوا دیکھنا واقعي بہت مسرت بخش بات ھے *

مسکریل — اس میں کیا شبہہ ھے - لیجئے خوب یاد آیا - میں آپکو ایک في البدیہہ شعر جو میں نے کل اپني ایک عنایت فرما ڈچس صاحبہ کے ھاں کہا تھا سنانا چاھتا ھوں - آپ دیکھہ لینگي کہ میں نے في البدیہہ کہنے میں کیا کمال پیدا کیا ھے *

کیتھو — بیشک ! في البدیہہ کہنا کارے دارد - بڑي ذھانت اور لیاقت کا کام ھے *

مسکریل — اچھا تو غور فرمائیئے *

میڈلان — ھم ھمہ تن گوش ھیں *

مسکریل — جهپٹ کرهاے کیسے اُسنے بیرحمي سے دل چهینا
میں کہتا رهگیا ظالم ! مرا دل هے ! مرا دل هے !

کیتهو — سبحان الله ! کیا لا جواب شعر هوا هے !
دوسرا مصرعه کتنا بیساخته هے *

مسکریل — جو کچهه میں کہتا هوں اس میں
اِتني هي تو خوبي هے - که اُس میں بیساخته پن اعلی درجه کا
هوتا هے - میرے کلام میں تصنّع کا تو نام نهیں *

میدلان — جناب ! آپ کا کلام تو ماشاءالله تصنّع سے
کوسوں دور هے *

مسکریل — مصرعهٔ اول میں آپ ذرا " هاے "
کي نشست کو تو ملاحظه فرمائیے - جیسے کسي واقعي درد
رسیده دل کي صدا هو - کس قدر خیالات درد انگیز اِس ایک
" هاے " میں بهر دیئے هیں *

میدلان — بلا شبهه یه " هاے " بے نظیر هے *

مسکریل — بادي النظر میں اِس کي یه خوبي
سمجهه میں نهیں آتي *

کیتهو — نهیں جناب ! آپ کیا فرماتے هیں؟ اِن لطیف
باتوں کے مزے کچهه دل هي خوب لیتا هے - اِن کي جتني
قدر هو کم هے *

میدلان — میرا تو یہ خیال ہے کہ میں ایک اس "ہائے" کے لکھنے کو ایک سالم اور بسیط مثنوی پر ترجیح دیتی *

مسکریل — آپ اپنے صحیح مذاق شعر اور قدردانی کا ثبوت دے رہی ہیں *

میدلان — خدا کا شکر ہے - میرا مذاق کچھ ایسا بُرا نہیں *

مسکریل — ذرا " کہتا رہ گیا " کی خوبی تو ملاحظہ ہو - کیا بے اختیاری اس میں ظاہر ہوتی ہے - اور محبوب کی کتنی بے پروائی دکھائی گئی ہے *

میدلان — یہ آپ ہی کا حصّہ ہے - قلم توڑ دیئے ہیں - اس پہلو پر اس سے بہتر کوئی کیا لکھیگا ؟

کیتھو — اور اِس تکرار کو تو دیکھئے - " مرا دل ہے - مرا دل ہے " کہنے سے کتنی عمدگی اس مصرعہ میں پیدا ہوگئی ہے - غضب کی بلاغت اِس میں بھردی گئی ہے - آنکھوں کے سامنے ایک تصویر سی آجاتی ہے - کہ دل لے کے کوئی چل دیا ہے اور جس کا دل جاتا رہا ہے وہ بیچارہ آواز پر آواز دیئے جاتا ہے - بعینہٖ وہ حالت جو اس شخص کی ہو جسے چور یا راہ زن لوٹ لے گئے ہوں *

مسکریل — آپ کی قدر افزائی ہے - سخن گو سے سخن فہم کسی طرح رتبے میں کم نہیں - انصاف یہ ہے کہ

آپ کي طبيعت بلا کي رسائي رکھتي ھے - اور سخن فہمي ميں آپ نے کمال پيدا کيا ھے - ايک ايک لفظ کے مطالب اور معاني اس خوبي سے اور کوئي بيان نہ کرسکتا - اچھا اب ميں آپ کو يہ دو مصرعے گاکر سناتا ھوں - ميں نے اُن کے لئے ايک دُھن تلاش کي ھے *

[مسکريل گانے لگتا ھے]

ميدلان — واللہ ! آپ تو ستم کرتے ھيں - کيا گلا پايا ھے اور فن ميں کيسي مشق بہم پہنچائي ھے - ايک ايک لفظ جو موسيقي کي لَے ميں آپ کے مُنہہ سے نکلتا ھے - دل ميں بيٹھتا جاتا ھے - جي چاھتا ھے آدمي اسے سنتے سنتے جاں بحق ھوجائے *

کينتھو — بہن ! موسيقي ميں بھي کيا جادو کا اثر ھے ! مجھے تو اس کے سامنے اَور کچھہ بھي نہيں بھاتا - اور ميں ايسے اصحاب پر رشک کرتي ھوں - جو اس فنِّ شريف ميں اتنا کمال رکھتے ھيں *

مُسکريل — اجي ميں کہاں اور مہارتِ فن کہاں ؟ جو کچھہ ميں کر ليتا ھوں - محض طبع خدا داد کي عنايت ھے - کچھہ فطرتي طور پر آوازِ خوش سے اُنس ھے - اور خود بخود ھي کچھہ راگ کي سي صورت پيدا ھوجاتي ھے - ميں کچھہ اس کے سيکھنے کي کوشش يا مشق نہيں کرتا *

ميدلان — سچ تو يہ ھے - کہ قدرت نے آپ پر خاص

شفقتِ مادرانه مبذول کر رکھي هے - اور آپ اس کے نازوں کے پالے هوئے بچے هیں *

مسکریل — آپ کي ذرّہ نوازي هے - ورنه میں اس تحسین کے لائق نہیں - هاں! یه تو فرمائیے - دن بھر آپ کے اوقات کیونکر منقسم هیں اور کیا کیا مشاغل آپ نے مُقرر کر رکھے هیں ؟

کیتھو — محض بیکاري کا مشغله هے *

میدلان — اس سے پہلے تو تفریح اور دل بہلنے کے لئے کوئي شغل نه تھا *

مسکریل — میں بہت ممنون هونگا - اگر آپ کسي روز میرے همراہ کمپني کے تماشے پر چلیں - ایک نہایت دلچسپ تماشا هونے والا هے - اور میري یه خواهش هے که آپ اور هم ملکر دیکھیں *

میدلان — همیں تو کوئي انکار نہیں - هم حاضر هیں *

مسکریل — مگر میں یه آپ سے التجا کرتا هوں که وهاں پہنچکر داد خوب دیں - چونکه میں اُن سے وعدہ کرچکا هوں که اس تماشے کي خوب داد دونگا اور مصنف ناٹک بھي میرے پاس آج اِس غرض سے آیاتھا - آجکل یه عام رواج هے که مصنفین اپنا اپنا تازہ کلام هم معزز لوگوں کو سناجایا کرتے هیں - تاکه هم اُن کي تحسین و آفریں کهیں - اور اُن کي اس

طرح شہرت ہوجائے - آپ خود ہي خیال فرماویں - جب ہم اُس کي تعریف میں کچھہ کہیں - تو پچھلے سامعین کي کیا مجال ہے کہ وہ ہماري تردید کرسکیں - میں ان باتوں کا ذرا زیادہ لحاظ کیا کرتا ہوں - اور جب میں اپني امداد کا ایک دفعہ وعدہ کرلوں - تو میں ہمیشہ واہ - واہ - بہت خوب - سبحان اللہ - کلماتِ تحسین - تماشا شروع ہونے سے پیشتر ہي کہنے لگتا ہوں - تاکہ ہوا بندھہ جائے *

میڈلان — ہم اس ضرورت کو اب سمجھہ گئے - پیرس ایک عجیب جگہہ ہے - یہاں ہزارہا باتیں ایسي ہوتي رہتي ہیں - کہ دہاتي لوگ خواہ کتنے ہوشیار اور چالاک ہوں اُنہیں مشکل سے سمجھہ سکتے ہیں *

کیتھو — بس اب آپ وہاں دیکھئیگا - جو کچھہ وہاں ہوگا - ہم اِس کي بہرحال داد دینگے *

مسکوریل — اگر میں غلط نہیں خیال کرتا تو میرا خیال ہے کہ آپ نے بھي کوئي ناٹک لکھا ہے *

میڈلان — ہاں شاید آپ کسي قدر درست ہي کہتے ہیں *

مسکوریل — بخدا - پھر تو دکھلائیے - میں نے بھي ایک لکھا ہے - جو عنقریب شائع ہوگا *

کیتھو — تو آپ پھر کس کمپني کو دینگے ؟

مسکریل — واللہ ! کیا سوال ہے ! بورگون والوں ہي کو دونگا - صرف وهي ایک عمدہ ڈراما کي قدر کرنا جانتے هیں - باقي تو سب لچرپوچ هیں - نہ صرف وہ اپنے پارٹ هي اچھي طرح ادا نہیں کرتے - بلکہ وہ جانتے بھي نہیں کہ کس شعر پر زور دینا ہے اور کس لطیف فقرے پر ٹھہرنا ہے - ورنہ عوام کو کس طرح معلوم هو کہ کون شعر اچھا ہے اور کس کي داد دینا چاهئے •

کیتھو — بیشک یہ ایک طرز ہے جس سے کہ سامعین ناٹک کي خوبیوں کو سمجھہ سکیں •

مسکریل — آپ میري لیس اور پر اور ان سب چیزوں کو کیسا پسند کرتي هیں ؟ کیا آپ کے خیال میں میرے کوٹ اور ان میں کوئي نا مطابقت ہے ؟

کیتھو — بالکل نہیں •

مسکریل — یہ فیتا کیا اچھا انتخاب کیا ہے ؟

میدلان — بیشک خوب ہے - یہ اصل ریشم معلوم هوتا ہے •

مسکریل — میري پٹیوں کي نسبت آپ کي کیا راے ہے ؟

میدلان — نہایت اعلیٰ درجہ کي هیں •

مسکریل — عام طور پر جو پٹھان پہنی جاتي هیں - یه اُن سے بالکل نیا نمونه هے *

میدلان — واقعي ایسے فیشن میں تکملول میں نے آج تک نہیں دیکھي *

مسکریل — آپ ذرا ان دستانوں کي طرف بھي دیکھئے - کیسي خوشبو آتي هے *

میدلان — بیشک نہایت لطیف خوشبو هے *

کیتھو — اس سے عمدہ خوشبو میں نے کبھي نہیں دیکھي *

مسکریل — اور یه ؟ (اپني معطر بالوں کي ٹوپي کو جھکا کر) *

میدلان — اس میں سے نہایت امیرانه وضع کي خوشبو آتي هے - نفیس سے نفیس قوتِ شامه بھي محظوظ هوجاتي هے *

مسکریل — میرے پروں کي نسبت آپ نے کچھه نہیں فرمایا ؟

کیتھو — نہایت خوبصورت هیں *

مسکریل — آپ کو شاید معلوم نہیں- ایک ایک پر

ایک ایک اشرفي خرچ هوئي هے - میرا اصول هے که همیشه اعلی سے اعلی چیز کو پسند کروں *

میدلان — میں آپ کي هم خیال هوں - جو چیز میں لیتي هوں - میں بهت احتیاط کیا کرتي هوں که وه اعلی قسم کي هو - یہاں تک که میري جرابیں بهي مشهور کاریگروں کي بني هوئي هوتي هیں *

مسکریل — (دفعتاً چلّا کے) اُف ! اُف ! ذرا آهسته ! آهسته ! اس قدر بیرحمي سے کام نه لیجئے - کیا آپ کا یهي وعده تها ؟ اور مهمان سے یهي سلوک هونا چاهئے ؟

کیتهو — هیں ! کیا هوا ؟ فرمائیے تو - بات کیا هے ؟

مسکریل — بات ! ابهي آپ بات هي پوچهتي هیں ! آپ دونوں نے میرے دل کو لینے کي سازش کرلي هے - دونوں اس کے درپے هیں اور دونوں ایک هي وقت میں - ایک نے دائیں طرف سے گهیرا هے - دوسري نے بائیں سے - دیکهو یه شیوه انصاف سے بعید هے - میں ابهي شور مچا دونگا - که یہاں خون هونے کو هے *

کیتهو — (میدلان کي طرف مخاطب هوکر) یه ماننا پڑیگا - که ان کي طرز ادا انهي کا حصه هے *

میدلان — طرزِ بیاں واقعي قابلِ تعریف هے *

کیتهو — (مسکریل کي طرف مخاطب هوکر) آپ

کا دل اتنا زخمي نہیں ہوا جتنا کہ آپ خوف زدہ معلوم ہوتے ہیں - اور ابھي تو آپ کے دل کو کسي نے چھوا ھي نہیں - آپ پہلے ھي چلّا اُٹھے *

مسکریل — غضب ! تمام زخمي کیوں ہوگیا ہے ؟

[مروت داخل ہوتي ہے]

مروت — حضور ! کوئي شخص آپ کي ملاقات کے لئے آیا ہے *

میدلان — کون ہے ؟

مروت — وائي کونت جدلے -

مسکریل — وائي کونت جدلے ؟

مروت — جي ہاں *

کیتھو — کیا آپ انہیں جانتے ہیں ؟

مسکریل — میرے بڑے بے تکلف دوست ہیں *

میدلان — انہیں فوراً یہاں لے آؤ *

مسکریل — کچھہ عرصے سے میري اُن سے ملاقات نہیں ہوئي - اور میں اس اتفاقیہ ملاقات پر بہت خوش ہوں *

کیتھو — لیجئے وہ تشریف لے آئے (جدلے اور المنرز داخل ہوئے) *

مسکریل — وائي کونٹ صاحب آئے *

جدلے — آها ! مارکوئیس ! (دونوں بغلگیر هوتے هیں) *

مسکریل — میں آپ کو دیکهه کے بہت خوش هوا *

جدلے — مجھے آپ سے مل کے نہایت مسرت هوئي *

مسکریل — آئیئے ایک دفعه پهر بغلگیر هولیں *

میدلان — (کیهتو سے مخاطب هو کر) بهن ! اب هماري شہرت اور واقفیت بہت بڑه رهي هے - معزز لوگ اب همارے هاں آنے لگ گئے هیں *

مسکریل — میں آپ سے ان کا تعارف کرانا چاهتا هوں - والله ! یه آپ کي واقفیت کے قابل هیں *

جدلے — یه تو همارا فرض هے که هم آپ کي خدمت میں حاضر هوکر نیاز حاصل کریں - اور آپ کے حسن کے کرشمے یه تقاضا کرتے هیں که هم آپ کے خادم بنیں *

میدلان — آپ اپنے اخلاق میں بہت تجاوز کرتے هیں - ورنه هم اس تعریف کے مستحق نہیں *

کیتهو — هم اپنے روزنامچے میں آج کے دن کو نہایت مبارک لکهینگے *

میڈلان — (الفرز کي طرف مخاطب ہوکر) ادھر آؤ بیوقوف احمق ! اب کیا تجھے بار بار کہا جایا کرے ؟ کیا تو دیکھتا نہیں کہ ایک اور آرام کرسي کي ضرورت ہے ؟

مسکریل — آپ کو وائي کونٹ صاحب ذرا زرد رو سے نظر آتے ہونگے - آپ ان کو دیکھہ کر حیران نہوں - یہ بیماري سے ابھي اُٹھے ہیں *

جدلے — دفتر کي متواتر حاضري اور جنگ کي تھکان کي وجہ سے میں ایسا نظر آتا ہوں *

مسکریل — کیا آپ جانتي ہیں کہ جدلے صاحب اپنے زمانے کے بڑے بہادر اور بڑے جري سمجھے جاتے ہیں ؟

جدلے — آپ کي بھي شہرت اس بارے میں کچھہ کم نہیں ہے - ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ میدان میں کیا کچھہ کرسکتے ہیں *

مسکریل — بیشک ہم میدان جنگ میں اکٹھے رہے ہیں اور ایک دوسرے سے اچھي طرح واقف ہیں *

جدلے — ہماري واقفیت فوج میں شروع ہوئي تھي - پہلي دفعہ جب ان سے میري مُلاقات ہوئي - یہ ایک رسالے کے کمان افسر تھے *

مسکریل — یہ درست ہے - مگر آپ مجھہ سے

پہلے هي ملازم تھے - اور مجھے یاد ھے که میں اُس وقت ایک سوار تھا - جب آپ دوهزار سواروں کے کمان افسر تھے *

جدلے --- جنگ بھي کیا عجیب چیز ھے - مگر موت بھي ساتھه هي ھے - لیکن آجکل تو هم جیسے بہادروں کي کچھه قدر نہیں هوتي *

مسکریل --- درست ھے - میں نے ارادہ کر لیا ھے که اپني تلوار کو اب میان هي میں رهنے دوں *

کیتھو --- میں فوجي آدمیوں کي نہایت مشتاق هوں *

میدلان --- مشتاق تو میں بھي هوں - لیکن میں اس کو پسند کرتي هوں - جس میں لیاقت اور شجاعت دونوں موجود هوں *

مسکریل --- وائي کونٹ ! کیا آپ کو یاد ھے که ایک موقع پر هم نے کیسي جانبازي دکھائي تھي ؟

جدلے --- هاں مجھے خوب یاد ھے - بلکه میں تو اس میں زخمي هوگیا تھا اور اس کا نشان اب تک ھے - دیکھئے یه زخم کتنا گہرا ھے *

کیتھو --- هاں میں دیکھتي هوں - واقعي بہت گہرا ھے *

مسکریل --- میرے سر کے پشت پر بھي ایک زخم ھے ذرا اس کو دیکھئے *

میدلان -- ہاں میں نے دیکھا *

مسکریل -- یہ گولي کا نشان هے جو مجھے پچھلے معرکے میں لگي تھي *

جدلے -- (اپني چھاتي کو برهنه کرکے) دیکھئے - یہ اور زخم هے جو بہت هي گہرا لگ گیا تھا *

مسکریل -- (بٹنوں کو کھولکے) میں آپ کو ایک اور زخم دکھاتا هوں *

میدلان -- آپ تکلیف نه فرمائیں - بغیر دیکھنے هي کے همیں آپ پر یقین هے *

مسکریل -- انہیں زخموں سے آدمي کي مردانگي اور شجاعت ظاهر هوتي هے *

کیتھو -- اس میں کوئي کلام نہیں *

مسکریل -- وائي کونٹ صاحب ! کیا آپ کي گاڑي باهر کھڑي هے ؟

جدلے -- کیوں ؟

مسکریل -- میرا خیال تھا که هم ان لیڈیز کو سیر کراتے اور ان کي دعوت کرتے *

میدلان -- میں آپ کا شکریه ادا کرتي هوں - لیکن آج هم باهر نہیں جا سکتے *

مسکریل — تو ہم یہاں پھر دو چار گویّوں کو بلوالیں - اور محفل رقص کرلیں *

جدلے — خوب سوجھي - واقعي چاهئے *

میدلان — همیں بھي منظور ہے - لیکن هم چاهتے هیں که کچھه اور لوگ یہاں همارے ساتھه شریک هوں *

مسکریل — یه لیجئے (ایک فہرست مشہور اور معزز لوگوں کے ناموں کي پڑھکر) مگر ان سب میں یه نقص ہے که وقت پر جب ان کي ضرورت هو تو ملا نہیں کرتے *

میدلان — المنزر ! مار کوئیس کے ملازم سے کہدو - که گویّوں کو بلا لائیں - اور همارے همسایوں سے بھي کہدو که وہ همارے ساتھه یہاں ناچ میں شریک هوں *

[المنزر باهر جاتا ہے]

مسکریل — وائي کونت ! دیکھئے - آنکھیں کیسي هیں ؟

جدلے — آپ کي کیا راے ہے ؟

مسکریل — میري راے ؟ میرے خیال میں تو مجھے اُنھوں نے تسخیر کر لیا ہے - مجھے تو ایک سخت بیتابي سي محسوس هوتي ہے - اور میرا دل تو ایسا معلوم هوتا ہے - که ایک هي تار سے معلق ہے *

میدلان — جو کچھه یه کہتے هیں کیا قدرتي طور پر

بے تصنّع ہے - ہر ایک چیز کو آپ کس خوش اسلوبي سے
ادا کرتے هیں *

کیتھو — ان کي ظرافت تو دیکھئے بات بات سے ٹپکي
پڑتي ہے *

مسکریل — جو کچھه که میں کہتا هوں - اس کے
یقین دلانے کے لئے میں اپنے خیالات کي حالت کو چند
في البدیهه اشعار میں منظوم کر کے سناؤنگا *

کیتھو — آپ کي خدمت میں یه میري دلي
التجا ہے که جو چیز آپ خاص همارے لئے تصنیف فرمائیں
وہ همیں سناکر ضرور محظوظ و ممنوں فرماویں *

جدلے — میں بھي کچھه کہتا هوں مگر خون کے نکل
جانے سے ایسا کمزور هوگیا هوں که دماغ میں اب شعر گوئي کي
قابلیت نہیں رهي *

مسکریل — پہلا شعر تو میں خوب کہه لیتا هوں -
لیکن باقي کے لئے مجھے بہت پریشان هونا پڑتا ہے - مگر آپ
جانتے هیں که جلدي میں کچھه ایسے اچھے شعر نہیں نکلتے -
في البدیهه کہنے کے لئے مجھے کچھه وقت درکار ہے - اور پھر
دیکھینگے که وہ شعر کیسے اچھے هیں *

جدلے — (میدلان کي طرف مخاطب هوکر) واقعي
یه بڑا هي طباع ہے *

میدلان — ہاں - طبیعت خوب رسا ہے *

مسکریبل — وائي کونٹ ! کہئے کونٹس سے ملاقات ہوئي ہے ؟

جلالے — تین ہفتے سے ملاقات نہیں ہوئي *

مسکریبل — کیا آپ کو معلوم ہے کہ ڈیوک آج صبح میرے ملنے کے لئے آیا تھا اور چاہتا تھا کہ میں اُس کے ہمراہ بارہ سنگے کا شکار کھیلنے کے لئے مُفصّلات میں چلوں ؟

میدلان — وہ لیجئے ! ہمارے دوست آپہنچے *

[رسیل - کیلمین - المنوز اور سازندے]

میدلان — مجھے امید ہے - کہ اس تکلیف دہي کے لئے آپ معاف فرمائینگے - یہ اصحاب ذرا رقص کے خواہشمند تھے - اس لئے میں نے آپ کو تکلیف دي کہ ہماري محفل ذرا بھر جائے *

رسیل — آپ نے بڑي عنایت فرمائي *

مسکریبل — یہ بالؔ بہت جلدي میں مقرر ہوا ہے - لیکن کسي دن ہم باقاعدہ کرینگے - کیا سازندے آگئے ہیں ؟

المنوز — جي حضور - حاضر ہیں *

[مسکریبل نے خود ایک سُر شروع کردیا]

کیتھو — آپ رقاص بھي اچھے معلوم ہوتے ہیں *

مسکریل — سازندو! ٹھیک بجاؤ - کیسے جاهل معلوم هوتے هو! ان کے ساتھہ تو ناچنا نا ممکن هے - کیا تم درست نہیں بجا سکتے ؟ (سُر شروع کرکے) او گنوارو! تم بجانا جانتے نہیں - ذرا آهستہ !

جدلے — (اپني باري پر ناچکر) اتني جلدي نہ بجاؤ - میں تو ابھي بیماري سے اُٹھا هوں *

[کروسي اور گرانج داخل هوتے هیں]

گرانج — (هاتھہ میں چھڑي لئے هوئے) پاجیو ! تم یہاں کیا کر رهے هو؟ تین گھنٹے سے هم تمہیں ڈھونڈ تے پھر تے هیں *

[مسکریل اور جدلے کو مارتا هے]

مسکریل — اوهو ! چوٹوں کي نسبت تو تم نے کچھہ نہیں کہا تھا *

جدلے — اُف !

گرانج — شیطان ! مُعزّز آدمیوں کي نقل کرنا تمہارے لئے خوب شایاں هے *

کروسي — تمہیں اپني حیثیت اس طرح معلوم هوجائیگي *

[کروسي اور گرانج چلے جاتے هیں]

میدلان — اس کے کیا معنے هیں ؟

جدلے — یہ ایک شرط تھي *

کیتھو — کیا اس طرح پیٹا جانا ؟

مسکریل — خیر! مجھے اُس کی کچھ پرواہ نہیں - میں زیادہ تیز طبع ہوں - اور پھر مجھے اپنے آپ پر قابو نہیں رهتا *

* **میدلان** — هماری موجودگی میں یہ گستاخی !

مسکریل — یہ کوئی ایسی قابل ذکر نہیں - هم بہت پرانے دوست هیں - اور بہت بے تکلفی ہے - ایسی ایسی خفیف باتوں پر ناراض نہیں هونا چاهئے *

[کروسی اور گرانج پھر داخل هوتے هیں]

گرانج — مردودو! میں تمہیں یقین دلاتا هوں کہ تم هم پر هنس نہیں سکتے - (دروازے کی طرف رُخ کرکے) تم سب اندر آجاؤ*

[تین چار بد معاش اندر داخل هوتے هیں]

میدلان — همارے گھر میں مداخلت کرنے کے تم کس طرح مجاز تھے ؟

کروسی — لیڈیز ! هم یہ کس طرح جائز سمجھیں کہ همارے ادنیٰ نوکروں کی هم سے بھی زیادہ عزت هو؟ کیا هم انہیں اجازت دیسکتے هیں - کہ آپ کے ساتھ هماری ذمہ واری پر عشق بازی کرتے پھریں ؟

میدلان — کیا یہ تمہارے ملازم هیں ؟

گرانج — هاں - همارے نوکر هیں - اور نہ یہ ایمانداری

ہے اور نہ مناسب ہے کہ آپ انہیں اپنے فرایض سے گریز کرنے کی ترغیب دیں ٭

میدلان — واللہ ! کیسی گستاخی ہے !

گرانج — مگر ہم انہیں اپنے شاندار کپڑے نہیں پہننے دینگے - اگر آپ ان کو چاہتی ہیں - تو یہ ان کی وضع کے سبب سے ہے - چلو ! نکلو ! سب کپڑے اتارو ! ٭

جدلے — ہمارے سامان آرائش ! اب تم رخصت ہو ٭

مسکریل — مارکوئیس - اور وائیکونٹ کے عالی رتبے ! اب تمہیں بھی الوداع ہے ٭

کروسي — حرامیو ! کیا تم نے بے حیائی سے ہمیں اُڑانا چاہا تھا ؟ کسی اور جگہہ جاکر ایسی دل لگی کرنا ٭

گرانج — ہماری بلی ہمیں کو میاؤں ! اور پھر ہمارا ہی لباس پہنکر !

مسکریل — اے دولت ! تو کیسی جلد بدل جانے والی ہے !

کروسي — میں کہتا ہوں ہر ایک چیز جو ہماری ہے فوراً اتار دو ٭

گرانج — اِن تمام کپڑوں کو اُٹھا لو - جلدی ! لیڈیز ! اب آپ ان کی اس حالت میں جس قدر محبت کرنا چاہیں

کر لیں - هماری طرف سے اب آپ کو بالکل اجازت ہے - میں اور یہ میرے دوست آپ کو یقین دلاتے هیں کہ کوئي حسد نہ کرینگے *

کیھتو —— یہ کیا رسوائي هوئي !

میدلان —— میں تو بہت نادم هوں *

پہلا سازندہ —— (مسکریل سے) اس کے کیا معنے ؟ همارے روپے کون دیگا ؟

مسکریل —— حضور وائي کونت سے لو *

دوسرا سازندہ —— (جدلے سے) هم فیس کس سے لیں ؟

جدلے —— جناب مارکوئیس صاحب سے *

[جارجیس داخل هوتا ہے]

جارجیس —— (میدلان اور کیتھو سے) جو کچھہ میں دیکھتا هوں یا سنتا هوں معلوم هوتا ہے - کہ تم نے همارے گھر کو ایک عمدہ هوتل بنا دیا ہے - یہ لوگ سب جو جمع تھے - تمھاري کرتوتیں مجھہ سے ذکر کر گئے هیں *

میدلان —— ابا جان ! همارے ساتھہ بڑي سخت چال کي گئي ہے *

جارجیس —— بیشک یہ چال سخت تو ہے - مگر یہ چال تمھاري بیوقوفي اور سادہ لوحي کي وجہ سے تھي -

تمھاري قدرداني سے وہ سب رنجیدہ ھوگئے - اور مجھہ کمبخت کو اب یہ شرم اُتھاني پڑي *

میدلان — میں اُن سے اِنتقام کي کوشش میں اپني جان لڑادونگي - اور تم کمبختو ! کیا اب تک یہیں موجود ھو باوجود اس گستاخي اور بیحیائي کے ؟

مسکریل — ایک مارکوئیس سے اس طرح سلوک کرنا چاھئے ؟ ھاں بیشک - دنیا کا یہي قاعدہ ھے - وھي جو ھمیں ابھي محبت کي نگاہ سے دیکھتے تھے اب حقارت کي نظر سے دیکھتے ھیں - آؤ میرے دوست چلے آؤ - آؤ ھم کسي اَور جگہہ چل کے قسمت آزمائي کریں - میں نے دیکھہ لیا - کہ سوا‌ے بیروني نمائش کے اور کوئي چیز یہاں بھاتي نہیں - اور وہ خوبي اور لیاقت کي اِس سیدھي سادي صورت میں قدر کرنا نہیں جانتیں *

[مسکریل اور جدلے چلے جاتے ھیں]

پہلا سازندہ — جناب ! ھماري فیس آپ اِدا کریں - یونکہ ھم یہیں گاتے بجاتے رھتے ھیں *

جارجیس — (مار کر) ھاں ھاں - پھر میں ابھي سب کچھہ دیئے دیتا ھوں (اور مار کر) یہ لو - اور تم بیوقوف لڑکیو ! تمھیں بھي کیوں نہ یہ سزا دیني چاھئے - تمام ھمارے ھمسائے ھمارا مضحکہ اُڑائینگے - یہ سب تمھارے تمسخر اور بیہودگي کا نتیجہ ھے - جاؤ کہیں اب چھپ جاؤ - ھمیشہ کے

لئے اب دور ہوجاؤ - میرے سامنے اب نہ آؤ - (میدان اور کینھو چلے جاتے ہیں) اور اُن کی نادانیوں کے بواعث - نکمے بیہودہ فضولیات - بیکار دلوں کے مشاغل - افسانوں - اشعار - راگ گیت - جھوٹ - فریب - مکر - تم سب دور ہو جاؤ *

} اکــرام

ایک مین اور اُس کے چھہ پردے

دیدنی ہے شکستگی دل کی
کیا عمارت غموں نے ڈھائی ہے !

۱ ـــ دریا کا کنارہ - برسات کا موسم - شام کا وقت - اور پانی برس گیا ہے - دریا اپنے زوروں پر بہ رہا ہے - موج پر موج - لہر پر لہر آتی ہے - اور اپنے ساتھہ خدا جانے کہاں کہاں کے خس و خاشاک بہائے لئے چلی جاتی ہے - خشک لکڑی کا ٹکڑا - کسی درخت کی تازہ ٹوٹی ہوئی شاخ - اور کچھہ نہیں تو خالی پانی ہی ہے - مگر ایک عجیب سُرعت اور سنجیدگی سے ہر ایک شے بہتی چلی جاتی ہے - دریا کی روانی سوچنے والوں کے دل میں دنیاے فانی کی طرف سے بد گمانیاں پیدا کر رہی ہے - بے ثباتی کا تصور اُس وقت کے مشاہدہ عینی سے امداد پاکر ایسی روشن تصویر دیدۂ دل کے سامنے پیش کرتا ہے کہ پھر اور کسی عینک کی حاجت نہیں رہتی *

۲ — ناؤ کا پل بندھا ھے - لوگ اُس پر سے گذرتے ھیں - اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر آتے جاتے ھیں - کوئي رواں رواں جلدي جاتا ھے - کوئي رُک رُک کر سیر دیکھتا ہوا چلتا ھے - کوئي کہیں اپنے ھم مذاق دوستوں کے مجمع میں کسي کشتي کے ایک کونے پر بیٹھا تماشا دیکھتا ھے - دل خوش کیا - اور سب اُٹھکر چلدیئے - غرضکہ چلنا ھر حال میں مقدم ھے - اُس سے خالي کوئي بات نہیں *

۳ — دریا کے اُس پار عین کنارے پر ایک پراني بارہ دري ھے - اُس کي یہ حالت ھے کہ چھت ندارد - کبھي کي پڑي ھوئي بیچاري ایسي گري کہ پھر کسي نے بنوانے کا نام نہ لیا - دریا کے قریب کے حصے کي دیواریں بھي پاني کے لگاتار اثر سے نرم ھو کر دریا میں گر پڑیں - پاني بالکل ملا ھوا گذرتا ھے اور مکان کے باقي حصوں کے رھنے کي بھي کوئي اُمید چنداں نظر نہیں آتي - جو ننگے ستون اور دیواریں اب تک کھڑي ھیں - گویا زبانِ حال سے پکار رھي ھیں - کہ ع ھم کو دیکھو ھمارا حال سنو * اور دنیا اور اس کي بیوفائیوں کا سبق خوب ذھن نشیں کر لو - مگر ایسے اھلِ دِل کہاں سے آئیں - جو دریا کے شور و غل میں اُن بیچاري دیواروں کي خاموش آوازوں کي طرف کان دھریں ! ع صدا طوطي کي سنتا کون ھے نقار خانے میں ؟

۴ — اُس پار دریا سے تھوڑے فاصلے پر تین پُرانے مقبرے نظر آتے ھیں - ایک تو کسي بادشاہِ جمجاہ کا - وہ تو

خیر بہت کچھہ اپني شان کو قائم رکھے ہوئے ھے اگرچہ تاکے -
دوسرا اُس سے کچھہ دور اُسي بادشاہ کے کسي امیر کبیر کا -
مگر اُس کے گُنبد کي عجب حالت ہو رہي ھے - اُس کے
نیچے کي استر کاري اینٹوں سے علٰحدہ ہوکر گرا ھي چاھتي ھے -
واہ رے معمارو ! تم نے تو مصالحہ کے بنانے اور اس کے لگانے
میں کوئي کسر اپني طرف سے نہیں چھوڑي - مگر اس کو
کوئي کیا کرے کہ قانونِ قدرت ھي ھمیشہ ھر چیز کی حالت میں
ایک تبدیلي چاھتا ھے ؟ چونے کي تہ اپنے آپ میں تو ابھی تک
ایسي پیوست ھے کہ پھٹنے کا نام نہیں لیتي - مگر کمبخت
اینٹوں کو کوئي کہاں تک کوسے - جنہوں نے اپنے سے
علٰحدہ کرکے اُس بیچارے کو اُسي حال پر چھوڑ دیا ھے ؟
ع تیري بلا سے کوئي مرے یا کوئي جئے * تیسرا مقبرہ نیچي
چھت والا - ذرہ اور فاصلے پر اُسي بادشاہ کي سب سے پیاري
بیگم کا ھے - اِس مکان کي ناگفتہ بہ حالت کا کیا کہنا ! دیکھو
تو اُس کي مکین خود اپني نہ بولنے والي زبان سے کیسي
پیشین گوئي کر گئي ھے *

* شعر *

بر مزار ما غریباں نے چراغے نے گلے
نے پر پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے

دن کو قریب کے گانؤں کے چرواھے اپنے اپنے جانور چرانے لے
آتے ھیں - مکان میں گوبر سب طرف جابجا پڑا ھے - کہیں گائیں
بھینسیں بیٹھي ھیں - کہیں بچھڑے کھڑے ھیں - کہیں بکریوں کے
پاس ان کے بچے کلیل کر رھے ھیں - آس پاس لڑکے بے تکلفي
سے مختلف کھیل کھیلتے ھیں - اور اپني ناداني میں ان کو

یہ بھي معلوم نہیں کہ هم کس کي خاک کو پامال کررہے هیں ! آہ ! وہ - جس نے اپنے علم اور عقل - خوبي اور سخاوت کے نور سے ایک جہان کو منور کر رکھا تھا - آج اُسي کے قول کے موافق اس کي قبر پر دیا تک نہیں ھے - پھولوں کا تو کیا مذکور !

۵ — ناؤ کے پُل سے اُوپر کي طرف لوہے کا پُل ھے - ریل گاڑي اُس پر سے آتي اور گذر جاتي ھے - اگرچہ ظاهرا وہ اس منظر کے اثر سے متاثر هوتي بالکل معلوم نہیں هوتي - مگر ایک رواني ھے کہ جس سے وہ خود بھي خالي نہیں - دنیا کي کسي بات کو قرار نہیں - قیام نہیں - واقعي

ع سخت بے اعتبار ھے دنیا !

۶ — دریا کے اس پار ایک لکڑي کا لٹھا کسي پہاڑي مقام سے بہکر آیا پڑا ھے - اس پر ایک اجنبي شخص اپني بے خودي کے عالم میں غرق - خاموش بیٹھا ھے - اُس کا پیارا اور پیار کرنے والا باپ - ابھي تھوڑے دن ھوئے اُس کے سر سے اُٹھ گیا ھے • اس کو بالکل مضمحل اور دل شکستہ چھوڑ گیا ھے - وہ ھرچند اس صدمے کو اپنے دل سے دور کرنا چاھتا ھے - اور اس کي کوشش بھي کرتا ھے - اور شاید کیا عجب ھے کہ وہ اسي خیال سے اپنا جي بہلانے کو دریا کے کنارے بھي آبیٹھا ھے - مگر کہاں ! جو دل خدانے ایسے بنائے ھیں - کہ ھمیشہ غم کي چاشني سے لذت گیر رھتے ھیں - وہ کہیں ایسے صدموں کو آسانی سے بھول سکتے ھیں ! اُس نے دریا پُل - بارہ دري اور مقبروں کي

طرف یکے بعد دیگرے نگاہ ضرور ڈالي - اور سب میں ایک رواني - تغیر اور شکستگي کي کیفیت بھي پائي - مگر رہ رہ کر اُس کا خیال اس کو اپني هي جانب متوجه کرتا تھا اور بار بار بے ساختہ اِس کي زبان سے نکل جاتا تھا * شعر *

دیدني ھے شکستگي دل کي
کیا عمارت غموں نے ڈھائي ھے !

{ جہانگیر

ایک رات

دس بجے ھونگے - چاندني رات تھي - برآمدوں سے قریب هي صحن میں کرسیوں اور چار پائیوں پر چار چار پانچ پانچ آدمي خوش گپیوں میں مصروف تھے - وہ وقت کچھہ ایسا دلکش تھا اور نو جواني کي بے تکلف گفتگو - چٹکلوں اور لطیفوں سے رنگِ محبت اس قدر گرم ھو رھا تھا کہ سونے کا خیال بھي دل میں پیدا نہ ھوتا تھا - دفعتاً آسمان کا چہرہ مُکدّر ھونا شروع ھوا - ھوا میں سرسراھٹ پیدا ھوگئي اور وہ زیادہ نمایاں طور پر محسوس ھونے لگي - چاند کا پیارا پیارا شوخ رنگ پھیکا پڑگیا اور تارے جھلملا جھلملا کر رہ گئے - کسي نے کہا "وہ دیکھو! آندھي آن پہنچي "- سب گھبرا گھبرا کر دیکھنے لگے - حقیقت میں مغربي آسمان زرد ھورھا تھا اور یہ زردي ھر ھر گھڑي آگے کو بڑھتي آتي تھي - دو هي منٹ گذرے ھونگے کہ گرد و غبار کے

سیلاب نے چاروں طرف سے گھیر لیا - ڈھول اور مٹی اُڑ اُڑ کر آنکھہ کان ناک اور منہہ کي خبر لینے لگي اور طوفان کے شدید تھپیڑے پڑنے لگے - کواڑوں کے زور زور سے ٹکرانے اور کھٹا کھٹ کي آواز سے یاد آگیا کہ کمرے کھلے ھیں - اُٹھے اور رومال سے چہرہ ڈھک کر اٹکل سے کمرے پر پہنچے - دروازہ بند کیا - صحن سے برآمدے میں کھینچکر ننگي چار پائي پر چادر میں سر لپیٹ پڑ رہے - کچھہ دیر ضرور اضطراب اور پریشاني میں کٹي - گرد و غبار سے جو گرداب کي مانند ھو رہا تھا کچھہ سوجھہ نہیں پڑتا تھا - کہ کس پہلو پر سوئیں اور کس پر نہ سوئیں - چندے کروٹیں بدلیں - بے چیني اور گھبراھٹ کا اظہار کیا - مگر مجھکو یقین ھے کہ تھوڑے ھي دیر بعد خراٹے مار رہا ھونگا *

معلوم نہیں کیا وقت تھا کہ اچانک آنکھہ کھل گئي - ٹھیک ٹھیک نہیں بتا سکتا کہ کیونکر - مگر مجھے تو مچھر خانم پر کچھہ بد گماني سي ھو رھي ھے - ورنہ جاگنے کے ساتھہ ھي کیوں میں نے ھاتھہ کي پشت کو چار پائي کے پائے سے رگڑ رگڑ دیا تھا * مگر جس طرح بھي آنکھہ کھلي ھو اور جس کي وجہ سے بھي کھلي ھو وہ میرے دلي شکریہ کا مستحق ھے - میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا - آھا کیا کیفیت تھي ! نور کا وقت تھا - ھوا تھم گئي تھي اور زمین و آسمان پر سناٹا چھایا ھوا تھا - اس وحشت خیز آندھي کي بجائے جس میں میں نے آنکھیں بند کي تھیں - ھلکي ھلکي فرحت افزا نسیم چل رھي تھي - یہ کسي ننّھے سے باجے کي سُریلي آواز کس

طرف سے آرهي هے ؟ شايد - رفيقِ شب جهينگر هے که اس بيخودي کے ساتهه ايسي ميٹهي مسلسل تان اُڑا رها هے - نسيم کے جهونکے - که پيهم اور لگا تار نهيں هيں - اگر روحاني سرود فرض کئے جائيں تو معلوم هوتا تها که جهينگر اس روح پرور سرود کے لئے تنبور کا کام دے رها هے *

چاند - واه کيا پيارا نام هے ! مگر مجهه کو شبهه هے که اس کي اس وقت کي صورت کے لئے يه نام بهي موزوں هے يا نهيں - جي چاهتا تها که اس کو ملکۀ فلک بلکه ملکه فلک کا تاج کهوں - مگر کوئي نام بهي اس پياري اور دل لبهانے والي صورت کا صحيح خيال دلانے کے لئے کافي نهيں هوسکتا جو نصف آسمان سے کچهه ڈهلکر ٹکٹکي باندهے هوئے دنيا اور اهلِ دنيا کو تک رهي تهي - کيا وه اس خيال ميں محو هے که ميرے نور نے ان چيزوں کو کتنا خوبصورت بناديا هے ؟ نهيں - اس کو تو يه معلوم نهيں که خدانے اس کو ايسي پياري - دلفريب صورت عطا کي هے - معلوم هوتا تو ممکن تها وه يوں اهل دنيا کو اپنے حسن کے مزے لوٹنے ديتي ؟ اس بهولي بهولي حسين صورت کو ديکهه ديکهه کر کبهي يه خيال هوتا تها که سرور و نشاط کا عالم اس پر چهايا هوا هے - ابهي ايک دل کش اور همدردي پيدا کرنے والي اُداسي برسنے لگتي تهي - کبهي متانت - سنجيدگي اور محسوس وقعت کا اظهار هوتا تها - کبهي يه معلوم هوتا تها که اهل دنيا کو اپنے پاس کهينچنے اور اگر يه ممکن نه هو تو خود هي اُن کے پاس چلے آنے کے لئے بيتاب هو رهي تهي - پرانے يوناني شعرا کو شايد

ایسي هي ادا نے دھوکا دیا ہوگا کہ اُنھوں نے اس کو سچ مچ انڈیمین کے آغوش میں لا سلایا - مگر پیارے چاند! تجھہ پر کسي خاص کیفیت کا محمول کرنا ناممکن ھے - جس طرح تیري صورت کو غور سے دیکھنے والے تیري تعجب خیز خوبصورتي سے مسرور - کبھي تجھہ سے دور ہونے کي وجہ سے مغموم معلوم ہوتے ہیں - کبھي تیرے نور سے فیضیاب ہوکر سر چشمۂ هستي کے ممنون اور کبھي تیري سرتاپا راز زندگي سے متحیر ہو جاتے ہیں - ممکن ھے کہ خود تجھہ پر اھلِ دنیا کو دیکھہ دیکھہ کر یہ کیفیتیں پیدا ہوتي ہوں - کیونکہ باوجود اس پستي کے ہم بھي قدرت کي ایک عجیب و غریب صنعت ہیں - بلکہ خالقِ کائنات کے قول کے مطابق ہم انسان تو اشرف المخلوقات یعني تجھہ سے بھي کچھہ بڑھہ کر ہیں - اس لئے کچھہ تعجب نہیں کہ اپني طرح ہم تجھہ کو بھي مختلف کیفیتوں کا محکوم سمجھہ لیں *

مجھکو اس خیال سے بڑي خوشي ہوئي کہ اس خوبصورت منظر کو زیادہ خوبصورت بنالینا میرے بس میں تھا - چارپائي پر لیٹے لیٹے آنکھہ پر آنگلي رکھہ کر چاند کے ساتھہ کھیلنا شروع کیا - ابھي ایک چاند تھا - میري وڑي سي کوشش سے دو ہوگئے - پھر ایک چاند تو فوق السما پر تھا - اور دوسرا انتہائے افق پر سطح زمیں کے بوسے لے رہا تھا *

تاروں پر چاند کي روشني اس قدر غالب آگئي تھي کہ وہ بالکل اس عالمگیر نور کا ایک حصہ ہوگئے تھے - میں نے بہتیرا

آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا مگر کسي چھوٹے ننّھے تارے کي صورت دکھائي نہ دي *

نیم کے درختوں کي ایک قطار مجھہ سے کچھہ فاصلے پر ھوکر گذرتي تھي - چاھئے تھا کہ وہ اس نور کي کیفیت کو کم کردیتے - مگر نہیں - اُن کا بےخودي کے عالم میں جھومنا اور ایسے وقت میں کہ ساري نیچر سورھي تھي - سائیں سائیں کرنا - کس قدر بھلا معلوم ھوتا تھا - ٹہنیوں پر کوہِ قاف کي اُن دوشیزہ اور پاکباز لڑکیوں کا گمان ھوتا تھا جو کسي سرسبز چوٹي پر گلّے چراتے وقت ایک بےفکري کے عالم میں کھیل کود میں مصروف ھوجائیں اور تکلف کي زنجیریں آتار کر ناچنے لگیں - اُف ! وہ کیسا وقت تھا کہ فطرتِ انساني سارے پست خیالات سے پاک ھوکر قدرت کي نیرنگیوں میں محو ھو ھو جاتي تھي - دیکھو ! وہ شاخیں ایک دوسرے کے ساتھہ سرگوشیاں اور اس تنہائي اور فرصت کے وقت کو غنیمت سمجھہ کر چُہلیں کر رھي ھیں - ھوا کا وہ دوسرا جھونکا آیا - اور جیسے کوئي چُلبلي طبیعت کي طرّارہ کسي شوخي لئے ھوئے فقرے کي تاب نہ لاکر کھٹ سے الگ ھو جاتي ھے - بعینہ وہ شاخ پُھرتي سے دوسري کو جھٹکا دے، ایک طرف کو جُھک گئي ھے - اُوپر سے پاک دل چاند یہ تماشا دیکھہ رھا ھے *

خاموشي کا یہ عالم تھا کہ آسمان سے زمین تک کوئي آواز سنائي نہیں دیتي تھي - جھینگر کي آواز بلکہ پیہم راگ تو البتہ تھا - مگر وہ اس فرحت بخش کیفیت میں اس قدر

ڈوبا ہوا تھا کہ میں اس کو بھی چاندنی - ہوا یا خاموشی کا
ایک جزو تصور کرنے پر زیادہ مائل تھا - اِس سمّا نے میں
مجھہ کو یہ خیال ہوتا تھا کہ دنیا میں صرف چار ھی چیزیں
زندہ ہیں - چاند - درخت - ہوا اور میں - کاش یہ غلط فہمی
کچھہ دیر قایم رہ سکتی ! اس سہانے سمے کے دل کھول کر لطف
اُتھا رہا تھا - تکلف کا خیال بھی دل کی وا رفتگی کو چھو نہ
گیا تھا - نیکی کے فرشتے روح کے کانوں میں کچھہ عجب
ھوش رُبا راگنی گارھے تھے کہ العلم حجاب اکبر کی سچائی
بڑے زور سے مجھہ پر ظاہر کی گئی - عین اس موقع پر کہ
دل محویت سے بھرا ہوا تھا - شاعروں کی طرف خیال رجوع
کرگیا کہ ایسے ھی مناظر ہونگے جن سے متاثّر ہو کر وہ نیچر
پرست ہوگئے - میں کیوں اس موقع اور وقت سے شاعرانہ سبق
اخذ نہ کروں ؟ اس خیال کا آنا تھا کہ تکلّف اور تکلّف کے ساتھہ
تصنّع نے میری از خود رفتگی پر قبضہ کرنا شروع کیا - ایک
پژمردہ خشک پتے کی کھڑک کانوں میں پڑی - یہ اس عالم
خاموشی میں پہلی بےربط آواز تھی - جس نے توجہ کو
کسی اور طرف مائل کیا ہو - اِس آواز کا اثر ابھی تازہ ھی تھا
کہ صفدر کی چارپائی پر سے " اللہ میاں ! کیا کر رہے ہو " ؟
کی آواز سنائی دی - یہ شکایت کا پہلو لئے ہوئے تھی اور بلا شبہہ
مجھہ کو ناگوار معلوم ہوئی - مگر فوراً خیال آیا کہ شاید یہ کسی
منحوس خواب کا نتیجہ ہو - پورے طور پر ابھی یہ خیال پیدا
نہیں ہونے پایا تھا کہ سردار اور کریم نے یکے بعد دیگرے صفدر کو

مخاطب کرکے پوچھا "کیوں بھئي کیا ہے ؟" ان بزرگوں نے متعدي مرض کا کام کیا - ایک ایک کرکے چارپائیوں پر سے آوازیں آني شروع ہوئیں - ان کرخت آوازوں نے مجھہ پر بڑا ظلم کیا - یہي معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ایک نہایت ہي خوشگوار خواب میري آنکھوں کے سامنے سے ہٹا جاتا ہے * * شعر *

سنبھلنے دے مجھے اے ناامیدي کیا قیامت ہے

کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھہ سے

افسوس یہ ظالم اور بےدرد آوازیں اِس دلچسپ طلسم کے توڑنے میں ایک حد تک کامیاب ہو گئیں - کچھہ یونہي سا نقشہ آنکھوں کے سامنے جما ہوا تھا کہ سڑک پر سے ریل کي سیٹي اور پھر کھڑکھڑاہٹ کي آواز کانوں میں پڑي - اس پر غضب یہ ہوا کہ مؤذن نے اپني کرخت آواز بلند کردي - جس کے ختم ہوتے ہي کالج کے مختلف شعبوں کي گھنٹیاں بجنے لگیں اور اُنھوں نے سارا طلسم توڑ دیا *

اب نہ ہوا میں وہ خنکي تھي نہ چاندني ہي کا کچھہ پتا تھا - جھینگر اپني راگني ختم کر نہیں معلوم کس کونے میں چھپا پڑا تھا - درختوں میں وہ کیفیت باقي تھي - نہ شاخوں ہي پر کوہِ قاف کي پریوں کا دھوکا ہوتا تھا - اور خاموشي کي بجائے تو تن تن ٹناٹن کي آواز کانوں کو دق کر رہي تھي *

حاجي محمد خان
مدرسة العلوم علیگڈہ

برسات

اُف ! برسات کا موسم بھي کس قيامت کا ھوتا ھے ! ذري گھر سے نکلکر کسي ميدان کي سير کيجئے تو معلوم ھوگا کہ قدرت نے عجائباتِ عالم کا دفتر کس طرح کھول رکھا ھے - اس دفتر کا ايک ايک نقطہ معرفت ميں ڈوبا ھوا ھے - جس سے ايک صاحبِ بصيرت بہت کچھہ معلومات اخذ کرسکتا ھے اور قدرتِ الٰہي کي غير متناھي رنگ آميزيوں کا بہت کچھہ علم حاصل کرسکتا ھے - جدھر ديکھئے سبزے کا خوشنما فرش بچھا ھوا ھے - اور مينھہ نے جو ابھي برس کر نکل گيا ھے - اُس سبز مخملي فرش پر سفيد سفيد موتي اس انداز سے ٹانک ديئے ھيں کہ ديکھہ کر ايک عجيب محويت طاري ھوتي ھے اور زبان سے بےساختہ واہ نکل جاتي ھے - يہ وہ موسم ھے کہ جس ميں پژمردہ سے پژمردہ دلوں ميں بھي ايک اُمنگ سي پيدا ھو جاتي ھے - اور اُس کي دلچسپيوں کو ديکھہ کر وہ لوگ بھي جن کے لب پر مصائبِ روزگار نے کبھي مسکراھٹ تک آنے نہ دي تھي بيساختہ کِھلکھلا پڑتے ھيں - اِنسان تو انسان جانور تک اس کي دلچسپيوں سے بغير متاثّر ھوئے نہيں رہ سکتے - جس وقت ذرا ذرا پھوھار پڑ رھي ھو کسي پُر فضا باغ ميں جائيے تو ديکھئے کيا لطف حاصل ھوتا ھے - درخت تازگي اور مسرّت سے جھومتے دکھائي دينگے - پياري پياري خوشنما چڑياں ايک شاخ سے اُڑکر دوسري شاخ پر بيٹھتي نظر آئينگي - وہ طيور جن کي پياري اور سُريلي آوازيں کسي اور موسم ميں سنائي تک

نہ دیتي تھیں - وہ بھي اس موسم میں خاموش نہیں بیٹھہ سکتیں اور کسي نہ کسي وقت دو ایک ھانکیں لگا ھي دیتي ھیں - غرضکہ انسان ھو یا حیوان اس موسم میں سب پر ایک قسم کي تازگي کے نشانات پائے جاتے ھیں - وہ درخت - جن کو خزاں کے ظالم ھاتھوں نے بالکل بے برگ و بار کردیا تھا اور جو عشاقِ حرماں نصیب کے فراق اُٹھائے ھوئے دلوں کي طرح بالکل پژمردہ ھوگئے تھے - ایسے ھرے ھو جاتے ھیں کہ گویا اُن پر کبھي خزاں کا قبضہ ھي نہ ھوا تھا زمین - جس کے اندر آفتاب کي قیامت خیز کرنوں نے ایک تپش سي پیدا کردي تھي - اپنے بخارات کو سبزے کي شکل میں نکالدیتي ھے - سُرخ سُرخ بیر بہوٹیان - جو ھري ھري گھاس پر اِدھر اُدھر پھرتي دکھائي دیتي ھیں - آنکھوں کو عجیب لُطف بخشتي ھیں *

یوں تو خدا کي تمام مخلوق اس موسم کا نہایت مسرّت اور جوش سے خیرمقدم کرتي ھے اور اس کي نیرنگیوں اور گُلکاریوں سے ھر طبقے کا آدمي لُطف اُٹھاتا ھے - لیکن خاص کر جو مسرّت بھولے بھالے کسانوں کو اس سے حاصل ھوتي ھے اُس کا خاکہ کھینچنا میرے قلم کي طاقت سے باھر ھے *

جس وقت دھواں دھار گھٹائیں آسمان پر چھا رھي ھوں اور پاني نہایت زور شور سے برس رھا ھو کسي میدان میں جائیے - دیکھئے - ایک کسان پاني کي برستي ھوئي اہر میں اپنے ھل کے بیلوں کو ھنکا رھا ھے - یہ ھل چلاتے چلاتے وقت کي دلچسپیوں سے کچھہ ایسا متاثر ھو جاتا ھے کہ بیساختہ الاپ

اُٹھتا ھے - اُف ! اُس کي بے تُکي لیکن اثر پیدا کرنے والي الاپ ھوا میں ملکر جنگل میں اس طرح گونج جاتي ھے کہ دل بےقابو ھو جاتا ھے - یہاں تک کہ خود کسان بھي اُس کے اثر سے خالي نہیں رہ سکتا - اور اپنے ھي الاپ میں ایسا محو ھو جاتا ھے کہ پھر اُس کو دنیا و ما فیہا کي خبر نہیں رھتي - دوسري طرف ایک نو عمر لڑکا - جس کي عمر مشکل سے پندرہ سولہ سال کي ھوگي - ننگے بدن کندھے پر ایک لٹھہ رکھے ھوئے اپنے بیلوں کو ھنکاتا جاتا ھے اور اپني سُریلي آواز میں اس طرح تانیں لیتا جاتا ھے کہ گویا دل کھینچ لیگا - کہیں کسي گڈھے یا کھوسے میں اگر پاني جمع ھو گیا ھے تو کسانوں کي چھوٹي چھوٹي بھولي اور معصوم لڑکیاں اُس میں اُچھل کود مچا رھي ھیں - کوئي تو پاني اُڑا رھي ھے - کوئي دوسري لڑکي کو گڈھے میں گرانے کي کوشش کر رھي ھے - " سنو سکھي سیّاں جوگیا ھوئي گئے رے " - ایسي مہین اور میٹھي آواز میں الاپ رھي ھے کہ جس سے ارد گرد کي جھاڑیاں گونج کر یہ ثابت کرتي ھیں کہ وہ بھي اُن کي اس وقت کي خوشفعلیوں میں نہایت مسرّت اور شکر گذاري کے ساتھہ حصہ لے رھي ھیں *

جس وقت پاني زوروں میں برس رھا ھو - کسي دریا کي جاکر سیر کیجئے - چھوٹي چھوٹي بوندوں کا دریا میں ایک تلاطم سا پیدا کردینا - سفید سفید چاندي کي سي مچھلیوں کا فرطِ انبساط سے اُچھلکر پاني کے اُوپر آجانا اور پھر دفعۃً غائب ھو جانا بھلا کن آنکھوں کو اچھا نہ معلوم ھوتا ھوگا ؟ میڈکوں کي متواتر

چیخ پکار اور بطوں کي قائیں قائیں اس موقع پر کن کانوں کو خوشگوار نه معلوم هوتي هونگي ؟

غرض که اس موسم کي ایک ایک ادا دل کو بے چین کردینے کے لئے کافي هے - اور اس کي ایک ایک دلاویزي قلب کو مُسخّر بنانے میں کمال رکھتي هے - اس کي قدر تو کچھه دقائق شناسانِ قدرتِ الٰهي سے پوچھني چاهئے کیونکه - * شعر *

برگِ درختانِ سبز در نظرِ هوشیار
هر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

سید محمد هادي
مچھلي شهري

کلانور

کلانور ضلع گورداسپور (پنجاب) میں ایک قصبه هے - فی زمانِنا اپني بساط اور وسعت کے لحاظ سے اِس قابل نهیں که هندوستان کے مشهور شهروں میں شمار کیا جاوے اور نه اس کو هندوستان کے مشهور شهروں کي سي شهرت حاصل هوئي که جس کے باعث سے یادگارِ زمانه هو - مگر تاهم اکبرِ اعظم جیسے شُهنشاهِ هند کے تخت گاه هونے کا جو فخر اس کو حاصل هے وه بھي کچھه کم نهیں - اور همیشه تاریخ هند میں تذکرهٔ تخت نشینيِ اکبرِ اعظم کے ساتھه کلانور کا ذکر بھي هوتا رهیگا *

اکبر اعظم کو اپنے والد ماجد کے انتقالِ پُر ملال کي خبر وحشت اثر کلانور هي میں پہونچي - مصلحتِ وقت اور ارکانِ

دولت و اعیان سلطنت کے مشورے سے کلانور ھي میں اکبرِ اعظم نے تاجِ شاھي زیبِ سر کیا اور تختِ سلطنت پر جلوہ افروز ھوا - وہ چبوترہ - جس کو خاص طور پر تختِ گاہ اکبر ھونے کا فخر حاصل ھے اور جو خاص اسي واسطے تعمیر ھوا تھا - اگرچہ زمانے کي دست درازیوں سے جاں بلب اور اس کي نیرنگیوں کے نظارے سے ششدر ھے - اور اسي کي بدولت اپني جواني کي آب و تاب کھوچکا ھے - مگر تاھم اکبرِ اعظم کي تخت نشیني کي ایک باقیماندہ یادگار ھے اورچشم بصیرت کي دانۂ اشک کي تسبیح کے ایک دور کو پورا کرنے کے لئے کافي ھے - اللہ اکبر! وہ جگہہ - جہاں پرندہ پر نہ مار سکتا تھا - عام و خاص بلا اجازت جانہ سکتے تھے - جہاں نظریں بھي جاتي ھچکچاتي تھیں - جہاں ھر وقت مجمعِ کثیر و جمّ غفیر رھتا تھا - اب ویران اور سنسان ھے - وہ جگہہ - جس کا کثرتِ انبوہِ مردماں سے دم گھٹتا تھا - آج ذي نفس کي صورت دیکھنے کو ترس رھي ھے - سچ ھے ع کہ آئینِ جہاں گاھے چنیں گاھے چناں باشد * بادشاھي شان و شوکت - دبدبۂ و حشمت زمانے کے ھاتھوں معدوم ھو چکے ھیں - اور بجائے اُن کے بیکسي - حسرت - یاس اور افسوس زبانِ حال سے گویا ھیں :-

* شعر *

اک وضع پر نہیں ھے زمانے کا حال - آہ !
معلوم ھوگیا ھمیں لیل و نہار سے

جہاں کسي زمانے میں لوگ شاھي ھیبت کے سبب نہ جاسکتے تھے اب وحشي جانوروں کي خوفناک ھیئت اُن کي سدِّ راہ ھے - جس زمانے میں اکبر تخت نشیں ھوا ھے کلانور کا

بھي عہد شباب تھا - چند مقبرے - ٹوٹي پھوٹي شہر پناہ اور اُس کے دروازے - پُراني عمارتوں کے کھنڈرات - اس کے زمانۂ عروج کي يادگار هيں - مغليه سلطنت کے ساتھ هي اُس کا بھي زوال شروع هوا اور ايک وفادار خدمت گار کي طرح اُس کے ناپيد هوتے هي يه بھي گمنام هوگيا - اس وقت بھي اگرچه بلحاظِ آبادي ايک قصبه هے مگر بلحاظِ وسعت ايک شہر هے - اُس کا ايک زمانه وه تھا که بوجه گنجايش نه هونے کے لوگ شہر کے باهر قيام کرتے تھے - اور ايک وقت يه هے که اس کے بہت سے مکانات مکينوں کے انتظار ميں استاده هيں - اور بہت سے وه مکانات - جن کي مدتِ انتظار ايک حد کو پهونچگئي هے - شبِ بيدار عاشق کے مانند حالتِ اضطراب اور بے چيني ميں کروٹيں بدل چکے هيں *

اس قصبے کے گردا گرد ايک چھوٹا سا دريا - جس کو کرن کہتے هيں - نرالي طرزِ ادا سے بہتا هے - اگرچه بظاهر دريا کي لمبائي چوڑائي کچھه بھي نہيں - مگر وه راه - جو اس نے اختيار کي هے - ايسي ٹيڑھي ترچھي هے - که اس کے کنارے کنارے ذرا سي دير چلنے سے آدمي تھک جاتا هے - اس کي وضع قطع کو ديکھه کر ايسا معلوم هوتا هے که ايک سفيد اژدها بل کھاتا هوا اپنے آپ کو چھپاتا هوا کسي صيد کي تلاش ميں جارها هے - يا زمانے کي دست درازيوں سے تنگ آکر بمصداقِ " ننگ آمد بجنگ آمد " مايوسانه حالت ميں تڑپ رها هے - دريا کے کنارے کنارے پُرانے زمانے کے کھنڈرات دور تک چلے گئے هيں اور چشم بصيرت کے لئے ايک عجيب و غريب نظاره هے - ايسے منظروں کو ديکھکر سوائے اس کے که آدمي ياس کي

کشتي میں بیٹھہ کر خیالات کے دریائے ناپیدا کنار میں روانہ ہو اور کچھہ نہیں سوجھتا اور سوائے اس کے کہ حیرت سے زمانے کي نیرنگیوں پر غور کرنا شروع کرے اور کچھہ بن نہیں آتا *

ایک عرصے کے بعد انگریزي سلطنت کي بدولت پھر اس شہر کا ستارا چمکا ہے - صنعت و حرفت کا چرچا ہوگیا ہے اور تعلیم کا شوق بھي یہاں کے باشندوں کے دامنگیر ہوا ہے - یہاں کي مستورات بھي علم کي طرف راغب ہیں *

{ سید ارشاد علي

سونارہ

بہارستانِ فطرت میں پہاڑوں کا ایک عجیب مرتبہ ہے - کیسا ہي معمولي منظر ہو لیکن اگر وہ کسي اونچے پہاڑ پر مُنتہي ہوتا ہے تو اُس میں عجیب دلفریبي پیدا ہو جاتي ہے - دور سے سرسبز سر بفلک کشیدہ پہاڑ نظر آکر مُردہ دلوں کو زندہ کرتے ہیں - اور جو شفاف سیمیں چشمے اُن سے جابجا اُچھلتے کودتے نکلتے ہیں وہ اپني مجموعي قوت سے دریا بہاتے اور عالم کي سرسبزي و شادابي کا مُوجب ہوتے ہیں - یہي پہاڑ ہیں جن کا نظارہ انسان کو اپني بے حقیقتي و بے بضاعتي کا دل ہي دل میں قائل کرکے کسي اور عالم میں پہنچا کر معرفتِ الٰہي کا سبق پڑھاتا ہے - اور انہیں پہاڑوں کے تاریک کھوؤں کي خوفناک تنہائي میں نفسِ امّارہ کا ستایا ہوا انسان گوشہ گزیں ہوکر

عبادت و ریاضت کي بدولت قیدِ جسماني سے آزاد هوکر کسي اور هستي کي سیر کرتا ہے - یهي پہاڑ هیں جو هزارها سال سے بیش بہا جواهرات کو جگرگوشوں کي طرح سینے میں چھپائے هوئے چلے آتے هیں - اور سختيُ مقابله سے انسان کي بہترین کوششوں کي بھي به مشکل اُن تک رسائي هونے دیتے هیں - انهیں پہاڑوں کي چوٹیوں پر بکھرے هوئے سنگریزے ایسے ایسے سمندروں اور دور دراز طوفانوں کو یاد دلاتے هیں جن کے مقابلے میں گویا که طوفانِ نوح کَل هوا ہے - غرض که پہاڑ زمانۂ قدیم کي جہاں تک که مؤرّخوں کا ذهن بھی رسائي نہیں کرسکتا زندہ تاریخ اور انسان کے لئے عجب مایۂ دولت و عبرت هیں *

ضلع بیڑ کي خوش قسمتي ہے که مغربي گھاٹ کا شمالي حصه آدھے ضلع کو گھیرے هوئے ہے - اور گو ان پہاڑوں میں یه بڑا نقص ہے که درختوں سے جو در اصل ان کا زیور هیں بالکل خالي هیں - اور اُن کا بالائي حصه کوسوں تک انسان و حیوان کي سکونت اور پرورش کے لئے پھیلتا هوا چلا گیا ہے - اور صرف نظر کے قدم قدم پر چھوٹے اور بڑے - گول اور نوکدار روڑوں سے ٹھوکر کھانے سے محسوس هوتا ہے که بالائے کوہ هیں - لیکن پھر بھي کہیں کہیں خصوصاً چڑھاؤ اور اُتار پر ایسے ایسے دلفریب سماں سامنے آجاتے هیں جو بھولے سے بھي نہیں بُھلائے جا سکتے - اگرچه گرمیوں کے موسم میں اُن کي جلي بھني سطح اور ڈراؤني بلندي تھکے ماندے مسافروں کا دِل دور سے نظر آکر بٹھا دیتي ہے - لیکن کسي کسي مقام پر جب قریب پہنچتے هیں تو

اُس کي کافي تلافي هو جاتي هے - بيڑ کے مغرب میں جس
مقام پر گھاٹ ختم هوتا هے وهاں کي زمين عجب زرخيز هے -
کوسوں تک جدهر نظر جاتي هے هرے بهرے کهيتوں کي تازگي
کحل الجواهر کا کام کرتي هے - اور برسات کے موسم میں خواہ
حضرت ميکائيل کيسي هي جز رسي فرمائيں مگر وهاں کي
سير حاصل زمين محنت کے مارے کسانوں کو وقت پر مالا مال
کرديتي هے - جُوار کے درخت انسان کے قد سے بهي ايک هاتهه
اُونچے هوتے هيں اور بڑے بڑے دانوں کي کثرت سے بُهتّے پهٹے
پڑتے هيں - ان زرخيز کهيتوں کا سلسله ايک سيدهي هموار
سڑک پر ختم هوتا هے جو بخطِ مستقيم گهاٹ سے اُترتے هوئے
احمد نگر کو جاتي هے - يه کهيت اور يه سڑک آفتاب کي تيز
روشني ميں بالکل ايسے معلوم هوتے هيں که گويا دهاني دوپٹے
پر رو پهلي ٹهپه لگا هوا هے - اِس سڑک کي دوسري طرف گهاٹ
کے کنارے کے نزديک موضع سوتاڑہ اس طرح واقع هوا هے که گويا
کوئي عُقاب قُلّهٔ کوہ پر پَر پهيلائے هوئے بيٹها هے - اگر چه مکانات اور
باشندوں کي عام حالت اور اشغال کے لحاظ سے مرهٹواڑي کے
دوسرے ديهات کے مقابلے ميں سوتاڑے ميں کوئي چيز ما بهٔ الامتياز
نهيں هے - ليکن گرد و اطراف کي سرسبزي و شادابي - ٹهنڈي
هوائيں - باشندوں کي فارغ البالي اور تواضع اور سب سے زيادہ وهاں کا
دلفريب منظر انسان کے دل پر عجب اثر ڈالتا هے - موضع کي
دوسري طرف بجانبِ مغرب نصف ميل تک اُفتادہ زمين کا
سلسله - جو کهيں سے اُونچي اور کهيں سے نيچي هے - نشيب

و فرازِ هستي کا سبق پڑھاتا ہوا گھاٹ کے کنارے تک چلا گیا ھے -
وھاں پہنچکر خدا کي قدرت کا تماشا نظر آتا ھے - اگر ذرا گردن
جھکا کر دیکھا جائے تو ایک عمیق غار نظر آتا ھے - جس کي دونوں
طرف سیدھي دیواریں کھڑي ہوئي ھیں - یہ دونوں دیواریں
ملکر زاویۂ حادّہ بناتي ھیں - اور ایسا معلوم ھوتا ھے کہ کسي فوق
الانسان قوت نے پہاڑ کا ایک مُثلّث نُما ٹکڑا جدا کرلیا ھے -
عُمق پانچ چھہ سو فیٹ سے کم نہیں ھے اور چونکہ اُتار بالکل
عمودي ھے اِس لئے نظر کانپتي تھر تھراتي نیچے اُترتي ھے - مگر
وھاں پہنچکر جو سماں سامنے آتا ھے - وہ تمام خوف اور تمام
زحمت کا کافي بلکہ کافي سے بھي زیادہ معاوضہ ھوجاتا ھے -
چونکہ عُرفِ عام میں اس غار کي گہرائي سوتاڑ کے برابر سمجھي
جاتي ھے اِس لئے موضع کا نام سوتاڑہ رکھا گیا ھے - خوف زدہ نگاہ
سطحِ تحتاني پر پہنچکر ہر طرف گھنے درخت دیکھتي ھے -
جن کے گھنگھور پتّوں کي سیاھي مائل سبزي دل پر ایک خاص اثر
پیدا کرتي ھے - اور درختوں کے بیچ میں پتّوں کي سبز نقاب منہہ پر
ڈالے ہوئے ناھموار پہاڑي سطح پر ایک بلوریں چشمہ بہتا ہوا نظر
آتا ھے - جہاں کہیں کہ پتّے زیادہ گھنے نہیں ھیں - یا دو درختوں
کي شاخیں آپس میں گلے ملتي ھیں - یا ھوا کے جھونکے نقاب کو
ذرا چہرے سے ھٹا دیتے ھیں - چشمے کے شفّاف پاني کي نوراني
جھلک انسان کي اپني ھستي کو بھلاکر کسي اور ھستي کو یاد
دلاتي ھے - غور سے دیکھتے ھیں - تو پاني میں کسي گنبد نما
عمارت کا عکس پیچ و تاب کھاتا ہوا نظر آتا ھے - اور جب سائے سے

اصل کي طرف ذهن منتقل هوتا هے - تو ڈهونڈتے ڈهونڈتے گهنے پتّوں کي گہري سبزي سے کوئي سفید سفید چیز - جس نے منظر کو اور بهي دلربا بنا دیا هے - جهانکتي هوئي دکهائي دیتي هے - جس مقام پر غار بصورتِ زاویه ختم هوتا هے وهاں کچهه اور هي کیفیت هے - هر طرف سے چهوٹے چهوٹے چشمے بہتے چلے آتے هیں - اور غار کے قریب پهنچ کر اُن کا مُنتشر پاني ایک تیز پهاڑي چشمے کي شکل میں نمودار هوتا هے - جو شور مچاتا اُچهلتا کودتا مچلتا کنارے تک پهنچتا هے - اور وهاں اپني سطح کو - جس کي تلاش میں اس قدر سر گردان و پریشاں هونا پڑا هے - نه پاکر بے قرار هوجاتا هے - اور اُسي کرب و اضطرار کے عالم میں ایک چهلانگ ایسي مارتا هے که منه کے بل گرتا هے - اور یه معلوم هونے لگتا هے که گویا ایک دریا هوا میں مُعلّق لٹک رها هے - یه تماشا دیکهه کر انسان اِس قدر محو هوجاتا هے - که اس کا بے اختیار جي چاهتا هے که ذرا نیچے اُتر کر اس بهارِ جانفزا کا لُطف اور بهي اچهي طرح اُٹهائیں - مگر پہلے یه عمودي آثار - دل بٹهادینے والي گهرائي اور اُونچي اُونچي ناهموار سیڑهیاں اُس کے پاؤں پکڑ لیتي هیں - مگر شوق اُسے اس زور سے دهکیلتا هے که بے اختیار اُس کے قدم حرکت میں آتے هیں اور ان انگڑه سیڑهیوں کو - جن کے بنانے میں دستِ صنعت کا بهت هي دخل هے - جس طرح بنتا هے طے کرتا هوا ایک ایسے مقام پر پهنچتا هے - جهاں کچهه دور پهلوان چٹان کے سوا کوئي اور شے نظر نهیں آتي - مجبور بیٹهه کر پهسلنے

لگتا هے - اور جب تهوڑي دیر میں پهر سیڑهیاں نمودار هوجاتي هیں - تو پهر پہلے کي طرح گرتا پڑتا آگے بڑهتا هے - اور آخر خدا خدا کر کے کوئي آدهه گهنٹے کي سخت محنت میں - جو اُس کو پسینے پسینے کر دیتي هے - نیچے کي سطح پر قدم رکهتا هے - مگر وهاں پہنچتے هي ایسا هوش ربا سین دیکهتا هے جو تمام کلفتوں کو اُن کے آن میں بهُلا دیتا هے - دو طرف سر بفلک کشیدہ سنگلاخ دیواریں نظر کو روکتي هیں - جن پر جا بجا کسي دیهاتي مگر همدردِ انساں نقّاش نے اپنے غیر تربیت یافته هاتهوں سے آدمي نما پُتلوں کي انگوہ تصویریں ناواقف اُترنے والوں کي رهبري کي لئے بنادي هیں - جنوب کي طرف جهاں تک نظر جاتي هے کهیت هي کهیت پهیلتے هوئے چلے گئے هیں - جن میں ایک شفاف ندي - جس کا پاٹ فاصلے کے ساتهه بڑهتا جاتا هے - به رهي هے - شمال کي طرف آبشار ریل کي طرح شور مچاتي هوئي گر رهي هے - مگر درختوں کے جُهرمٹ کي وجه سے نظر نهیں آتي - بیچ میں ایک بلوریں چشمه اپني پهاڑي ندي میں عجب مستانه چال سے لڑکهڑاتا قدم قدم پر گول اور نوکدار اور چو پہل چهوٹے اور بڑے سنگریزوں سے ٹکر کهاتا هوا به رها هے - اور هر طرف بڑے بڑے درخت اُس کے سرد اور شفاف پاني کو آفتاب کي گرمي اور پهاڑي هواؤں کے تُند جهونکوں سے محفوظ رکهنے کے لئے هر طرف چهتریاں لگائے کهڑے هیں - جن میں سے چهن چهن کر آفتاب کي زرد کرنیں سطح آب پر گرتي اور پاني میں مهتاب کے چهوٹنے کا سماں دکهاتي هیں - چشمے

کے اُدھر پتوں میں چھپي ہوئي وہي عمارت - جس کا عکس اُوپر سے نظر آیا تھا - دکھائي دیتي ہے - اور جب چشمے کو عبور کرکے دوسري طرف پہنچتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بلند کرسي پر ایک چھوٹا سا مندر ہے - جو کسي فطرت پرست رشي نے اس ہوش ربا مقام میں - جہاں ہرشے صانع حقیقي کي لا جواب صنعت کا پتہ دے رہي ہے - اطمینانِ قلب سے صحیفۂ فطرت کي ورق گرداني میں مصروف رازِ ہستي کے حل کرنے کي نیّت سے بنایا ہے - اس دلربا مندر کي سیر. اور اُس کے باني کے لاجواب انتخاب پر داد دیکر انسان درختوں کے سائے میں چشمے کے کنارے کنارے اس کي دل لبھانے والي خوش فعلیوں کا نظارہ کرتا ہوا شمال کي طرف بڑھتا ہے - اور جوں ہي کہ درختوں کے جھنڈ سے سر نکالتا ہے ایک عجیب جاں فزا منظر نظر کے سامنے آجاتا ہے - شور ایسا ہے کہ کان پڑي آواز سنائي نہیں دیتي - مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ ایک دریا اُمڈا ہوا چلا آتا ہے - جس سے نظر کو حیرت کے ساتھہ تسکین بھي ہوتي ہے ; جب عالم محویّت میں قدم بڑھاتا اور بھي قریب ہوتا اور نظر اُٹھا کر دیکھتا ہے - تو پہلے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک بلور کي چادر ہوا میں لٹکي ہوئي ہے - مگر کسي قدر نیچے آکر اُس چادر کے ٹکڑے ہوکر کئي دھاریں بنجاتي ہیں - اور تھوڑي دور تک یہي کیفیت رہتي ہے - پھر ہر چھوٹي دھار بڑي بڑي بوندوں کي شکل میں منتقل ہوتي ہے - جن کي جسامت فاصلے کے ساتھہ گھٹتي جاتي ہے - یہاں تک کہ جب نیچے

پهونچتي هيں تو چهوٹي هوتے هوتے جزو لايتجزّى كا ثبوت
ديتي هوئي دهوئيں كي شكل ميں نمودار هوتي هيں - ليكن
يهاں كي خاك بهي اكسيركا حكم ركهتي هے -كه يه موهوم اجزا سے
مائي سطح تحتاني سے ملحق هوتے هي پهر ايک زور دار چشمه
بنجاتے هيں - يه نظاره اس قدر دلفريب هے كه اِنسان گهنٹوں
تک عالم محويّت ميں نظر جمائے كهڑا رهتا هے - پهر دفعتاً خيال
آتاهے كه شام هوئي جاتي هے - واپس چلنا چاهيئے- مگر شوق كے
تقاضے اور همّت دلانے نے يہاں تو پهنچاديا تها - ليكن اب واپسي
كارے دارد - بهر حال جس طرح بهي ممكن هے با دل ناخواسته
گرتا پڑتا بيٹهتا اُٹهتا جا بجا پاني سے حلق كو تر كرتا هوا اُوپر
پهنچتا هے - اور تهک تهكا كر بدن تخته سا هو جاتا هے - اور يه
معلوم هوتاهے كه * مصرع *

خواب تها جو كچهه كه ديكها جو سنا افسانه تها

} محمد عزيز مرزا

بندرعباس

[ميرے روز نامچهٔ كا ايک ورق]

۲۷ - فروري سنه ۱۸۸۸ع روز چهار شنبه - بندر عباس ايک
پورٹ هے جو خليج فارس كے كنارے پر واقع هے - اس كي آبادي
كوئي چار هزار آدميوں كي هے - يهان ايراني - هندوستاني
حبشي - هندو - خوجے - مُلتاني اور حيدر آباد سنده كے لوگ
آباد هيں - اهلِ سنت و جماعت كي تعداد سے شيعوں كي

تعداد دو حصه زیاده هے - پہلے فرقے کے لوگ تمام تر شافعي مذهب کے هیں - اور اپنے مجتهد جناب شیخ علي صاحب کے مُقلّد هیں - دوسرے گروہ کے لوگ جناب شیخ محمد رضا صاحب رشدي کے پیرو هیں - یہاں ایک حاکم رهتے هیں - جن کا نام نائب الحکومت مرزا نصر الله خاں هے - یه اعلی درجه کي تهذیب اور اخلاق سے آراسته هیں - گورنمنٹ ایران سے ان کي کوئي تنخواہ مقرر نہیں - اِنهیں تین لاکهه بیس هزار پر بندر عباس اجارہ دیدیا گیا هے - اِسي میں گُمرک (چونگي) کي آمدني اور تمام آمدنیاں شامل هیں - یہاں ایک وائس کونسل مرزا علي خاں طهراني بهي هیں - جو کرنل راس برٹش کونسل بوشهر کي طرف سے مقرر هیں - ان کي سالانه تنخواہ دو هزار آٹهه سو روپیه مقرر هے اور مقدماتِ دیواني میں في صدي پانچ روپیه کمیشن پاتے هیں - یہاں کے مقدمات مرزا نصر الله خاں کے سپرد هیں مگر ان کا حکم قطعي نہیں - یه صرف اپنے حاکم بالا متعیّنه بوشهر کو رپورٹ بهیجدیتے هیں اور اُن کي منظوري پر مقدمے کے اِنفصال کا دار و مدار هے - هاں - اتنا هے که خفیف جرائم پر یه تهوڑي بهت سزا دے سکتے هیں - مثلاً ایک آدهه دن کي قید یا کچهه درّے لگادینا - مگر کوئي بندها هوا قانون تازیانه نہیں جس پر پورا پورا عمل کیا جائے - سنگین اور کُشت و خوں کے مقدموں میں بیانات و اظهار گواہ لیکر اور اون کي مسل مرتب کرکے بوشهر یا براہِ راست طهران بهیج دیجاتي هے اور اُس کے جواب پر مقدمے کا فیصله هوتا هے - اگر کوئي مقدمه

رعایاے انگریزي کي طرف سے ھے - تو وہ مرزا علي خانؑ کے اجلاس میں پیش ھوتاھے - اور اگر مشترک رعایا میں تو انگریزي اور ایراني حکومتوں کے افسر ملکر اس کا تصفیه کرتے ھیں - اور اس کي رپورٹ منظوري کے لئے بوشھر روانه کي جاتي ھے - اگر وھاں کچھه اختلاف ھوتا ھے تو وہ براہِ راست امین السلطان وزیر اعظم مالیات کے پاس بھیجدي جاتي ھے *

بندر عباس - جنوب میں شمیل تک ھے - جس کا تین میل کا فاصله ھے - شمال میں معدال ایسین جو ایک میل تک ھے - مشرق میں میناؤ جو ۴۸ میل اور مغرب میں خمیر تک جسکا سلسله ۵۴ میل تک چلا گیا ھے - علاوہ اس کے سمندر میں بستان واقع ھوئے ھیں - اور آرمز - بِسرک - کشیم جو جزیرۂ طویل میں ھیں وہ بھي حدود بندر عباس میں داخل ھیں - یہاں ایک مجلسِ تجارت ھے جس میں تجارتي مقدمات کا تصفیه ھوتاھے - اُس کے پانچ ممبر ھیں - جن کو مقدمات کي تجویز کا کامل اختیار دیا گیا ھے - اور یه اپني راے لکھه کر مرزا نصر الله خاں حاکم کے پاس بھیجدیتے ھیں اور اس کے موافق مجرم سزا یاب ھوتے ھیں - مجلسِ تجارت کي ماھانه رپورٹ مشیر الدوله وزیر صیغۂ تجارت کے پاس طھران بھیجي جاتي ھے *

یہاں کي پولیس کي حالت نہایت ردي ھے - میں نے دیکھا کہ سپاھي نیلے رنگ کي وردیاں پہنے کندھوں پر بندوق رکھے گاجریں چباتے پڑے پھرتے رھتے ھیں - اگر اُن کے شانوں پر

بندوق نه هوتي تو میں کہہ سکتا تھا که یه کوئي نئي خلقت ھے - پولیس میں صرف چالیس سپاھي ھیں - وہ بھي دُبلے پتلے اور نہایت ھي زار و نزار - فاقوں کے مارے چہرے کي ھڈیاں نکلي ھوئي تھیں - تنخواہ پانچ روپیه مہینه پاتے ھیں - ان کا افسر ایک بلوچستاني ھے جس کا نام عبد الله خاں ھے - یه بیس روپیه ماھوار پاتا ھے اور گویا ھیڈ کانسٹبل ھے - یہاں ایک توپخانه اور پانچ توپیں بھي ھیں اور اس کا انتظام بھي اسي شخص کے متعلق ھے •

اس بندرگاہ کي سالانه آمدني - مستاجري مع محصول زراعت و نخلستان و چونگي وغیرہ تین لاکھه بیس ھزار سے زائد ھے - درآمد اشیا پر فیصدي ے ۸ر چونگي لیجاتي ھے اور زراعتي مال پر فیصدي دس روپیه - زمین اور نخلستان کے لگان کا نرالا ڈھنگ ھے - یعنے جو باغات چالیس برس قبل سے لگائے ھوئے اور درج رجسٹر ھیں - اُن کے پیداوار پر پانچواں حصه محصول لیا جاتا ھے - اور اگر کسي شخص کے پاس چند باغات ھوں یه ایک ھي باغ ھو اور اُس نے اور چھوٹے چھوٹے باغات خرید کئے یا لگائے ھوں تو ان کا لگان نہیں دینا پڑتا ھے - یہاں دسمبر میں گیہوں بوئے جاتے اور مارچ میں کاٹے جاتے ھیں - اگست میں خرمے کي فصل تیار ھوتي ھے - برسات نومبر سے شروع ھوتي ھے اور آخر فروري تک اس کا سلسله قائم رھتا ھے - یہاں سردي گرمي دونوں شدت کي پڑتي ھیں - بلکه کوہِ ارمز کے لگ بھگ ھونے سے گرمي اور بھي چھکے چھوڑاتي ھے -

میں برسات کے اخیر میں پہنچا مگر دن کو وہ تڑاقے کي گرمي تھي کہ الامان !

یہاں سے تجارتي مال ممالک غیر میں سالانہ ایک کروڑ سے کم کا نہیں جاتا اور اِسي قدر بیرونجات سے بھي یہاں آتا ہے - حاجي سید جعفر علي صاحب علوي اجنٹ آغا عبد الحسین صاحب امین التجار یہاں مقیم رہتے ہیں اور یہ بھي بڑي دور تک اپنا تجارتي مال بھیجتے ہیں - جدّہ کو گیہوں اور گوند وغیرہ - ایران کو قماشِ پارچہ - ریسمان - قند - زنجبیل - لونگ - لندن کو شالیں - گیہوں - السي - صدف - بصرہ کو پتھر کي سلیں - چکیاں - گل قرمز - بغداد کو تنباکو اور حنا بھیجتے ہیں - یہاں لندن سے شمعیں - قماش - تانبا اور کپڑے وغیرہ - چین سے چا - برتن - چوب چیني اور دار چیني وغیرہ آتي ہے •

اِس مقام کي کوئي عمارت دلچسپ اور عمدہ نہیں - بندرگاہ کے کنارے پتھر کے مکانات ہیں - جن پر سفید مٹي ایس دي ہے - اور دھنّیاں رکھہ کر انھیں خرمے کي پتیوں سے پٹاو کي طرح چھپا دیا ہے - تمام مکانات بد نما اور بد شکل ہیں - ہاں ایک عمارت حاکم بندر عباس کي کسي قدر اچھي ہے اور اس کے دروازے پر ایک اونچا سا بالا خانہ ہے - جو ایک چھوٹے سے مُدوَّر بنگلے کي صورت میں ہے - اور وہ کاٹھہ کا بنا اور زرد رنگا ہوا ہے - یہ عمارت پرتگیزیوں کے ہاتھہ کي تین سو برس اُدھر کي بني ہوئي ہے - مگر کسي قسم کي خوشنمائي اور عمدگي نہیں - اور نہ اس میں زمانے کي دل پسند رفتار کے موافق

کوئي نئي تراش خراش پيدا کي گئي هے - وهي پُراني طرز اب تک قائم هے - يهاں مسجديں آٹهه هيں - پانچ سنّيوں اور تين شيعوں کي - باغ مستاني ميں هندوؤں کا معبد هے - يهاں گلياں دو تين دکهائي ديں - نهايت تنگ اور خراب حالت ميں هيں - بندر عباس صرف ايک منڈي هے جهاں تجارتي مال آتے جاتے رهتے هيں- يهاں کے مرد بهت ميلے کچيلے - ان کا لباس وهي عمامه اور عبا - عورتوں کے پهناوے بهي عجب ڈهب کے هيں - کهنے کو تو مُنهه پر نقاب تهے - جسم پر برقعه پڑا تها - مگر دونوں آنکهيں اور کالے کالے رخسارے کهلے تهے - صرف ناک پر کپڑے کا ايک غلاف چڑها تها اور وه ديوار کي طرح اُٹهي هوئي دکهائي ديتي تهي - عورتيں ايسي کالي بهچنگي که ديکهه کر قَے آتي تهي - ٹخنوں تک اُونچے اُونچے بندر عباس کي چهينٹوں کے گُهٹنّے پهنے هوئے بازاروں ميں اللّے تللّے کر رهي تهيں - بازار نهايت هي ناپاک - گنده - مچهلي کي بو نے دماغ کو اور بهي پراگنده کر ديا تها - ايک طرف روٹياں بِک رهي تهيں - ترکارياں اور ميوے بهي هر قسم کے رکهے هوئے تهے - کشمش - پسته - انار - رنگترے - آخروٹ - انجير - يهاں ميں نے انار ايک روپيه ميں پانچ سير خريد کيا - دهي يهاں کا ميٹها اور دودهه بهي عمده هوتا هے - ميں نے بازار ميں ايک لڑکے کو ديکها که ايک مشک ميں دوده بهرے سقّوں کي طرح لوگوں کو کٹورے ميں پلاتا اور اُن سے پيسے ليتا جاتا تها *

اِس بندرگاہ میں - سونار - لوہار - علاقہ‌بند - سب طرح کے لوگ رہتے ہیں - بہر حال یہاں کي مجموعي حیثیت اور یہاں کے طرز انتظام پر نظر دوڑا کر صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مقام نہایت ہي پست اور خراب حالت میں ہے - نہ اِس کي صفائي و آراستگي کا لحاظ کیا جاتا ہے اور نہ طرز انتظام میں وسعت دیجاتي ہے - اگر یہاں ایک مجلسِ زراعت خصوصاً ترقيِ زراعت کے خیال سے قائم کیجائے اور شاہ کجکلاہ کي جانب سے اُفتادہ زمینیں مزروعہ کیجائیں اور پہاڑوں کے چشموں سے اُن کي آبیاري ہو - تو میں سمجھتا ہوں تھوڑے زمانے میں اس مقام کي حالت ظاہري بالکل بدل جائے اور آمدني بھي بڑھ جائے - صرف گمرک کي آمدني پر قناعت کرنا اور زراعتي قوت کو نہ اُبھارنا کس قدر خلافِ مصلحت ہے ؟ مگر افسوس ! ہماري غفلت شعاریاں - تن آسانیاں - ہمارا عیش و نشاط ان سب فوائد اور نفع بخش اُصول کو اپنے آنچل سے چھپائے ہے - لوگوں کا گمان تھا کہ حضرت شاہ کا سفر یورپ مصالح ملکي کے لئے بہت مفید ہوگا - اور شاید یہي خیال حضرت شاہ کے بھي مدِّ نظر ہو - مگر تجربے سے معلوم ہوا کہ وہ صرف عجائباتِ عالم اور ان کي نظر بازي کے لحاظ سے تھا - اگر ایسا نہ ہوتا تو تمام مُلک میں سر سبزي پھیل جاتي اور ہوائے مُراد چلنے لگتي - مگر افسوس ! ہم چاہتے ہیں - زمانہ نہیں چاہتا *

اس وقت سمندر کے کنارے پاني کم ہوگیا تھا مگر کیچڑ بہت تھي - میں اپني کشتي یا ہوڑي میں جانے کے لئے ایک

حبشي کي پيٹھہ پر سوار هوليا اور ميں شرارت سے اُسے ايڑ بهي مارنے لگا - بگڑا اور بگڑ کر کہنے لگا - " آغا ايں چه ميکني ؟ " - ميں نے کہا - "خموش باش - مهميز ميکنم" - اِس جلمے پر نہايت هنسا - کالي صورت پر سُفيد دانت جو هنسي ميں دکھائي ديئے تو گويا کالے پاني ميں موتي چمکنے لگے - ميں اب بڑے جہاز ميں پهنچا - تهوڑي دير ميں هر بونگ مچنے لگا - جہاز کے لنگر اُٹهنے کي تياريان هونے لگيں - اسباب تجارتي لادا جا چکا - چرخي نے اپنا راگ مالا بند کيا - انجن سے اسٹيم بهي نکلنا شروع هوا - آخر ساڑهے باره بجے اُس نے رخصتانه سيٹي دي اور جہاز سطح آب پر رينگتا چلا - ميں نے دور سے بندر عباس کو جُهک کر تسليم کي اور اشاروں ميں کہا که اگر صحيح و سلامت واپس آيا تو پهر حضرت کي صورت نه ديکهونگا - جہاز کي روانگي کے وقت ميں عرشے پر چلا گيا جہاں کپتان صاحب موجود تهے - ميں نے اُن سے دوربين ليکر بندر عباس کي آخري ديد کي - اُس وقت چلتا پهرتا نظاره آنکهوں کو بہت بهلا معلوم هوتا تها - جہاز چهوٹنے کے قبل حبشي قلي جو اسباب لادنے کو آئے تهے وه بهي اپني اپني هوڑيوں پر رسّوں کے ذريعے سے اُترنے لگے - يه مال لادتے وقت اور بوجهه اُٹهاتے وقت محنت بهول جانے کے خيال سے اپني بهونڈي اور بے سُري آواز ميں کچهه گاتے اور سب کے سب اُسے ايک هي سُر ميں الاپتے هيں - مجهے اشتياق پيدا هوا که يه گيت کيونکر لکهوں - ميں نے ايک حبشي کو بلايا اور فارسي زبان ميں کہا که مجهے تم اپنا گيت بتاؤ - وه کچهه خوانده

تھا - اُس نے مجھے اپنے حبشي گیت کے شروع کا ایک ٹکڑا لکھوایا - جس نے مارے ہنسي کے لُٹا لُٹا دیا - میں نے اس کے معاوضے میں مطربِ خوش نوا کو ایک روپیہ دیا - اور اس کي شرح کا بھي اُمیدوار رہا - مگر افسوس جہاز کھل رہا تھا اور اتنا موقع نہ ملا کہ اس کے معنے اور مطالب حل کرتا *

سجاد دہلوي }
عظیم آبادي }

حصہ نظم

[منتخب از " مخزن لاهور "]

خوابِ راحت

پھول هي پھول اس پہ برساؤ
آنکھ سے اشکِ خوں نہ ٹپکاؤ
پھول هي پھول اس پہ برساؤ
ذکر گور و کفن کا مت لاؤ
خوابِ راحت میں یہ تو سوتي هے
نیند یہ کب نصیب هوتي هے ؟
جب زلیخا نے اس کا خط پایا
خوابِ یوسف میں پھر نہ لطف آیا
کاش مجھہ کو بھي چین یوں ملجاے
دلِ بیتاب کو سکوں ملجاے
اس سے اهلِ نشاط خواهاں تھے
هر گھڑي خندہ و تبسم کے
اس نے هنس هنس کے اُن کو شاد کیا
نامرادوں کو با مراد کیا

اس نے پھولوں کے کردئے انبار
اس نے دنیا کو کردیا گلزار
خستہ دل تھي مگر یہ بیچاري
زندگي سے بہت تھکي هاري

سو گئي هے جو اب یہ زار و نزار
هو گئے سب کفارہ کش یکبار

عمر سب صرفِ پیچ و تاب رهي
هاے کیا زندگي خراب رهي !
دل میں اک کش مکس مدام رهي
ایک چکّر میں صبح و شام رهي
اس سے غافل طرب پرست رهے
خندۂ ظاهري پہ مست رهے
ماندۂ رنج راہِ هستي تهي
عافیت کو سدا ترستي تهي

اب یہ آغوشِ عافیت میں هے
عافیت خوب عافیت میں هے

طائرِ روح آسماں پرواز
کس طرح لائے تابِ قیدِ دراز ؟
قفسِ تنگ هے بلا هوتا
سانس گھُٹتا هے دم خفا هوتا
چھوڑ کر جسم کو روانہ هوا
اور مرض کا تو اِک بہانہ هوا

قیدِ غم سے هوئی ہے یہ آزاد
وسعتِ عالم بقا میں شاد
خُلد میں اب یہ راج کرتی ہے
خلق یاد اس کو آج کرتی ہے

مرزا اعجاز حسین
بی - اے

ایک گھرانے کی قبرین

[ترجمۂ نظم مسس همنس شاعرۂ انگلستان]

سب پھول تھے ایک هی شجر کے
گویا تھے چراغ سارے گھر کے
وہ ایک هی جگہ پلے تھے
اور حُسن کے ساتھہ بڑہ رہے تھے
کیا وقت وہ تھا جو سب بهم تھے !
عنقا الم و ملال و غم تھے
سبؔ خوش تھے عجب دلوں کو کل تھی
اُن کے دم سے چهل پہل تھی
قبروں میں هیں ہائے اب وہ تنہا !
حائل هیں پہاڑ اور دریا
ماں عاشقِ زار اور شیدا
هر شب دستور تھا یہ اس کا
کس پیار سے سوتے میں وہ جھک کے
بوسے لیتی تھی میٹھے میٹھے

هرچند وہ پھول بے پھلے تھے
کیا کچھہ نہیں ماں کے حوصلے تھے
رهتے تھے نظر کے سامنے سب
پروانہ تھے سب پہ - دن هو یا شب
افسوس ! کہ اب وهي نہاں هیں
اے موت ! بتا کہ سب کہاں هیں ؟
اُس پاني میں ایک کي هے تربت
جس کي هے بہت سیاہ رنگت
هے ایک کي خوابگاہ - اے وا !
جنگل سنسان امرکہ کا
سنتا هوں غریب کي لحد پر
هے سایہ کئے هوئے صنوبر
اُس بحر میں ڈوبا اک اکیلا
پاني جس کا هے خوب نیلا
اُس جا سوتا هے تہ کے اندر
جس جا سے نکالتے هیں گوهر
آبي تربت پہ اُس کے اصلا
اب کوئي نہیں هے رونیوالا
اسپین میں ایک سو رها هے
اُس قبر پہ تاک رو رها هے
شمشیر زني زبس رهي واں
ندّي اک خون کي بہي واں

رایت کو لئے تھا کس ہنر سے
باندھے مضبوط تھا کمر سے
دشمن کہیں چھین کر نہ لیجائیں
اُلٹي نہ اُسے شکست دیجائیں
اِک اُن میں سے دفن اب وہاں ہے
مہندي کا بڑا شجر جہاں ہے
ہلکے ہلکے ہوا کے جھونکے
ملکر شاخوں سے پھنگیوں سے
برساتے ہیں پتّیاں وہ اتني
چادر بن جائے اِک لحد کي
جاکر وہ اطالیہ مري ہے
پھولوں کي جہاں بہار بھي ہے
گھر بھر میں وھي تو اِک حسیں تھي
پیاري صورت تھي نازنیں تھي
سوتے ہیں الگ الگ وہ دلبر
جس جا جنھیں لے گیا مُقدّر
وہ میٹھے سُروں میں اُن کا گانا
گا گا کے ہر اِک کا دل لُبھانا
آتش خانہ بھي گونج اُٹھتا
یہ حال تبھا اُس گھڑي صدا کا
ہر وقت ہنسي تھي قہقہے تھے
آپس میں مذاق چہچہے تھے

اَے موت ! غضب کا سامنا تھا
ہوتا اندھیر ہائے کیسا ؟
برباد یہ ساري زندگي تھي
مٹّي تھي خراب پھر وفا کي
ہوتا جو نہ حشر کا سہارا
ملنے کا طریقہ اور کیا تھا ؟

سید علي سجاد دھلوي
(مصنف نئي نویلي)

دھلي کے کھنڈر

جدھر دیکھو اُدھر ویرانہ ھي ویرانہ پاتے ھیں
عجب ھو حق کا عالم ھے جہاں اَوسان جاتے ھیں
عجب عبرت فزا نظّارہ ھے گورِ غریباں کا
نشانِ نیست اُن کے ٹھوکروں میں ملتے جاتے ھیں
شکستہ قبریں کچھہ ھیں اور گڑھے دو چار باقي ھیں
جو اپنا خندۂ دنداں نما ھم کو دکھاتے ھیں
پڑے پھرتے ھیں دھقاں بے تکلف جن کي قبروں پر
وہ آغوشِ لحد میں بے خبر آرام پاتے ھیں
لٹیرے اس جگہہ کو اپني جولانگاہ کرتے ھیں
درندے ان کي قبروں میں اب اپنا گھر بناتے ھیں
پڑے ھیں دور آبادي سے وہ اس کس مپرسی میں
ھم اُن کي بیکسي پر یوں کھڑے آنسو بہاتے ھیں

یہي ہیں جو چراغ خانہ تھے اور بزم محفل تھے
اب اس شہرِ خموشاں میں انھیں بے یار پاتے ہیں
وہ دن بھي تھے کہ ان کے محل میں نقارے بجتے تھے
مگر اب بوم اُن کي قبر پر نوبت بجاتے ہیں
کہیں حسرت - کہیں شوکت - کہیں عظمت برستي ہے
نشانِ رفتگاں - خاموش - افسانے سناتے ہیں
یہ سنّاٹا - یہ قبریں - اور یہ میداں کہہ رہے ہیں کچھہ
سنو! سب بے ثباتي کے سُریلے راگ گاتے ہیں
یہ دنیا چند روزہ ہے - مزے بھي چند روزہ ہیں
غرور و نخوت و دولت بھلا کس کام آتے ہیں ؟
اُٹھو - اے سونے والو! بادۂ غفلت کے سرشارو!
ذرا آنکھیں تو کھولو - دیکھو - تم کو کیوں جگاتے ہیں
خبر بھي ہے زمانے نے لیا ہے رنگِ نو کیسا ؟
تمہاري قوم والے مٹ چکے اور مٹتے جاتے ہیں
زباں خاموش کیوں ہے ؟ کچھہ تو بولو - کون تھے کیا تھے ؟
کچھہ اپني تم کہو ہم سے - کچھہ اپني ہم سناتے ہیں
نہیں اُٹھتے - نہیں سنتے - الٰہي! کیا قیامت ہے ؟
یہ کیسے سنگدل ہیں ! اس طرح سے دل دکھاتے ہیں
بھلي معلوم ہوتي ہے تمہاري شانِ گمنامي
عدم کے رہنے والو! تم سے ملنے ہم بھي آتے ہیں

محمد انعام الحق
بي - اے

ماں کا خواب

[ماخوذ از ولیم لارنس]

جبکہ سوتے تھے گھونسلوں میں طیور
آدمي نشۂ خواب میں مخمور
میں بھي ظاهر میں سو رهي تھي مگر
دل مرا بن رها تھا بقعۂ نور
دیکھنے کیا هوں کر رهي هوں تلاش
اپنے بچے کي آسماں پر دور
میرا بچہ کبھي جو تھا زندہ
چھوڑ مجھہ کو گیا هے اب مهجور
هاے ! میرے نہ یہ هوئے مقسوم
میرے دل کا سدا وہ رهنا سرور
اس تجسّس میں کچھہ شکیل و سلیم
بچے لائن میں کرتے دیکھے عبور
سب کے هاتھوں میں شمعیں تھیں روشن
سب کے سب تھے سفید جوں بلّور
شکل هر اک کي صاف آئي نظر
بولنے سے مگر وہ تھے معذور
میرا بچہ بھي اپني باري میں
گذرا قدرے اُداس میرے حضور
لیک جو شمع اسکے هاتھہ میں تھي
روشني آہ اُس سے تھی مفرور

مڑ کے پیچھے یہ بولا بچہ مرا
تاکہ اندیشہ میرا کردے دور
" میری اماں ! نہ کر تو نوحہ گری
تیرے اشکوں نے شمع کی کافور "

صدر الدین
از قصور

دو رنگیٔ زمانہ

کیا کہوں کیسی شادمانی تھی !
کیسی وحشت تھی جب جوانی تھی !
کیا زمانہ تھا ہائے اب جانا
بولنا - ہنسنا - ناچنا - گانا !
تندرستی پہ ناز کیسا تھا !
فخر آزادیوں پہ کتنا تھا !
خواب میں بھی نہ تھے غم و آلام
کس کو معلوم تھا مگر انجام ؟

بس یہی اُن دنوں سمجھتے تھے
ساری دنیا بنی ہمارے لئے

مگر اب جبکہ آزمایش ہے
دل میں کچھہ آرزو نہ خواہش ہے

جبکہ بیماریوں سے سارا بدن
ہو گیا وقفِ سیلِ رنج و محن
جبکہ وہ دل کی کاوشیں نہ رہیں
احمقانہ وہ خواہشیں نہ رہیں
جبکہ گانا ہمیں وہ بھول گیا
جبکہ وہ ناچنا فضول گیا

ہم نے سمجھا کہ کیا بُرا ہوتا
میری خاطر جو سب بنا ہوتا

ولی الحق
از اسلام پور

کم فرصت بچہ

سنتے تھے کہ یہاں راحت و آرام بہت ہے
پر تجربہ کہتا ہے کہ یہاں کام بہت ہے
دن رات میں فرصت نہیں - اتنے ہیں مشاغل
ممکن نہیں ہو جاؤں میں دم بھر کوئی غافل
اس پر بھی مرے کام مُکمَّل نہیں ہوتے
عُقدے جو مرے کام میں ہیں حل نہیں ہوتے
لو آج ہی جس وقت سے ہونے لگی بارش
شیشوں پہ دریچوں کے ہوئی بوندوں کو لغزش
اس وقت سے بندہ ہمہ تن چشم تماشا
دیکھا کیا اک ٹکٹکی باندھے یہی نقشا

اِک وقت میں اِک کام پہ پر کي نہ قناعت
ناداني سے سر پر پڑي یہ اک نئي محنت
اِک گیت زباں پر جو کہیں ہوگیا جاري
دو پہر اسي راگ کے دھندے میں گذاري
تھے اس کے سوا اور بھي بہتیرے مشاغل
طَے اور بھي کرڈالے کئي میں نے مراحل
آئینے پر ایسا کوئي اک پھونک دیا دم
وہ جس کے اثر سے ہوا اِک آن میں پُر نم
اس نم کو وہیں صورتِ تصویر بنایا
تصویر کو اِک لحظہ میں پھر خود ہي مٹایا
پھر فرشِ زمیں پر جو توجہ ہوئي مائل
تعمیر کئے اس پہ مکاں رہنے کے قابل
ٹوٹي ہوئي کشتي جو مري سب سے بڑي ہے
اب اس کي مرمّت کي مجھے فکر پڑي ہے
دعوت جو خیالي مرے ہاں ہوتي ہے اکثر
پھر اس میں بُلاتے ہیں مجھے سارے تونگر۔
اتنے ہیں تردد مري اِک ننّھي سے جاں کو
فارغ جو ہیں کیا جانیں وہ اس دردِ نہاں کو؟
اب کھیل کي فرصت کوئي ڈھونڈے تو کہاں ہے؟
"مصروف ہوں مصروف" یہي وردِ زباں ہے

} اکرام

غمِ برادر

فرقت میں تیری دل ہے میرا فگار - بھائی !
لالہ کی طرح سینہ ہے داغدار - بھائی !
ہجراں میں گھل رہی ہے جانِ نزار - بھائی !
آنکھوں سے چل رہے ہیں اشکوں کے تار - بھائی !
جب سے نہاں ہوا تو آنکھوں سے - میرے پیارے !
فرقت سے ہے تمہاری دل بیقرار - بھائی !
ساماں سفر کا سارا تیار کرچکا ہوں
بس موت کا ہے باقی اب انتظار - بھائی !
روٹھے ہو مجھ سے ایسے - منتے نہیں منائے
کس بات پر ہے آخر مجھ سے غُبار ؟ بھائی !
اے روئے یار تجھ بن عالم میں ہے اندھیرا
آنکھوں کا اب ہے تارا شمعِ مزار - بھائی !
کس نیند سو رہے ہو ؟ جاگو تو ہیر دیکھیں ،
گلشن میں چل رہی ہے بادِ بہار - بھائی !
تُربت پہ تیری اس کو کچھ پھول ہیں چڑھانے
بیدل پرو رہا ہے اشکوں کے تار - بھائی ؟

محمد اسلم
بیدل

ماہِ صیام

اماں! بتاؤ - گھر میں یہ بے رونقی ہے کیوں ؟
چہرے پہ آج آپ کے افسردگی ہے کیوں ؟
ماما بھی کام کاج سے فارغ کھڑی ہے کیوں ؟
چولہا ہے سرد دیگچی اوندھی پڑی ہے کیوں ؟

آٹا ہی گندھ رہا ہے نہ ہنڈیا ہے چڑھ رہی
اور مچ رہی ہے پیٹ میں میرے تو کھلبلی

اے جانِ مادر! آج سے ماہِ صیام ہے
اب دن کو اکل و شرب سراسر حرام ہے
روزوں کا مومنوں کے لئے حکم عام ہے
کافر ہیں جن کو حکم میں حق کے کلام ہے

سحری کے وقت تیرے لئے میری جاں مگر
کچھ رکھ لیا تھا طاق میں دیکھ اور نوش کر

اماں! نہیں ہے یاد میں میری اگر خطا
ہر بار میں نے یہ تمہیں کہتے ہوئے سنا
رحمان ہے رحیم ہے رزّاق ہے خدا
اور مومنوں پہ اُس کے عطیات ہیں سوا

رحمان ہو وہ اور ہمیں یہ اذیتیں!
رزّاق ہو وہ اور ہمیں یہ مصیبتیں!

مُنہ آپ کا ہے خُشک - ہیں ہونٹوں پہ پپڑیاں
چہرے پہ اُڑ رہی ہیں یہ دیکھو ہوائیاں

چہرہٴ جبیں سے صاف غم و غصہ ہے عیاں
اعضا ہوئے ہیں فرط نقاہت سے ناتواں
کہتی تھیں آپ دین میں ہیں سب سہولتیں
دیندار ہوکے کیوں یہ اُٹھاتی ہو زحمتیں ؟
کہتی تھیں آپ ہے وہ خداوند بے نیاز
فارغ ز آرزو و تمنا و حرص و آز
بتلائیے برائے خدا پھر مجھے یہ راز
کیوں مومنوں پہ دست تحکّم ہے یوں دراز ؟
میرا تو دور سے ہے سلام ایسے حکم کو
مجھ کو تو - یا خدا ! کبھی مومن نہ کیجیو
بیٹا ! خدا کے واسطے چھوڑو یہ شوخیاں
گندی کرو نہ کُفر کے کلموں سے یوں زباں
نامہرباں کبھی نہیں ہوتا وہ مہرباں
ہیں اُس کے ایک حکم میں سو حکمتیں نہاں
کیا میں بھی میری جاں تری دشمن کہاؤنگی
گر جبر سے دوا تجھے کڑوی پلاؤنگی ؟
اماں ! دوا کی آپ نے دی بے محل مثال
اس سے تو ہو بحال - طبیعت ہو گر نڈھال
پر دیکھتا ہوں آپ کے روزوں میں یہ کمال
کرتے ہیں ضُعف سے مہِ کامل کو یہ ہلال
حکمت یہ خوب ہے کہ قوی کو کرے ضعیف
چارہ یہ ٹھیک ہے کہ توانا بھی ہو نحیف

اَے جانِ من ! ابھي تمھیں موقع نہیں ملا
اِس مسئلے پر غور و تعمق کا خوض کا
اس بات سے ھوئے نہیں تم پیارے آشنا
امراضِ باطنی کے لئے روزہ ھے دوا

روزہ سبیلِ معرفتِ کردگار ھے
جس پر فلاحِ ھر دو جہاں کا مدار ھے

مُنعم جو نام سے بھي نہ واقف ھو بھوکھ کے
آسودگي و عیش کي کیا قدر کر سکے ؟
شکرِ خدا کي اُس کو ضرورت ھي کیا پڑے ؟
احسان حق کي یاد سے کیا کام ھو اُسے ؟

روزہ ھي قدرِ لذّتِ نعمت بتائے ھے
روزہ ھي شکرِ حق کا سبق یوں پڑھائے ھے

ملتي رھیں جو آب و خورش ھم کو پیٹ بھر
برداشت ھم نے کي ھو نہ تکلیف لحظہ بھر
مجبوریوں میں حال ھمارا ھو کیا بتر
عادت نہ صبر کي ھو تو جاں سے کرے گذر

روزے نے ھم کو صبر کي عادت سکھائي ھے
مجبوریوں میں جان ھماري بچائي ھے

زردے سے اور پلاؤ سے گر پیٹ ھو بھرا
فاقوں کي تلخیوں کا چکھا ھو نہ گر مزا
پھر ھم کجا مصیبتِ فاقہ کشاں کجا ؟
آہِ یتیم و نالۂ بیوہ پہ درد کیا ؟

آگاہ ہیں جو حکمتِ حکمِ حکیم سے
ہمدردیاں ہیں اُن کو غریب و یتیم سے

بیمار ہے وہ روح جو درد آشنا نہیں
بیمار سر جو سامنے حق کے جُھکا نہیں
بیمار دل ہے جس میں تحمّل ذرا نہیں
بیمار آنکھہ ہے جو حقیقت نما نہیں

اے جانِ من! جو غور سے کچھہ کام لو ذرا
امراضِ باطنی کے لئے روزہ ہے دوا

سراج الدین احمد

اخفائے رازِ عشق

ایک دن " اصمعی " نے جنگل میں
ایک پتھر پہ کچھہ لکھا دیکھا
دو قدم اور بڑھ گئے آگے
پڑھ لیا صاف صاف لکھا تھا
جان جاتی ہے ہجرِ جاناں میں
چاہ نے کام ہی تمام* کیا
ڈوب جاتا ہوں عشق کے غم میں
آگ کرتی ہے کام پانی کا
میں جواں - اور عشق کی گرمی!
عاشقو! کچھہ کہو برائے خدا

پڑھتے ھي " اصمعي " نے برجستہ
اُس کے نیچے جواب میں لکھا

لاکھہ کي ایک بات کہتا ھوں
عشق کے راز کو چھپا دینا
دیکھہ لینا اُتار اور چڑھاؤ
جھک کے ملنا ملاپ سے چلنا
عشق کي گرمیاں نہ ٹھنڈي ھوں
آرزوؤں سے آشتي کرنا

دوسرے دن ھوا جو واں سے گذر
ایک شعر اور بھي لکھا دیکھا

یعني کس طرح آشتي کیجے ؟
بات کرنے کا اب نہیں یارا
بیقراري سي بیقراري ھے
نام روشن ھوا ھے بجلي کا
دائرہ بن گیا ھوں نقطے سے !
پہلے قطرہ تھا ھو گیا دریا !
دل کے ٹکڑے جگر کو روتے ھیں
اور جگر خون ھو گیا کب کا !

شعر پڑھتے ھي دل ھوا مضطر
روتے روتے یہ اصمعي نے کہا

جس کو فرقت بہت ستاتي ھو
جس نے کھایا ھو چاہ میں دھوکا

جس کو افشائے راز کا ڈر ھو
جس سے اب صبر ھو نہیں سکتا
اُس کا عمدہ علاج "مرنا" ھے
اس سے بہتر نہیں کوئي نسخہ
تیسرے دن جو شوق سے پہنچے
حضرتِ اصمعي نے کیا دیکھا
ایک چادر میں لاش لپٹي ھے
جس کا چہرہ ھے چاند کا ٹکڑا
اور مردانہ حسن کہتا ھے
یہ لکھا تھا مرے مُقدر کا
یک طرف اصمعي بنالہ و آہ
یک طرف، گریہ ہائے حسرتہا
ایسے عاشق کي موت ھوتي ھے
ایسا ھوتا ھے عشق میں مرنا
اس کا جینا ثواب کا باعث
اس کا مرنا حیات سے اچھا
ایسي میت پہ کیجئے ماتم
ایسے مرنے پہ چاھئے رونا
روئینگے اور خوب روئینگے
ضبط تو ھم سے ھو نہیں سکتا
اس طرف کشتۂ فراق کي لاش
سامنے اصمعي کے پتھر تھا

رونے دھونے میں جب ہوئی تخفیف
آنکھ اوپر اُٹھی تو کیا دیکھا
شعر لکھا ہے مرنے والے نے
شعر لکھا کہ غم کا دیباچہ
سمعنا اطعنا ثم مُتنا فبلغوا
سلامی علی من کان للوصل یمنع
میں نے سُن لی پتے کی بات اس کی
اور اچھا سمجھ لیا مرنا
سر جھکایا کہ سر جھکانا خوب
بات مانی کہ ماننا اچھا
جس نے مرنے کی راے دی مجھ کو
جس نے محروم وصل سے رکھا
جس نے میری سلامتی چاہی
اُس کو میرا سلام کہ دینا

ابو النصر
آہ دہلوی

اچھے کپڑے

اچھے کپڑوں پہ جو مغرور ہیں اتراتے ہیں
وہ چھچھورے کا کھمنڈی کا لقب پاتے ہیں
عُجب میں جامے سے ہو جاتے ہیں اکثر باہر
اندر اندر ہیں یہ ملبوس کے باہر باہر

آنکھ سینے پہ اکڑفوں سے جو پڑ جاتي ہے
تیز برچھي ہے کلیجے میں جو گڑ جاتي ہے
خوشنما آپ سمجھتے ہیں کہ چھب تختي ہے
دیکھنے والے یہ کہتے ہیں کہ کمبختي ہے
ان کي آنکھوں میں کُھبا حسن شمائل ان کا
پر نظر باز نہیں ہے کوئي قائل ان کا
لیک جب دیکھتے ہیں اُن کي تو سب کہتے ہیں
کہ یہ قندیل ہیں کپڑوں سے منڈھے رہتے ہیں
تھوڑي سي سوت کي انٹي پہ یہ بھکا خنّا
کہ ہے دشوار انہیں اصل میں انساں بننا
یہ وہ گُڈّے ہیں کہ روحو پہ ہیں اِترائے ہوئے
زندہ پُتلي ہیں کہ کپڑوں سے ہیں کفنائے ہوئے
دل میں کہتے ہیں کہ خلقت ہمیں سرکار کہے
خوبصورت کہے زردار طرحدار کہے
ظاہري جسم کا کپڑوں کو بناکر پردہ
کرتے ہیں پردہ دري اپني مگر دربردہ
مُفتخر بنتے ہیں جھم جھم کے پہن کر کپڑے
مُفت خر بنتے ہیں جھم جھم کے پہن کر کپڑے
ریشمي نہیلے میں گر خاک بھري جائے تو کیا ؟
بزم میں فاخرہ ملبوس پہن آئے تو کیا ؟
اینڈراپن ہوا پوشاک کے اندر ننگا
جس طرح ریشمي کپڑوں میں رہے بھک منگا

خوب پوشاک میں عریاں ہے طبیعت ان کي
کہ امیري میں فقیرانہ ہے عادت ان کي
جن کے کچھہ پاس نہیں' ہے وهي اِتراتے هیں
پاس ہے جن کے وہ چپ چاپ نظر آتے هیں
اتنا حیوانوں کے صدقے پہ اکڑفوں کرنا
کیا کبوتر سے اُڑایا ہے غٹرغوں کرنا ؟

اُون کا بیان

اون کیا چیز ہے؟ کچھہ بال هیں اور کچھہ بھي نہیں
ظاهري جھول هیں جنجال هیں اور کچھہ بھي نہیں
نہ یہ معشوق کي زلفیں هیں نہ اب گیسو هیں
نہ یہ سنبل نہ بنفشہ هیں نہ عنبر بو هیں
نہ هیں وہ دام کہ عالم کو پریشان کریں
نہ بلا هیں کہ چڑھیں سر پہ تو بیجان کریں
نہ دھواں دھار گھٹا هیں کہ اُٹھا کر طوفاں
خشک کردینگي ابھي غلّہ فروشوں کي جاں
نہ یہ تاتار کا نافہ هیں نہ یہ مُشکِ ختن
روے دشمن هیں سیاهي میں نہ کالي ناگن
ان میں آدھي بھي نہیں عنبر سارا کي مثال
جعد پُر پیچ کا اِک پیچ نہیں ہے في الحال
شبِ یلدا شبِ هجراں شبِ دیجور نہیں
بال هیں اُترے هوئے کچھہ جنہیں مقدور نہیں

دستِ مقراض نے جز اُن کي اُڑائي هوگي
تيزي هر وار په چل چل کے دکھائي هوگي
اُستروں نے انهيں سر پر سے اُتارا هوگا
خاص يه خاص تراشوں[1] کا اشارا هوگا
کرديا جمع جُلاهوں نے پريشاني سے
قيمتي بن گئے کچھه بے سر و ساماني سے
آپ نے دام ديئے پهس گئے خود جال ميں آپ
دلِ عاشق کي طرح قيد هيں هر بال ميں آپ
ان کي تعريف کي رسّي کو لپيٹے رکهو
سخت زنجير هے - پاؤں کو سميٹے رکهو

مثال

بهيڑ وه بهيڑ - غريبي ميں هے شهرت جس کي
کوئي دس بيس روپے بهي نهيں قيمت جس کي
اسي پوشاک سے هے تن کو سجائے رکهتي
گرمي اور سردي سے جسم اپنا بچائے رکهتي
برف و بارش ميں اسي سے هے رکاوٹ اس کي
رات دن هے اسي خلعت سے سجاوٹ اس کي
خاک اور پاني سے اکثر اسے بهرتے ديکها
پر نه تن پر سے به ملبوس اترتے ديکها
آپ کي طرح جو اس اُون په اتراتي بهيڑ
بهول کر بهيڑ سے بس بهيڑيا بن جاتي بهيڑ

---

[1] بادشاهي حجام کو خاص تراش کهتے هيں *

اپنے هم جنسوں کو اک لات میں پدڑا لیتي
ایسا کرتي تو وہ نادان بھلا کیا لیتي ؟
فخر ھے بھیڑ کي اُترن پہ تمھیں ؟ واہ جي واہ !
چند بالوں کے سبب اتنے ھوئے ھو گمراہ ؟
رکھئے صندوق میں کاغاں کا الستر اپنا
نہ ظریفوں سے بکھرواؤ پلستر اپنا
چُپ رھو - اتني بلندکت کي نہ تعریف کرو
مایۂ فخر سمجھتے ھو - تو گٹھري میں دھرو
رونگٹے دیکھ کے کمبل کے کھڑے ھوتے ھیں
ریچھ سنتے ھیں تو حیران بڑے ھوتے ھیں
نرم گُدما ھے تمھارا تو ھمیں کام نہیں
روئي بھٹّي نہیں چولھا نہیں حمّام نہیں
نہ کرو لاف زني - نرم اگر ھے پٹّو
داغ دے - دیکھنا - نالش نہ پہاڑي ٹٹو
هم نے مانا کہ ھے انمول تمھارا دُھسّا
کیا زمانے میں کوئي اور نہیں ھے اُس سا ؟
بِلّي کي دُم ھے - نہ اِتراؤ ذرا قاقم پر
تم ھو مردم - کہیں بلّي نہ ھنسے اس دُم پر
ھو مبارک تمھیں - انمول ھے گر پاس سمور
ڈھونڈتے پھرتے ھیں خرگوش - چھپیں گھر میں حضور
ھے جو زر دار دوشالہ - تو چھپا کر رکھو
ھو جو سادہ کوئي جوڑا - تو اُسے گھر رکھو

کار چوبي جو مداخل هے - تو مغرور نه هو
فلسِ ماهي دُم طاؤس کي خوبي ديکهو
رگ کي تعريف سنينگے تو کهينگے بدرگ
ديکهو ديوانے نه هو - رهتا هے رگ زن لگ بهگ
پهنو اچهے سے بهي اچها - نه مگر اتراؤ
رگِ غيرت کو کبهي تو حرکت ميں لاؤ
آوروں کي پشم په اس طرح کا اترا جانا !
ايسے دانا هو - کهيں گهانس نه تم کها جانا

آؤ اب ردشمي کپڑے کي حقيقت سن لو
نرم و باريک مضامين برغبت سن لو
کس کا سرمايه هے ريشم ؟ همیں سمجهاؤ تو
کس رياست کا خزانه هے ؟ بتا جاؤ تو
پيله اک کيڑا هے - جو پيل نهيں شير نهيں
پيل سے شير سے هونا وه کبهي زير نهيں
توت کے پيڑ په کرتا هے نشيمن اپنا
يعني رکهتا هے بلندي په وه مسکن اپنا
پهينک ديتا هے وه فُضله - تم اُٹها ليتے هو
اپني ترکيب سے کچهه اس کو بنا ليتے هو
اسي فُضلے کا رکها نام هے تم نے پوشاک !
اِسي پوشاک کي هے سارے زمانے ميں دهاک !
اسي پوشاک سے ظاهر هے اميرانه پنْ !
اسي پوشاک کي مشهور هے دنيا ميں پهبن !

رومي مخمل کا جو ملبوس پہن آتے هو
تو شهِ روم هي کاشنے میں بن جاتے هو
گاه تو دهیان هے سینے کي صفائي کي طرف
دیکهتے هو کبهي خوش قطع سلائي کي طرف
آستینوں په کبهي هاتهه جو پهر جاتا هے
هاتهه کو پاؤں پهسلنے کا مزا آتا هے
روغنِ بستہ کا دریا هے رواں کوسوں تک
هاتهه اِک هاتهه میں هوتا هے رواں کوسوں تک
یه تو سب کچهه هے که وه مخملِ کا شاني هے
پہنا جس نے اُسے وه قابلِ سُلطاني هے
نه مگر اس کي لجاجت کا سبب یاد رها
عُقده باریک تها هر تار میں - کب یاد رها ؟
آنکهه تو نرمیِ مخمل په لگائي تم نے
خواب کي اس کے نه تعبیر بتائي تم نے
هے یه اس خواب کي تعبیر که بیدار رهو
دل هے بیدار - تو کیوں مائلِ پندار رهو ؟
هے یه وه خواب - که سونا نهیں تعبیر اس کي
اور جو سونا هے - تو تعبیر هے اکسیر اس کي
هے یه کمخواب هي غفلت سے جگانے والا
خواب سے مردم دیده کو اُٹهانے والا

تیتري کا کبهي دیکها هے سجیلا خلعت ؟
جامه خوش قطع وه - کچهه اس په وه خود خوش خلعت

تکلیوں دار مثلث کي طرح کے دو پر
اِس قدر نازک و باریک کہ ٹھہرے نہ نظر
چتّیاں ان میں جو صد رنگ نظر آتي هیں
مینا کاري ید قدرت کي یہ دکھلاتي هیں
دمبدم کُھل کے پروں کا وہ ادا سے جڑنا
انهیں دو پنکھوں سے وہ اس کا هوا پر اُڑنا
تالیاں کیسي بجاتي هے یہ هر آں اُن سے !
پر هیں دو تختِ رواں - خود هے سلیماں اُن سے
آپ کي طرح سے گر تیتري اِترا جاتي
تو فلک پر کبھي اُڑتي نہ بلندي پاتي

کیسا ذیشان پرندوں کا هے رنگیں بانا !
نهیں آنا هے کسي ایک کو بھي اترانا
ایک پوشاک مهینوں نہ بدلتے دیکھا
مدتوں تک اسي اِک جامے کو چلتے دیکھا
ایک وردي میں وہ خورسند رها کرتے هیں
دیکھ کر سب اُنهیں خوش باش کہا کرتے هیں
هے جڑاول یهي اُن کي یهي باراني هے
اسي جامے سے انهیں گرمي میں ذیشاني هے
جوڑا غم کا هے یهي اور یهي شادي کا لباس
ایک کترن بھي نهیں اس کے سوا ان کے پاس
اس کو دھوبي کي نہ حاجت هے نہ درزي کي تلاش
سوئي تاگے سے نہ مطلب هے نہ هے فکرِ تراش

یہی پوشاک پسِ مرگ کفن ہے اُن کا
واہ ! کیا خوب فقیرانہ چلن ہے اُن کا !
اپنے خالق کے عطیّے پر رضامند ہیں وہ
جو مُقدّر سے ملا اُس پہ ہی خرسند ہیں وہ
کب ہیں درگاہ خداوند میں کافر نعمت ؟
مثلِ انسان نہیں اُن کے لئے ہر نعمت
صاف ظاہر ہے بہائم کی یہ خاموشی سے
کہ بری ہم رہے احسان فراموشی سے

باغ میں پھولوں کے وہ رنگ - وہ جوبن - وہ بہار
کہ تڑپ جائے نگہ دیکھ کے جن کو ہر بار
حُسنِ صورت وہ غضب کا - وہ ستم کا انداز
صورتِ حُسن میں ہر ایک ہر اک سے ممتاز
جامہ وہ بوقلموں بر میں کہ اللہ اللہ !
باغ کِھل جائے تصور میں جو پڑجائے نگاہ
شام کی طرز نئی - شان الگ - روپ جدا
رنگ دیتی ہے انہیں چھاؤں جدا دھوپ جدا
جب نسیم سحری جسم کو چھو جاتی ہے
جو صفت دل میں بھری ہے وہ نکل آتی ہے
یہی خوشبو تو ہے مغزوں کو بسانیوالی
ہے یہی شان انہیں ہار بنانے والی
اپنی پوشاک پہ خوشبو پہ جو اترا جاتے
سرد سینے پہ وہ انساں کے جگہ کیا پاتے ؟

نتیجه

پھول بنتا ہے - تو کپڑوں پہ نہ ہرگز پھولو
سو کي اِک بات سناتے ہیں - نہ اِس کو بھولو
روح سے میل اُتارو تو وہ آراستہ ہو
علم کے رنگ میں دو ڈوب تو پیراستہ ہو
اِس سے بہتر کوئي پوشاک ہي انمول نہیں
جسم پر آئي ہے کیا ٹھیک ! کہیں جھول نہیں
داغ دھبّوں سے سدا اس کو بچائے رکھنا
اس کي پاکیزگي پر آنکھہ لگائے رکھنا
اِس کا خالق نے بنایا ہے جو دانا بانا
اِس کي باریک نزاکت کا وہي ہے دانا
عالم عُلوي و سِفلي سے ہے وہ ہم رشتہ
ایک سے توہے سوا - ایک سے ہے کم رشتہ
آگیا بوجھہ گناہوں کا جو اس کے لگ بھگ
کاجو بوجھو سا ہے - ہو جائیگا چَٹ چُٹ سے الگ
یہ وہ خلعت ہے - نہیں خوف جسے رہزن کا
نہ تو کیڑے کا خطر ہے نہ پُرانے پن کا
خواہ دنیا میں ہو کیسا هي کوئي بادي چور
گُل سے خوشبو کے چُرا لینے کا ہو عادي چور
ہاتھہ یہ مال کسي طرح نہیں آسکتا
ہاتھہ کیا آئے ؟ یہاں ہاتھہ نہیں جاسکتا

خلعتِ خاصہ کہ دربارِ خداوندی ہے
واہ ! کیا بخششِ سرکار خداوندی ہے !
یا خدا ! ارشدِ عاصی کو وہ حُلّہ ہو عطا
جس کی خوبی میں ہو پوشیدہ ہر اک میری خطا
ابرہ و آستر اک جنس کے اِک رنگ کے ہوں
ظاہری باطنی افعال کُل اِک ڈھنگ کے ہوں
صورتِ آبِ رواں صاف مرا دل ہوجاے
سہل آلودگی کی جتنی ہے مشکل ہوجاے
صفتِ موج اگر دل میں شکن آجائے
ایک ہی دم میں صفائی بھی معاً آجائے
اسی ملبوس سے بازیب تنِ خاکی ہو
دور مجھ میں سے ہر اک زشتی و ناپاکی ہو

ارشد }

جوگی

ہیں ہم پردیسی سیلانی - مت ناحق طیش میں آ - جوگی !
ہم آئے تھے تیرے درشن کو - چتون پر میل نہ لا - جوگی !
آبادی سے منھہ پھیرا کیوں ؟ پربت میں کیا ہے ڈیرا کیوں ؟
ہر منزل میں ہر محفل میں ہر دل میں ہے نور خدا - جوگی !
کیا مسجد میں کیا مندر میں سب جلوہ ہے وجہ اللہ کا
پربت میں نگر میں ساگر میں ہر اُترا ہے ہر جا - جوگی !

جي شہر میں خوب بہلتا ہے - واں حسن پہ عشق مچلتا ہے
واں پریم کا ساگر چلتا ہے - چل دل کي پیاس بُجھا - جوگي !
واں دل کا غُنچہ کِھلتا ہے - گلیوں میں موہن ملتا ہے
چل شہر میں سنکھ بجا جوگي - بازار میں دھوني رما - جوگي !

جوابِ جوگي

ان چکني چُپڑي باتوں سے مت جوگي کو پُھسلا - بابا !
جو آگ بُجھائي جتنوں سے - پھر اُس پہ نہ تیل گرا - بابا !
ہے شہروں میں غُل شور بہت اور حرص و ہوا کا زور بہت
بستے ہیں نگر میں چور بہت - سادھو کي ہے بن میں جا - بابا !
ہے شہر میں شورشِ نفساني - جنگل میں ہے جلوۂ روحاني
ہے نگري ڈگري کثرت کي - بن وحدت کا دریا - بابا !
ہم جنگل کے پھل کھاتے ہیں - چشموں سے پیاس بجھاتے ہیں
راجا کے نہ دوارے جاتے ہیں - پرجا کي نہیں پروا - بابا !
سر پر آکاس کا منڈل ہے - دھرتي پہ سہاني مخمل ہے
دن کو سورج کي محفل ہے - شب کو تاروں کي سبھا - بابا !
جب جھوم کے یہاں گھن آتے ہیں - مستي کا رنگ جماتے ہیں
چشمے طنبور بجاتے ہیں - گاتي ہے ملار ہوا - بابا !
یاں پنچھي ملکر گاتے ہیں - پیتم کے سندیس سناتے ہیں
یاں روپ انوپ دکھاتے ہیں - پھل پھول اور برگ گیا - بابا !
ہے پیت کا ہردم دھیان تمھیں - ار یاد نہیں بھگوان تُمھیں
سل پتھر ایفت مکان تمھیں دیتے ہیں سکھي سے چھڑا - بابا !

تن من کو دھن میں لگاتے ھو - پیتم کو دل سے بُھلاتے ھو
ماٹی میں لعل گنواتے ھو تم بندۂ حرص و ھوا - بابا !
دھن دولت آني جاني ھے - یہ دنیا رام کہاني ھے
یہ عالم عالم فاني ھے - باقي ھے ذاتِ خدا - بابا !

ناظر
از سري نگر

نوحۂ رشید

اشکِ حسرت ترے مدفن پہ بہانے آیا
تو نے جو داغ دیا تجھہ کو دِکھانے آیا
مرض الموت میں بھیجا تھا جسے عید کا کارڈ
وہ ترے بسترِ خاکي کے سرھانے آیا
جس کے شعروں کو بہت شوق سے تو سنتا تھا
آج وہ تجھہ کو ترا نوحہ سنانے آیا
رات اندھیري ھے - طبیعت نہ پریشاں ھو تري
شعلۂ آہ کي اک شمع جلانے آیا
چھوڑ احباب کو - سوتا ھے پڑا چین سے تو
نعرۂ درد سے میں تجھہ کو جگانے آیا
ھاے ! جس کے لئے صد دولتِ بیدار تھا تو
وہ پھر خود تجھے مرقد میں سلانے آیا
جیتے جي پھول سے تھي تجھہ کو بہت کچھہ نسبت
میں ترے ڈھیر پہ بھي پھول چڑھانے آیا

ملتي جلتي تهي بهت پهول سے خصلت تيري
سير گلزار سے کچهه کم نه تهي صُحبت تيري
بوئے گل جيسے که پهيلاتي هے هر سمت نسيم
اس طرح پهيلي تهي اخلاق کي نگهت تيري
يار و اغيار ميں کچهه فرق نه تو کرتا تها
مُسکراهٹ ترے هونٹوں په تهي طينت تيري
تجهه کو کينے سے تعلق نه تعصّب سے لگاؤ
وسعتِ تامّه رکهتي تهي محبّت تيري
جس طرح پهول هے دو روز ميں کملا جانا
اس طرح تهوڑي سي تهي عمر کي مُدت تيري
تهي خوشي تيري عزيزوں کو ملائے رکهنا
بهجتِ خاطرِ احباب مسرّت تيري

تو وه تها جس کو پيمبر نے کها هے مومن [1]
هاتهه سے بول سے ايذا نه تهي عادت تيري

گردشِ چنبرِ دوّار نے جينے نه ديا
چين سے تجهه کو ستمگار نے جينے نه ديا
کچهه تو ارمان عزيزوں کے نکلتے اے کاش!
چار دن بهي تجهے خونخوار نے جينے نه ديا
ايک جان اُس په يه دن رات هجوم آلام
کثرتِ مجمعِ افکار نے جينے نه ديا

---

[1] حديث نبوي هے المومن من يسلم المرء من يده و لسانه - مومن وه هے جس کے هاتهه اور زبان سے انسان بچا رهے *

تو تو رکھتا نہ تھا آزار کسي کا بھي روا
ھاے ! تجھہ کو ترے آزار نے جینے ندیا
تھا جس آئین کے نکتوں میں تعمق تجھہ کو
اُسي آئینِ پرُ اسرار نے جینے ندیا
شاھدِ راز کے جلوے کا جو تھا تو مشتاق
ھاں - اُسي حسرتِ دیدار نے جینے ندیا
سخت جاني سے ھے نیرنگ بھي آخر زندہ
تجھہ کو کیوں موتِ جفاکار نے جینے ندیا ؟

{ نیرنگ

ایک پودے کي دو تہنیاں

[بڑا بھائي چھوٹے بھائي کو خط لکھتا ھے]

" یاد اَیّام کہ تھي آپ کو اُلفت ھم سے
اور سے ایسي نہ تھي - تھي جو محبت ھم سے
رھنے کو ایک مکاں - کھانے کو اِک دسترخواں
رنج و راحت میں بسر ھوتي! تھي اپني یکساں
کام کے واسطے بھي ھم جو جدا ھوتے تھے
پھر بہم ھونے کي ساعت پہ لگا رھتا تھا دھیاں
اپنا دکھہ بھولتا تھا دیکھہ کے خوش دوسرے کو
ایک کے درد سے تھا دوسرے کا دل حیراں
دل تھے دو - اور دھڑکتے بھي تھے دو سینوں میں
چال دونوں کي بہر رنگ تھي لیکن یکساں

درست هوتا جو کوئي - دونوں کا هوتا تھا وہ
کوئي دشمن تھا - تو دونوں کا وہ تھا دشمنِ جاں
کیوں نہ هوتا ؟ کہ تعلق بھي تو تھا ایسا هي
ایک هي پودا تھا - دو ٹہنیاں هم تھے جس کي
کبھي آیندہ جدا هونے کا جو دھیان آتا
رنگ چہروں کا اسي وقت بدل جاتا تھا
هم میں دو هونے کي اِک بات بھي موجود نہ تھي
هاں - مگر جسم تھے اور صورتیں جسموں کي جدا
صورتوں میں بھي نو تھي فطرتِ واحد ظاهر
دونوں تصویروں کا تھا ایک طرح کا خاکا
ایک پر گرد تھي البتہ بہت سالوں کي
دوسري تازہ تھي اور رنگ بھي اُس کا تھا نیا
دونوں پر داغ تھے - پر داغ تھے دونوں یکساں
لوگ کہتے تھے یتیمي کا ھے یہ اِک دھبّا
اب بتاؤ کوئي - ان دونوں کا کیا حال هوا
پھل دیا نخلِ محبت نے کہ پامال ' هوا

علی احمد - ٹیچر نارمل اسکول
راولپنڈي

خوابِ ناز

اے شبِ ماهتاب کے تارو !
فلکِ نیلگوں کے سیّارو !

فردِ نیلوفری میں مُنہ کو چھپاؤ
غرقِ دریائے نیل ہو جاؤ
خوب ہے خوب ہے تمہارا لباس
پھر بھڑک اُس کی رکھو اپنے پاس
پیلی آنکھیں نہ بس دکھاؤ بہت
شمع سحری ! نہ تمتماؤ بہت

میرا معشوق خوابِ ناز میں ہے

تجھ سے کہتا ہوں ! ماہتابِ بہار !
کس لئے کھو رہا ہے اپنا وقار ؟
کیوں نہ ہو غرقِ بحرِ تاریکی ؟
چاندنی پڑ گئی بڑی پھیکی ؟
آن بان اور چمک دمک نہ دکھا
اب بھی آ - مان لے ہمارا کہا
کوئی دم میں ترا رہیگا نور
ہوا جاتا ہے دیکھہ کے کافور
رنگ فق - حال ہے خراب ترا
ہے لبِ بام آفتاب ترا
کوہ مغرب سے تاکتا کیا ہے ؟
پسِ دیوار جھانکتا کیا ہے ؟

میرا معشوق خوابِ ناز میں ہے

اے صبائے بہار کے جھونکو !
اے شبِ مشکبار کے جھونکو !

اس قدر شوخیاں نہیں اچھی
ایسی بےتابیاں نہیں اچھی
بیٹھو اُس کنجِ عشق پیچاں میں
سنبل و بید مشک و ریحاں میں
اپنے پر لو سمیٹ - مارو نہ دم
ھلا پتّا - تو سر کرونگا قلم
ھوا بینگا گر اُس کی زُلف کا بال
سارا بل میں تمہارا دونگا نکال

میرا معشوق خوابِ ناز میں ھے

خوابہائے شبِ بہار! سنو
عرض کرتا ھے دلفگار - سنو
للہ اتنا کرو ھمارا کام
کان میں اس کے دو یہ جاکے پیام
غیرتِ حسنِ ماہ و مایۂ ناز!
تیری ھر بات میں نیا انداز
تو کرے خوابِ ناز میں آرام
مُنتظر تیرا صادقِ ناکام
شب گذارے ھے آہ و زاری میں
تیرے بالیں کی پہرہ داری میں

جاں بلب ہے تمہارا خستہ جگر
ہے زباں پر مگر یہ مصرعۂ تر
میرا معشوق خوابِ ناز میں ہے

صادق علي خاں
از کشمیر

کُتّا

مري قسمت میں گو لکھّي ہے ذلّت
نہیں ہے پر بُري میري جبلّت
گلے میں ہے وفا کا طوق میرے
ہے دل میں بھي وفا کا شوق میرے
مجھے احساں ہمیشہ رہتا ہے یاد
نہیں نیکي کسي کي کرتا برباد
غلام اُس کا ہوں جو مجھ پر کرے لطف
فدا جاں اس پہ جو مجھ پر کرے لطف
نہ کچھ دل کش بني ہے اپني صورت
نہ ہیں کچھ خوب اپنے خُلق و سیرت
اگر آواز کو دیکھو تو مکروہ
کہ سننے والے کي کانپ اُٹھتي ہے روح
تُرش روئي میں گو ضرب المثل ہوں
مگر خوئے وفا میں بے بدل ہوں

نمک کھا تا ھوں جس کا - بھرتا ھوں دم
سرِ طاعت اُسي کے آگے ھے خم
وہ سوتا ھے تو میں رھتا ھوں بیدار
نہ آجائے کہیں دُزدِ سیہ کار
میں آنکھوں میں بسر کرتا ھوں راتیں
نہیں کچھہ چور کي چل سکتي گھاتیں
نہ مجھہ کو لوگ یوں بیکار سمجھیں
درِ مالک پہ شب بیدار سمجھیں
ادا کرتا ھوں جب یوں فرضِ خدمت
تو آقا بھي مري کرتا ھے عزّت
مجھے خود ھاتھہ سے دیتا ھے روٹي
کبھي ھڈي کبھي دیتا ھے بوٹي
لگا یا ھے مرا ھر روز کا دود
بہت جلتے ھیں نوکر گرچہ مردود

عبد الرشید
(مرحوم)

اتّفاق

پھنسیگا اگر جال میں ایک کوّا
وہ کوّا جہاں پھنسکے آواز دیگا

چلے آئینگے سینکڑوں کوّے اُس جا
کرینگے بہم مل کے سب شور و غوغا
یہ چاھیں گے اُس جال کو توڑ ڈالیں
مصیبت سے بیدی کو جلدی چھڑا لیں
نہو ہم میں ایکا - قیامت کی جا ھے
مقام تاسُّف ھے - عبرت کی جا ھے
رھیں دور اپنوں سے - غیرت کی جا ھے
کسی میں نہیں اُنس- حیرت کی جا ھے
ھمیں چاھئے سب کا غمخوار ہونا
مصیبت زدوں کا مددگار ہونا
تعصّب کو دل سے ذرا دور کردو
مسلمان ہو یا کہ ھندو ھو - سب کو
ھمیشہ نگاہِ تلطّف سے دیکھو
بجا ھے جو سردار کہتا ھے سن لو
اگر اتّفاق آج ہوجائے ہم میں
کریں منزلیں سب ہوں طے ایکدم میں

} سردار

لکیر کا فقیر

اِک مجمعِ ثقات میں میرا گذر ہوا
انگریزی دانوں پر تھے وہ سب ہو رھے خفا

ارشاد اک طرف سے ہوا مجھ کو دیکھکر
انگریزی پڑھنے والوں پہ حضرت بھی ہیں فدا
اور لطف یہ - کہ جانتے خود خاک بھی نہیں
پر روشنی نئی کا ہے حضرت کو چاندنا
روزے کے نام سے چڑھیں - کبھیں نماز کو
بھوکا نہیں ہماری عبادت کا کچھ خدا
فطرہ نہ خُمس - اور نہ مساکین بروری
ان کی بلا سے بھوکے ہیں گر خویش و اقربا
حج کا خیال اور نہ زیارات کی اُمنگ
شوق حدیث اور نہ قرآں سے واسطہ
ذکرِ فضائلِ نبوی ہو اگر کہیں
یہ دل سے - اُن سے دل کہے - چل بھاگ ہو کھڑا
واقف قبور لوتھر و بطرس سے ٹھیک ٹھیک
پر ہے پتہ نجف کا - نہ معلوم کربلا
لندن کا ذکر کیجے نظر چپّے چپّے پر
پر یہ خبر نہیں ہے کہ کعبہ کدھر رہا
ہو مجلسِ عزا تو کبھی سر میں درد ہے
اور سر کے بل چلیں جو ہوں لیکچر کسی جگہ
خود دعوتیں اُڑائیں - ڈنر اور ٹفن چکھیں
موتی کے واسطے کبھی بے سود فاتحہ
مسجد شہید ہو تو ہرج ان کا کچھ نہیں
ہوتا رہے - کھنڈر ہو اگر گھر امام کا

پر پاس آبرو ھو - نہ عزّت کا کچھ خیال
خود مانگتے پھریں جو بنانا ھو مدرسہ
نظمیں سنانے کے لئے حاضر سٹیج پر
لکھا سلام و مجرا کبھي اور نہ مرثیہ
جب ایسي پود پیدا لگي ھونے قوم میں
فرمائیئے کہ قوم کو کیا اس سے فائدہ ؟
اگلي سي وضع اور نہ اگلي سي گفتگو
وہ خُلق وہ مروّت و اُلفت نہ رہ وفا
اور مبلغِ لیاقتِ علمي نہ پوچھئے
قلعي کُھلے - کتاب جو دیں ھم کوئي دکھا
مکتوب فارسي جو کبھي ھم نے تھے پڑھے
ان میں سے ایک لفظ کے معنے تو دیں بتا
ھم کو قبالہ‌جاتِ زمانِ گذشتہ سے
پڑھکر یہ ایک آدھہ کا سمجھائیں مدعا
اس عیب کے سوا کہ کرسچن انھیں بنائے
انگریزي پڑھنے سے نہیں کچھہ اور فائدہ
جس وقت ختم کر چکے وعظ اپنا وہ بزرگ
اک صدمہ پہنچا اور میں کھسیانا سا ھوا
صدمہ تو اس لئے کہ خیالات اپنے یہ
کھسیانا یوں کہ تو یہاں کیوں آیا تھا بھلا ؟
میں اپنے واسطے تو نہ کچھہ بولتا - مگر
تعلیم یافتوں کو بھي جب مجھہ سا کہدیا

پہلے تو سوجھی تُرکی بہ تُرکی جواب کی
لیکن ادب سے ضبط کیا اور چپ رہا
پھر میں نے خوب غور کی ان کی سپیچ پر
اور دل ہی دل میں کرنے لگا خود ہی فیصلہ
ثابت ہوا کہ یہ نہیں تعلیم کا اثر
در اصل ہے قصور - ہماری ہی عقل کا
تعلیم ہو مکمّل و با قاعدہ اگر
تب دیکھئیں کہ آپ ہیں کس درد کی دوا ؟
لیڈر ہمیں ہوں قوم کے ہم ہی رفارمر
اور قوم بھی سمجھنے لگے اپنا پیشوا
یہ سوچکر میں ان کے جھپانے کو شیر ہو
گو دل میں رورہا تھا - بہ ظاہر میں ہنس پڑا
اور عرض اس طرح سے کیا ہیر پھیر کر
بالفرض ایک مچھلی ہے اور ایک نیولا
جنگل ملا ہوا ہے اسے رہنے کے لئے
اس کا ہمیشہ کام ہے دریا میں تیرنا
طوفانِ آب گر کوئی آجائے فی المثل
مچھلی تو ڈوبے اور نہ ہو غرق نیولا !
فرمائیے ہے کس کے لئے شرم کا مقام ؟
اور مرتبہ بلند ہوا کس کا مشفقا ؟
ایرانی کو نہ سمجھے تو کیا ؟ پڑھے جائے شرم
ہندوستانی کو - جو نہ اُردو ہو جانتا

یہ اِس لئے کہ اُردو میں انگریزي آ ملي
جس طرح پہلے فارسي کا اِس میں دخل تھا
اور اس سے بڑھہ کے - ہوگئي یہ جزوِ زندگي
جب جزو هي نہ هو تو مزہ زندگي کا کیا ؟
اور اس کے سر هیں آپ جو الزام تھوپتے
انگریزي عاجزہ کي نہیں اس میں کچھہ خطا
" باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست "
هے شور بوم کا - کہ قصور اس غریب کا ؟
للہ چھوڑ دیجئے یہ بھیڑیا دھسان
اب بھیڑ چال کا وہ زمانہ نہیں رہا

} سید علمدار حسین

دین و دنیا

[ایک مطایبہ]

قیدِ هستي میں جب کہ هم آئے
سو طرح کے لئے الم آئے
آنکھیں کھولیں تو یہ سماں دیکھا
نقشِ حیرت جہاں تہاں دیکھا
آپا دھاپي کا اِک زمانہ تھا
کیا دو عملي کا آشیانہ تھا
کوئي اپنے اُدھیڑ بُن میں تھا
کوئي ساز و طرب کي دُھن میں تھا

صُلح میں کوئي - جنگ میں کوئي
راگ میں کوئي - رنگ میں کوئي
هر بشر فیلسوف بنتا تھا
خود بخود بےوقوف بنتا تھا
ایک کو ایک کي نهیں پروا
تهي هي گویا نهیں کهیں پروا
جل رهے تھے جگه جگه چولھے
داره گهر تھے تو سدره چولھے
رنگ پایا جو یه زمانے کا
ڈهنگ پایا نه دل لگانے کا
دین پر هم نے دهر لیا دل کو
دور دُنیا سے کر لیا دل کو
لیکن اس میں بهي ایسي اُلجهن تهي
راه سیدهي چلن کي دشمن تهي
تار پر تار زُلف کي مانند
پیچ خمدار زُلف کي مانند
چار باري په کوئي مرتا تها
دم کوئي پنجتن کا بهرتا تها
کوئي تثلیث کا قلم زن [1] تها
کوئي نقش دوئي کا دشمن تها

---

1 نقاش *

کہیں کعبہ کا - دیر کا جھگڑا
کہیں آپس کے بیر کا جھگڑا
کہیں اسلام کے خلاف ملے
کہیں اصنام کے خلاف ملے
ایک کہتا تھا " وہ حرم میں ہے "
ایک کہتا تھا " تم میں هم میں ہے "
ایک کہتا تھا " کوئي چیز نہیں
همیں هم هیں تمھیں تمیز نہیں "
کوئي برهمو تھا - آریا کوئي
کوئي مومن - مداریا[1] کوئي
کوئي رغبت حرم کي رکھتا تھا
کوئي نیّت اِرم کي رکھتا تھا
ایک رستے پہ کوئي چال نہیں
یکسوئي کا کہیں خیال نہیں
کس کو سچ کس کو جھوٹ جانیں هم ؟
کس کو مانیں کسے نہ مانیں هم ؟
ایسے جھگڑوں سے اور گھبرائے
راہ دنیا پہ پھر چلے آئے
بیج بویا نہالِ دُنیا کا
سمجھے دنیا کو کھیت عقبیٰ کا

---

[1] مدار شاہ کا پیرو فقیر *

دین کا دوسروں پہ رکھہ کے مدار
بنگئے هم غریب دنیا دار
اپنے دیسي علوم سیکھے سب
نحو - منطق - نجوم سیکھے سب
اپني هي قوم کا شعار لیا
زیبِ سر کے لئے عمامہ دیا
ربط کنٹھے کو تھا گریباں سے
چاک کو سلسلہ تھا داماں سے
جو بزرگوں سے پائي تھي پگڑي
هم نے ہاتھے چڑھائي تھي پگڑي
طرزِ نو سے هوا نہ اصلا بند
وضعِ اجداد کا رها پابند
لیکن اس راہ میں نہ پاس هوا
اس طریقے سے ناسپاس هوا
کوئي کہتا تھا جاهلِ مطلق
کوئي کہتا تھا مولوي احمق
راہ لي هم نے نامرادي کي
اور یہ غم لیا کہ شادي کي
ایک تو اپني جان بھاري تھي
اس پہ بیوي خدا کي ماري تھي
بیوي کیسي ؟ خیال کي آزاد
تھي تو بیوي - مگر مري اُستاد

پردے پردے میں وہ نکلتی تھی
ساتھ گھونگھٹ نکالے چلتی تھی
جس طرف دونوں مل کے جاتے تھے
اُنگلیاں لوگ اُدھر اُٹھاتے تھے
بولیاں کوئی بولتا تھا کھڑا
کوئی نظروں میں تولتا تھا کھڑا
جو نئی روشنی پہ مرتے تھے
جل کے لاحول مجھ پہ کرتے تھے
کہتے تھے کوئی کیوں یہ جُل کھیلے
اب زمانہ وہ ہے کہ کُھل کھیلے
سات پردوں میں ہو تو باہر آئے
آنکھ ہو تو نگاہ بنکر آئے
چاند کو ابر میں نہ ڈالے کوئی
اب نہ گھونگٹ کبھی نکالے کوئی
حاضری پر چلے تفنن پہ چلے
ساتھ بیوی بھی اب فنّن پہ چلے
بات بیوی نے جب یہ سن پائی
اپنی گانے کی خوب دھن پائی
بولی تیور بدل کے ہم سے - واہ !
ہے تمہاری نگوڑی اچھی راہ
تم رواجِ کُہن پہ بھول گئے
رسم جدّت کی راہ بھول گئے ؟

چھوڑ دو آج سے پرانی چال
کام آتا نہیں پرانا مال
خلق کو ہے نیا چلن ہی پسند
مَے نہیں یہ کہ ہو کُہن ہی پسند
قاعدہ ہے یہی زمانے کا
کون مشتاق ہے پُرانے کا ؟
آدمی ہوگیا پُرانا جب
بن گیا موت کا نشانا تب
میرا اب سے نہ یہ چلن ہوگا
میں نئی ہوں - نیا فشن ہوگا
بخت کی طرح میں نہ سوؤنگی
شمع کی طرح میں نہ روؤنگی
میں نئی روشنی میں چمکونگی
میں سوسائٹی میں چلکے دمکونگی
مَرے گھونگٹ نکالنے والی
ناس ہو برقع ڈالنے والی
گہنا زیور زوالِ ہے جی کا
سر کا ٹیکا کُلنگ کا ٹیکا
نیچی نظروں سے یہ الم کھینچا
اُونچی چوٹی دکھانی ہے نیچا
اب نہ کاکل بناؤنگی زنہار
مارِ کاکل پہ ہو خدا کی مار

مانگ چوٹي په اب ضمير نهيں
ان لكيروں كي ميں فقير نهيں
پاؤں پڑنے نه دوں چھڑے[ص] كو اب
ماروں پاپوش پر كڑے[ص] كو اب
ترچھڑی[1] لوگوں ميں چھڑے نے كيا
نرم هم كو اسي كڑے نے كيا
اب تو بالي[ص] بلاے جاں سي هے
طوق[ص] هے يا گلے كي پھانسي هے
پالا مارے نگوڑي بالي ميں
آگ لگ جائے ميري جگني[ص] ميں
موئے تعويذ[ص] كا تو ديكھو طور
منهه په كچھه آور دل ميں هے كچھه اور
ناک كا نتهه[ص] كا ساتهه كيوں ركھوں ؟
حسن كو اپنے ناتهه كيوں ركھوں ؟
اب جو پاؤنگي كان كي مچھلي[ص]
كھا هي جاؤنگي كان كي مچھلي
يه كهاں كا موا پتوڑا[ص] هے ؟
آنت شيطاں كي هے كه توڑا[ص] هے ؟
اپني سوں[2] يه نهيں چلن اچھے
اس سے تو پھر بھي هيں بٹن اچھے

---

1 هلكي * 2 قَسَم *
ص صاد کے كل الفاظ زيورات کے نام هيں *

چیر ڈالونگی لہنگے ساڑي کو
یہ پنہاؤ کسي اناڑي کو
دیکھوں دیتا ہے چرخ کیونکر پیچ
بانوں سے مل کے پھینک دوں سر پیچ
حلقۂ غم بناؤں چھلّے کو
اب انگوٹھا دکھاؤں چھلّے کو
چوٹے دنتي نہ پھینکدوں کیوں میں ؟
بھیگي بلّي بني رھوں کیوں میں ؟
داد مردانگي کي اب دونگي
چوڑیاں اب تو میں نہ پہنونگي
اب نہ گھر بھر میں آئے پائے حنا
خون کر ڈالونگي جو لائے حنا
دھکدھکي گھونتني گلا ہے اب
پہچلڑی پنجہ بلا ہے اب
تاروں کي طرح موتیاں توڑیں
چاند سورج پہ آسماں توڑیں
ھاں - قسم ہے خدائے پاک کي اب
مجھہ کو کانٹا ہے کیل ناک کي اب
چولي انگیا سے کوئي کام نہیں
کارست اب نہ لوں تو نام نہیں

ص صاد کے کل الفاظ زیورات کے نام ھیں *

کیجئے دور دھوپ - وقت آیا
میری خاطر منگائیے سایا
پاؤں کے موزے اب نہ بھولونگی
بوٹ بنواؤنگی میں شو لونگی
گھاگری اب نہ خاک پہنونگی
میں تو صاحب فراک پہنونگی
سر پہ چادر نہ پاؤں میں لتری
ویل منہہ پر ہو - ہات میں چھتری
بخت چمکیگا مثلِ افشاں اب
مہر ہوگا عذارِ تاباں اب
اب نہ ہرگز ڈرونگی میں تم سے
اُکتا پونچھی کرونگی میں تم سے
سن کے باتیں یہ - اپنی بی بی سے
میں بھی ہارا تھا بدنصیبی سے
یعنی اِس وضع میں بُری گت تھی
آبرو تھی نہ اس میں عزت تھی
جو کہ انگریزی وضع رکھتے تھے
حلوے مانڈے مزے سے چکھتے تھے
ہر طریقے میں پیش پیش تھے وہ
کم تھے ہم آبرو میں - بیش تھے وہ
ہم جہاں جا کے پہنچے - بار ہوئے
بن کے گُل بھی گئے تو خار ہوئے

کہیں آئي بلا سے ٹالے گئے
کسي دربار سے نکالے گئے
آخر اس رنگ سے بہ تنگ آکر
میر صاحب سے بن گئے مسٹر
کوٹ پتلون ڈانٹ کر نکلے
پیٹي اور ببري چھانٹ کر نکلے
پھر تو هم کو بهي لوگ جان گئے
اور بیوي کو هم بهي مان گئے
دونوں عالم سے هات اٹھا بیٹھے
اُس صنم کي گلي میں جا بیٹھے
لوگ دیر و حرم کو پوجتے هیں
هم مِسس کے قدم کو پوجتے هیں
دین دنیا سے واسطہ نہ رها
خوب طالب کسي نے هے یہہ کہا

ما مقیمانِ کوئے دلداریم
رخ بدنیا و دیں نمي آریم

طالب بفارسي
از بمئي

رُخصتِ شباب

الفراق اے صحبتِ بزمِ نساط
اب نہیں دل میں وہ جوشِ انبساط

وہ جوانی کی اُمنگیں اب کہاں ؟
وہ محبت کی ترنگیں اب کہاں ؟
سر میں سودا ہے نہ دل میں چاہ ہے
شورِ نالہ ہے نہ زورِ آہ ہے
اب کہاں اگلی سی وہ بیتابیاں
وہ تصور وہ پریشاں خوابیاں ؟
وہ مرے دل کی تپش جاتی رہی
وہ اُمیدوں کی خلش جاتی رہی
آرزوئے وصل مُردہ ہوگئی
جستجوئے کوے جاناں سوگئی
سب یہ عشقِ بد بلا کے ساتھہ تھیں
یہ شبابِ فتنہ زا کے ساتھہ تھیں
اِنتظارِ یار کی طاقت نہیں
بزم آرائی کی اب فرصت نہیں
اب نہ خود بینی نہ رشک غیر ہے
ذوقِ ہنگامہ نہ شوقِ سیر ہے
جب سرورِ کامرانی ہی نہیں
جب وہ ذوقِ شادمانی ہی نہیں
پھر غم ناکامیِ دل کیا کریں ؟
کیوں کسی کے واسطے رویا کریں ؟
صحبتِ ساقی کا چسکا مٹ گیا
وہ نظربازی کا لپکا مٹ گیا

شرکتِ بزمِ حسیناں کا خیال
اب نظر آنے لگا جي کا وبال
اب وہ اگلي سي خود آرائي کہاں ؟
چال میں اندازِ رعنائي کہاں ؟
اب نہیں آنکھوں میں آثارِ خوشي
لب ہوئے ہیں آشنائے خامشي
سرخیِ رخسار سب جاتي رہي
شوخیِ گفتار اب جاتي رہي
وہ مري جادو بیاني اب کہاں ؟
وہ طبیعت کي رواني اب کہاں ؟
وہ تبسّم خیز باتیں هي نہیں
هائے ! وہ دن اور راتیں هي نہیں
اب کبھي پہروں هنسي آتي نہیں
دل کي یہ افسردگي جاتي نہیں
صحبتِ احباب سے دل بھر گیا
کم ہوا سودا تو دردِ سر گیا
اب جواني هے نہ اُس کا دور هے
خواهشِ دل اور هے - دل اور هے
وقت سے پہلے ضعیفي آگئي
خود بخود دل کي کلي مُرجھا گئي
هوگیا دل خوگرِ رنج و الم
چھا گیا افسوس کیسا ابرِ غم

وقت سے پہلے گذر جاتے ہمیں
کاش دل کے ساتھ مرجاتے ہمیں
چھوڑ - اے ناداں ! یہ بیہودہ خیال
ہے زمانے کي ہمیشہ سے یہ چال
اک فقط تو هي نہیں افسردہ دل
تجھ سے بھي بڑھ‌کر ہیں لاکھوں مُردہ دل
انقلابِ ہستي عالم ہے یہ
جس سے چھٹکارا نہیں - وہ غم ہے یہ
کونسا گُل ہے جو مُرجھایا نہیں ؟
جو گیا - پھر لوٹ کر آیا نہیں
گہ خزاں گاہے بہارِ بوستاں
آتي ہیں وقتِ مُعیّن پر یہاں
زندگي و موت لاتي ہیں یہي
گُل کھلاتي گُل سُکھاتي ہیں یہي
انقلابِ آسماں ہے اس کا نام
ہو نہیں سکتا کسي شے کو قیام
بزم فطرت کا یہي دستور ہے
رات کو ظلمت تو دن کو نور ہے
شادي و غم ہیں زمانے میں توأم
پھر خوشي سے کیا خوشي ؟ کیا غم سے غم ؟
ایک سا عالم کبھي رہتا نہیں
کون ہے جو سُکھ میں دُکھ سہتا نہیں

هر کمالے را زوالے میشود
بدر کاهد تا هلالے میشود
مُقتضائے عقلِ انساں هے یهي
وقت کے ساتهه اپني بدلے چال بهي
جو نہیں کرتے کبهي اس پر عمل
اپني آسائش میں پاتے هیں خلل
شاخ کہنه تازه پهل لاتي نہیں
راگني بیوقت خوش آتي نہیں
موسم گرما میں سردي کا لباس
پہنتے هیں صرف مخبوط الحواس
جهونپڑوں میں دیکهنا محلوں کے خواب
کردیا کرتے هیں انساں کو خراب
جاگنا سونے کے وقت اچها نہیں
کردیا کرتا هے رنجور و حزیں
جاگنے کے وقت سونا قهر هے
یه فلاحِ زندگي کو زهر هے
کان رکهه کر گوشِ دل سے سن ذرا
کهه رها هے حالیِ نغمه سرا
چل رهي هو جس گهڑي بادِ خزاں
بے محل هے عهدِ گُل کي داستاں
زندگي کا پهول تها وقتِ شباب
اس کو - اے غافل ! نه کرنا تها خراب

وقت تھا یہ بیش قیمت کام کا
یہ نہ تھا موقع ترے آرام کا
فکرِ خال و خط نے تجھہ کو کھو دیا
تُخم غم کیوں اپنے ہاتھوں بو دیا ؟
شہد بھی ہے یہ جوانی - زہر بھی
یہ ہوائے مہر بھی ہے - قہر بھی
اِس میں شیرینی بھی ہے - تلخی بھی ہے
کامرانی بھی ہے - ناکامی بھی ہے
ہم طریق اس کی سعادت چاہئے
ہم نفس اس کی مشقت چاہئے
جب ہوائے دل مُشیر اس کی بنی
یہ سمجھہ لے پھر جوانی ہو چکی
سرکشی نفس بد انجام ہے
دشمنِ دیں دشمنِ آرام ہے
اس پہ جو غالب رہا وہ مرد ہے
آسماں اس کا شریکِ درد ہے
رحمتِ حق اُس پہ برساتی ہے نور
اس سے رہتی ہیں بلائیں دور دور
جو ہوا مغلوب وہ بدکیش ہے
بےخبر ناعاقبت اندیش ہے
اُس پہ لاتا ہے مصیبت یہ شباب
اُس پہ ڈھاتا ہے قیامت یہ شباب

اُلجھنوں میں رات دن رهتا هے وہ
دُکھہ هزاروں طرح کے سہتا هے وہ
وہ سرورِ عافیت پاتا نہیں
سچ تو یہ هے - اُس کو چین آتا نہیں
هو نہ جس میں فکر کچھہ انجام کا
وہ شبابِ وقت پھر کس کام کا ؟
اس مصیبت میں نہ پڑنا هي بھلا
ایسے ساتھي سے بچھڑنا هي بھلا
حیف اُن پر هے - گیا جن کا شباب
لیکن اب تک دیکھتے هیں پچھلے خواب
اِنقلابِ حال سے هیں بےخبر
وقت بدلا - وہ نہیں بدلے مگر
هو رهے هیں زعم باطل میں خراب
وقتِ پیري کو سمجھتے هیں شباب
آفتاب آیا هے تا نصف النہار
ان کي نیندوں کا نہیں اُترا خمار
یہ سمجھتے هیں ابھي کچھہ رات هے
کیا ستم هے ! کیا هنسي کي بات هے !
ان کے حالِ زار کي هے یہ نظیر
پیٹتے هیں سانپ کے بدلے لکیر
حالتِ افراد حالِ قوم هے
یہ زوال ان کا زوالِ قوم هے

پائیگی وہ قوم کیا عـز و وقار
جس میں ہو افراد کا یہ حالِ زار؟

گوہر
رام پوری

گداگری

جن کو ہے حُب الوطنی کا خیال
بحث میں لاتے ہیں یہ اکثر سوال
مانگتے پھرتے ہیں جو اکثر گدا
دینا ہے کچھ اُن کو بھلا یا بُرا
فرقہ ہے کندرو تو ان میں جو ایک
کہتا ہے دینا ہے بہر حال نیک
مانگنے کی گو کہ ہے عادت بُری
اس سے بھی ہے بُخل کی خصلت بُری
رد نہ سوالِ فُقرا کیجئے
جان بھی مانگیں - تو فدا کیجئے
داد و دھش کے ہیں نتائج بڑے
اہلِ سخا کے ہیں مدارج بڑے
خیر کے کام آج جنھوں نے کیئے
کوثر و جنت ہے کل اُن کے لئے
اُن کے لئے وقف ہے دارالسلام
اُن کا ہے فردوس میں اعلیٰ مقام

مُلک میں جو لوگ ہیں دیرینہ سال
ہے یہي قال ان کا بہي اُن کا حال
پر لبرل کي ہے خلاف اُن کے راے
جس میں بظاهر نہیں حجت کي جاے
کہتے ہیں وہ - دیتے ہیں سائل کو جو
دونوں جہاں سے اُسے دیتے ہیں کھو
رهتا ہے دنیا کا نہ وہ دین کا
شرع کا پابند نہ آئین کا
اس کو نہ غیرت نہ حمیّت ہے کچھہ
اور نہ ڈھٹائي سے ندامت ہے کچھہ
قوتیں جو اس کو هوئي تہیں عطا
سب کو دیا خاک میں اُس نے ملا
جانتا ہے - مانگنے کو ہے زباں
دور دبک سننے کي خاطر هیں کاں
سونگھنے کو ناک ہے بوئے طعام
دیکھنے کو آنکھہ ہے خوانِ کرام
پانوُں هیں پھرنے کے لئے در بدر
جوڑنے کو هاتھہ هیں پیشِ بشر
دیتے هیں جو بھیک اُنہیں صبح و شام
وہ کوئي نیکي کا نہیں کرتے کام
جو کہ سوال اُن کا نہیں کرتے رد
مُلک میں پھیلاتے هیں اخلاقِ بد

مانگنا خود ان کو سکھاتے ہیں وہ
حوصلہ دے دے کے بڑھاتے ہیں وہ
بعضوں کو اس بات میں یہاں تک ہے کد
روکیئے قانون سے یہ رسم بد
کیجئے سرکار سے فریاد و داد
تا کہ کرے مانگنے کا انسداد
ایسا وہ قانون بنائے کوئي
بھیک نہ پھر مانگنے پائے کوئي
ہے لبرل کي یہي کوشش اگر
لائیگي آخر کو یہ کوشش ثمر
ایک دن ایسا بھي ضرور آئیگا
مانگنا اک جرم ٹھہر جائیگا
مانگتے اب پھرتے ہیں جو دربدر
آئیگي پرچھائیں نہ اُن کي نظر

{ حالي

انگریزي لباس

ہیں جو میرے برادرِ امجد
شفقت جن کي مجھپہ ہے بے حد
اُن سے اک روز عرض میں نے کي
گر کریں عفو میري گستاخي

تو کروں عرض آپ سے اک بات
جس سے تشویش ہے مجھے دن رات
بولے - وہ بات کیا ہے ؟ شوق سے کہہ
اُس کے کہنے سے تو نہ قاصر رہ

تب یہ میں نے کہا - کہ حضرتِ من !
میرے دل کو اسي کي ہے اُلجھن
یہ روش کیوں جناب کو بھائي
ترک کردي جو وضع آبائي ؟
نہ وہ پاجامہ ہے نہ ہے اچکن
بلکہ ہے کوٹ پینٹ زیبِ بدن
ہے بجائے عمامہ سر پر ٹوپ
ہوگئے آپ مولوي سے یوپ
گرچہ رکھتے ہیں چہرے پر ڈاڑھي
پر لبیں ہیں ضرور حد سے بڑھي
آپ نے جو یہ ترکِ وضع کیا
خوبیاں اس میں -کہیے- ہیں کیا کیا؟
اور نقصان کي جو پوچھیں جناب
تو نہیں اُس کا کچھہ شمار و حساب
پھر بھي دو چار عرض کرتا ہوں
عرض کرنے میں گرچہ ڈرتا ہوں
دیکھتے ہیں جو صورتِ ظاہر
لوگ کہتے ہیں آپ کو کافر

آپ کي شکل دیکھکر - حضرت !
ھوتي ھے اُن کو وحشت و نفرت

خیر - اُن کي اگر نہیں پروا
سوچیے یہ تو اپنے دل میں ذرا
جب کہ یوں شکلِ ظاھري بدلي
حالت باطني بھي بدلیگي
حُبِّ اسلام دل سے جائیگا
دین عیسائیوں کا بھائیگا
ھوگي خویش و یگانہ سے نفرت
صاحبوں کي خوش آئیگي صُحبت
پر وہ حاکم ھیں - آپ ھیں محکوم
وہ ملیں آپ سے ! یہ ھے معلوم
الغرض - اپني قوم بھي چھوٹي
صاحبوں سے اُمید بھي ٹوٹي

میري تقریر سن چکے جس دم
بولے ھنسکر برادرِ اعظم
تو نے جو کچھہ کہا وہ سچ ھے - مگر
غور اب میري بات پر بھي کر
لوگ کافر کہیں - تو کیا ڈر ھے ؟
عالم الغیب ربِّ اکبر ھے

جانتا ہے وہ دل کی سب باتیں
اُس پہ ظاہر ہیں نفس کی گھاتیں
کفر و ایماں تو دل پہ ہیں موقوف
جانتے اس کو ہیں سب اہلِ وقوف
گو رکھیں لوگ ہم سے دل میں پیچ
کارِ ما با خدا است - دیگر ہیچ

شکلِ ظاہر کا اعتبار نہ کر
دل حسینوں کے ہوتے ہیں پتھر
جب بھرا دل میں ہو فریب و دغا
جُبہ و خرقہ بھی جو پہنے تو کیا ؟
مولوی کتنے ایسے پائیگا تو
جن میں ایمان کی نہیں کچھہ بو
وہ پہنتے ہیں جُبہ و دستار
تاکہ اِس آڑ میں وہ کھیلیں شکار
خود کو پجواتے ہیں مریدوں سے
اور اُنہیں لوٹتے ہیں جی بھر کے
دین کا پردہ آگے ڈالتے ہیں
پھر دلی حسرتیں نکالتے ہیں
بر ملا کرتے ہیں وہ ایسے کام
جن سے شرمائے فاسقِ بدنام

ماسوا اِس کے - یوسفِ خوشخو !
ھندیوں کے لباس ھیں جو جو
وہ کہاں ھیں لباسِ اھلِ عرب ؟
اُن کو اسلام سے علاقہ ھے کب ؟
ھے کہاں ھند میں لباس ایسا
جس پہ صادق ھو لفظ " قومي " کا ؟
ھر کسي کا ھے ایک روپ نیا
جس کو دیکھو - ھے اُس کي وضع جدا
کوئي کرتا ھے زیبِ براچکن
ھے انگرکھا کسي کے زیب بدن
جُبّہ و خرقہ پر مِٹا ھے کوئي
ھے کسي کو پسند شـــرواني
ایک کو " فیز " ھے اگر مرغوب
دوسرے کو دوپلّي ھے محبوب
کوئي کرتا ھے زیبِ سر دستار
سر چھپانا ھي ھے کسي کو عار
باندھتــا ایک ھے اگر تہبند
دوسرے کو ھے دھوتي دل سے پسند
گـــر پہنتا ھے ایک پاجامـــہ
دوسـرا پینٹلون میں ھے تنّـــا
پھر برابـــر ھوئے لبـــاس سبھي
یورپي ھوں وہ - یا کہ ھوں ھندي

بلکہ میں کہدوں تجھسے صاف صریح
ھے لبـاسِ فرنگ کـو ترجیح
زیب تن اُس کو کرتے ھیں اتراک
جنکي تہذیب کي بندھي ھے دھاک

تونے جو کچھہ سنے یہ میرے مقال
ھے یہ سب صرف بہرِ استدلال
میرا مطلب اِسي قدر ھے فقط
ھے لباسوں پہ اعتراض غلط
جن کو جن کپڑوں کي ضرورت ھو
وہ اُنھیں شوق سے پہننے دو
نہیں اسلام میں لباس کي قید
چاھیئے دل میں ھو نہ مکر و شید
باطن انسان کا درست رھے
چاھے پھر جو لباس وہ پہنے
ھے مسلماں کو صرف یہ لازم
رھے پابندِ شرع وہ دائم
جو اوامر ھیں وہ بجا لائے
جو نواھي ھیں اُن سے باز آئے

اتني تقریر ھونے پائي تھي
کہ یہ آواز غیب سے آئي

در خصوصیتِ لباس مکوش
قولِ سعدی شنو زگوش ہوش
در عمل کوش و ہرچہ خواہی پوش
تاج بر سر نہ و علم بر دوش

محمد یوسف جعفری
رنجور عظیم آبادی

پھول اور پیام

[انگریزی سے ترجمہ]

جا او گُلِ گلاب نو کارِ ثواب کو
میرا پیام دے مری عصمت مآب کو
کیوں مفت کھو رہی ہے وہ یوں وقتِ مُغتنم ؟
کیا جانتی نہیں وہ کہ فرصت بہت ہے کم ؟
اِس وقت آتشیں ہیں وہ رُخسار پھول سے
منہہ سے بھی جھڑتے ہیں دم گفتار پھول سے
گر وہ ہے شمعِ حسن - تو پروانہ میں بھی ہوں
ہے وہ پری جمال - تو دیوانہ میں بھی ہوں
لازم ہے شکرِ نعمتِ پروردگار اُسے
واجب ہے فکرِ گردشِ لیل و نہار اُسے
کیا مال ہے یہ حسن - اگر قدرداں نہ ہو ؟
مجنوں نہ ہو تو لیلی کی بھی داستاں نہ ہو

اے گل ! تو هي بتا که تجهے گر بجاے باغ
بهرِ نشیمن آج ملا هوتا کوئي راغ
خوبي کو تیرے دیکهنے والا بهي تها کوئي ؟
سو جاں سے تیرا والہ و شیدا بهي تها کوئي ؟
ایسا هي وہ مري سمن اندام نازنیں
جنگل میں کوہ و دشت میں هوتي اگر کهیں
اهلِ نظر کي جس جگه هوتي نه دسترس
اور ایک ساں هي هوتے جهاں ناکس اور کس
واں جنسِ حسن هوتي خریدار بن پڑي
اور دلربا وہ - هوتي طلبگار بن پڑي
پیغام میرا دے کے اُسے - اے گُلِ گلاب !
مرجهانا بیدریغ - وهیں کهاکے پیچ و تاب
شاید که تیرے مرنے سے هشیار هو کے وہ
انجام حسن دیکهه لے بیدار هو کے وہ
جانے که کوئي گل کا سا رنگیں قبا بهي هو
شیریں سے بڑہ کے گو کوئي شیریں ادا بهي هو
قبضے میں اُس کے حسن کا حصہ هے چند روز
دنیا میں حسن و عشق کا قصہ هے چند روز
جو فائدہ اُٹهانا هو اُس سے اُٹهائے جلد
دل میں سما چکي هے - نظر میں سمائے جلد

راقم " نظر انتخاب "

صبح

لیجے! صبح کا تارا چمکا!
ایلو! ہوگیا نور کا تڑکا
مُرغ نے ککڑوں کوں کی صدا دی
فجر کی کردی گجر نے منادی
پڑگئی پھیکی چاندنی بالکل
ہونے کو شمعِ ماہ بھی ہے گُل
رات کا کیا دنیا سے سفر ہے؟
چلنے پہ ہر اِک باندھے کمر ہے
ڈوب رہا ہے اِک اِک تارا
چاند نے ہجرت کی ہے گوارا
جھلمل جھلمل کرتے تارے
جی ہیں لبھاتے لگتے ہیں پیارے
نورِ سحر کا مَلکر غازہ
حُسن کیا ہے فلک نے تازہ
تڑکا - نور ظہور کا عالم
سر سے پا تک نور کا عالم
ایسا سماں ہے - جس کو دیکھو
ہے وہنی موہے لیتا دل کو
دی جو نسیم سحر نے تھپکی
بیماروں کی آنکھ ہے جھپکی

بچے جو اُٹھے روتے روتے
ماؤں نے تھپکے سوتے سوتے
آئي صدا مسجد سے اذاں کي
طاعتِ حق کو دوڑے نمازي
کوئي اُٹھا انگڑائیاں لیتا
بیٹھا کوئي جمائیاں لیتا
کوئي اُٹھا ہے کلمہ پڑھتا
بیٹھا ہے کوئي ھر ھر کرتا
طائر اپني اپني زباں میں
محو ھیں حمدِ خدا کے بیاں میں
شاہ جي - دیکھو - نور کے تڑکے
منقبتیں پھرتے ھیں پڑھتے
پنڈت پانڈے تلک لگا کے
بیٹھے آسن پر پوجا کے
سنکر سنکھہ کي دھوتو دھوتو
جانے لگے مندر کو ھندو
بیلوں کے کندھوں پر ھل رکھہ کر
نکلا کساں ہے گھر سے باھر
گلیوں میں کہتي پھرتي ہے گھوسن
" تازہ تازہ لے لو مکھن "

باغ کا عالم دیکھئے کیا ہے
صحن چمن کیا خوب سجا ہے !

آنکھوں کو بوٹا بوٹا ھے بھاتا
جي کو ھے پتّہ پتّہ لبھاتا
قطرے نہیں شبنم کے پڑے ھیں
پتّوں پہ گویا موتي جڑے ھیں
پٹري پٹري - کیاري کیاري
ستھري ستھري - پیاري پیاري
جوھي - چنبیلي - سیوتي - بیلا
سیب - بہي - خوباني - کیلا
سُنبل - سوسن - نرگس - لالہ
ٹہني - تنہ - پُھنگي اور تھالا
اس دم جتنا ملک زمیں ھے
شبنم کے سب زیرِ نگیں ھے
پھولوں کي بھیني بھیني خوشبو
دل پہ کئے لیتي ھے قابو
مہک رہا ھے گُلشن سارا
بکھرا ھے گویا عنبر سارا
سجکر اُس کا پُر دُر زیور
سبزے کے اَور ھي ھو گئے تیور
بادِ سحر ھے جھونکا دیتي
ڈالي زمیں کا ھے بوسہ لیتي
ٹہني ٹہني پر ھے پرندا
گاتا گیت ثنائے خدا کا

ڈالي ڈالي هري بھري ھے
بوٹا ھے یا سبز پري ھے

ٹھنڈي ٹھنڈي هوا چمن میں
ڈال رهي ھے جان سي تن میں
مہر کي لو سورج نے نظر کي
کایا پلٹي دنیا بھر کي
کون و مکان و زمان و زمیں پر
چڑھ گیا گویا سونے کا پتّر
کیسي نیند ؟ کہاں کا سونا ؟
بنگیا انگاروں کا بچھونا
شہر میں دیکھو کوئي گھرستن
دھوتي ھے بیٹھي گھر کے برتن
کوئي اُٹھي ھے جھاڑو دیکر
جھاڑ رهي ھے کپڑے بستر
بچوں کا منھہ اِک نے دُھلواکر
رکھدیا آگے ناشتہ لاکر
لڑکوں نے لے بغل میں بستہ
گھر سے لیا اسکول کا رستہ
میں آ - تو آ - یہ آ - وہ آ
لگ گئي بازاروں میں رچنا
گاتا ھے کوئي بھیرویں - آسا
سر کہیں ھوتا ھے طنبورا

گھوڑا - بگھي - ٹمٹم - یکہ
شکرم - ٹانگا - بہلي - چھکڑا
جس کے جدھر هیں سینگ سماتے
آتے جاتے نظر هیں آتے
کوئي - هوا کھانے کو هے نکلا
کوئي هے مزدوری کو جاتا
بائي‌سکل پر کوئي چڑھا هے
پیدل کوئي آگے بڑھا هے
منشي - بابو فیشن ایبل
دیکھ رهے هیں ٹائیم ٹیبل
لیس هو لي هے خلقت ساري
کار و بار کي هے تیّاري
صبح کي خوبي و لطف کا عالم
جتنا بیاں هو اُتنا هے کم

کوئي کہاں تک لکھتا جائے ؟
کوزے میں دریا کیسے سمائے ؟

سید علمدار حسین
از ریاست پٹیالہ

گرمي اور برسات

گرمي کا هوا هے گرم بازار * جینے سے هوئي هے روح بیزار
اُٹھتے هیں بگولے - لو هے چلتي * صدمے سے هے تن سے جاں نکلتي

مرجھا گئیں شاخیں اور لالے * جانوں کے پڑے ہوئے ھیں لالے
کیسا کچھہ کیوں نہ شعر تر ھو * کیا شک ھے زباں پہ خشک گر ھو ؟
یہ گرد ھے زیرِ چرخِ اخضر * یا گرد کا آسماں ھے سر پر ؟
گرمي از بسکہ بے سري ھے * کیا خاک اڑاتي سر چڑھي ھے
دوزخ بھي جو نام اُس کا سن پائے * دھشت سے بخار اُس کو چڑھہ جائے
پاني کے عوض زمیں پہ بارے * گردوں سے برستے ھیں شرارے
کیسا ھي مکان کو بناؤ * اور خس کي بھي ٹٹیاں لگاؤ
چھڑکي جائیں وہ گو دمادم * اور پنکھے بھي چل رھے ھوں پیہم
ھو دھوپ کا بھي بچاؤ ھرچند * رخنے ھوں شعاع آنے کے بند
پاني کي صُراحیاں بھري ھوں * اور برف کي قُلفیاں دھري ھوں
کورے کورے ھوں کوزۂ آب * شربت کے گلاس ھوں بصد تاب
سامانِ طرب ھوں سب سراسر * پر چین کہاں جو پائیں دم بھر ؟
جب بادِ سموم آئے سن سے * سنّاٹے نکل گئے بدن سے
اور اس پہ یہ اور ھے تماشا * لو جس کو لگي - ھوا وہ ٹھنڈا
رھنے کا کہاں رھے ٹھکانا * تنّور بنے جو سرد خانہ ؟
گلبرگ کو جس شکم پہ تھا رشک * پاني پي پي کے ھوگیا مشک
تسکین پیاس کو نہیں ھے * اِستسقا ھونے کا یقیں ھے
دیکھو جسے رنگِ چہرہ فق ھے * گرمي سے بدن عرق عرق ھے
لالي چہرے پہ وہ نہیں ھے * نیلم لبِ لعلِ نازنیں ھے
رنگت نہیں بہ مسي سے اودي * ھونٹوں پہ ھے پیاس سے کبودي
شدت سے عطش کي ھے برابر * پاني پاني زباں زباں پر
ان گالوں پہ جن پہ کھائے گل رشک * بھن جائے گرے جو دانۂ اشک

کتنا پھرے ڈانواں ڈول پیاسا * پانی کی چاہ میں - یہ حاشا
پائے کہاں آب وہ جہاں میں ؟ * آنسو نہیں چشم عاشقاں میں
روتا ہے بھوت پیاسا * خالی ہے حباب کا بھی کاسا
گرمی سے لبوں پہ دم ہے پہنچا * موجی چلتی ہے نبضِ دریا
ہے چشم پُر آب - لب پہ نالہ * نکلے ہے صدا گلو گرفتہ
دریا میں نہنگ ہیں - مگر یوں * نالے جاتے ہیں اُن کے کوسوں
گرمی ہے - کہ جاں بلب ہرن ہیں * نتنے ہوئے شیروں کے ہرن ہیں -
یہ دیکھہ کے حال اک جہاں کا * جینے سے ہوگئی نراسا
اُلجھن یہی رات دن لگی تھی * کس طرح کٹیگی اب کے گرمی ؟
ناگاہ فلک پہ ابر آیا * رحمت کا زمیں پہ ڈالا سایا
کڑکا یوں رعد آسماں پر * جو ہل گئے دشت و در برابر
بجلی لگی کوندنے جو پیہم * مینہہ پڑنے لگا وہیں چھما چھم
برسا - گرجا - جھڑی لگائی * کڑکے نے کڑی کڑی سنائی
نقشہ بارش نے جب جمایا * خاکا گرمی کا خوب اُڑایا
آیا یہ حواس میں خلل تھا * رم کر گئی گرمی بے سر و پا
ہے ابرِ سُتیہ فلک پہ چھایا * رُت بدلی - نیا سما ہے آیا
اولے برسا کے خوب اُس نے * دل کے سب آبلے ہیں توڑے
مُدّت کا نکالا دل سے کینہ * گرمی کا ڈبو دیا سفینہ
اب فتح کے بج رہے ہیں باجے * دنیا میں ہیں میگھراج راجے
اِس فتح کی کو بکو ہے شادی * عشرت کی ہے چار سو منادی
سردی کی ہے آجکل یہ تاثیر * لاہور بنا ہے رشکِ کشمیر
دیکھا جب سے یہ روزِ روشن * جنگل بھی بن گیا ہے گلشن
-

سبزہ ہے آگا روش روش پر * قدرت نہیں خار کو خلش پر
قطرے شبنم کے کیا پڑے ہیں * ہیرے الماس پر جڑے ہیں
سبزہ نہیں لہلہاتا بن بن * نکلا ہے زمیں کا پھوٹ جوبن
فردوس کی شکل ہے بنائی * لو بن کی بھی آج کل بن آئی
جب سے پیکِ صبا نے آ آ * مژدہ ہے بہار کا سنایا
غنچے آپس میں مسکرائے * بیساختہ گُل بھی کھلکھلائے
پھولے ایسے خوشی میں آکر * جامے سے نکل پڑے ہیں باہر
باندھے ہوئے شبنمی عمامہ * پہنے ہوئے سرخ و سبز جامہ
گُل مثلِ عروس ہیں سراپا * اور برگ بنے ہوئے ہیں دولہا
طاؤس چنور کئے ہوئے دُم * ہے رقص میں بےخودی سے وہ گم
بھینی بھینی شمیم خوشبو * ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم ہرسو
بُلبل کے تو چہچہے ہیں گُل پر * اور مست جُھکے ہوئے مُل پر
خوش ہو ہے کوئی ملار گاتا * لحنِ دل کش سے دل لبھاتا
المست مئ نشاط پی پی * کرتے ہیں کہیں پپیہے پی پی
برسات ہے - کیا بہار آئی * قدرت نے دکھائی کبریائی
داخل تعریف میں جو ہوتا * میں سبز قدم اسے ہی کہتا
قشہ کھنچنا محال ہے اب * خاکہ جو کھنچا تھا - ڈھوگیا سب
عاشق ہے سکوت تم کو واجب * ہے طول کلام نامناسب
مشکل ہے یہ راہ تم سے سر ہو * بہتر ہے کہ قصہ مختصر ہو

سید احمد } کبیر

Calcutta :—Printed at the Baptist Mission Press.